BROWN BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_188376
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—67—11-1-68—5,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۰۵۶۷ د   Accession No. ۲۹۶۱ / 2961

Author احمد علی

Title تذکرہ نزل

This book should be returned on or before the date last marked below.

HISTORY.OF.NIRMUL.
HYDERABAD.DEMINIANGE

Checked 1975

تاریخ یادگار نرمل

المعروف ۱۳۳۰ھ

تذکرۂ نرمل

جسکو

خاکسار احمد [illegible] مولوی سید امجد علی

[illegible]

بہ حسن [illegible]

[illegible]

مطبوعہ [illegible] دکن [illegible] بازار [illegible] حیدرآباد

اول تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ تعالیٰ والصلوۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد

کمترین محمد امام الدین غفرلہ وستر عیوبہ بخدمت ناظرین مضامین تاریخ حکام وعمال مشیر اور شائقین سیر سلاطین سابقین ملتمس ہے کہ صانع بے مثل خالق لایزال نے اس کارخانہ ایجاد و تکوین۔ اور اس انقلاب تغیر آفرین کو۔ اور تمامی موضوعات ومصنوعات کو برنگ تازہ اور صورت جدیدہ زینت اور رونق بخشی۔ اور حکمت کاملہ اوسکے بندو نکے حالات و واقعات کو بعنوان تقابل اور متضادہ وجود مین لاتی ہے اوس حکمت مین کسی بشر کو اور کسی ملک کو مجال مقال نہین۔ ہویدا ہے کہ قصبہ نرمل ملک دکن وطن مالوف اس ہیچمدان کا ہے۔ ایک شخص چہنالوف نے اسکے حالات و واقعات کو بطور اخبار بعبارت فارسی سلیس و مضمون انیس باقتضائے وقت قلمبند کیا ہے۔ قضارا مجکو جبکہ باصرار بعض اصحاب واحباب اتفاق نقل کرنے کا اسکے بار اور ترجمہ کرنے کا ایک بار ہوا بنظر تعمق دیکھا تو اکثر الفاظ غیر مربوط او ابلا مجبوط اور انشا مخلوط پاکر اصلاح کر دیا۔ اور یہ تذکرہ ایک مدت ممتد سے چلا آتا ہے اور

اسکے نقول فارسی متعدد ہو گئے اس خیال سے اسکی اصلاح سے مجھکو کچھ تعرض نہین تھا لاکن
دوستان بمحبت محباں منقابلت کے اصرار نے اقرار لے لیا کہ ضرور ایفاء وعدہ کرون۔
کوئی تو نقل کی خواہش کی کسی نے ترجمہ اردو کی فرمایش کی۔ لہذا بپاس خاطر یاران شفیق رفیق
اپنے مواعد کا ایفا کردیا۔ وگرد وَمَا تَوفِیقِی اِلّا بِاللہ

U ۲۹۶۱

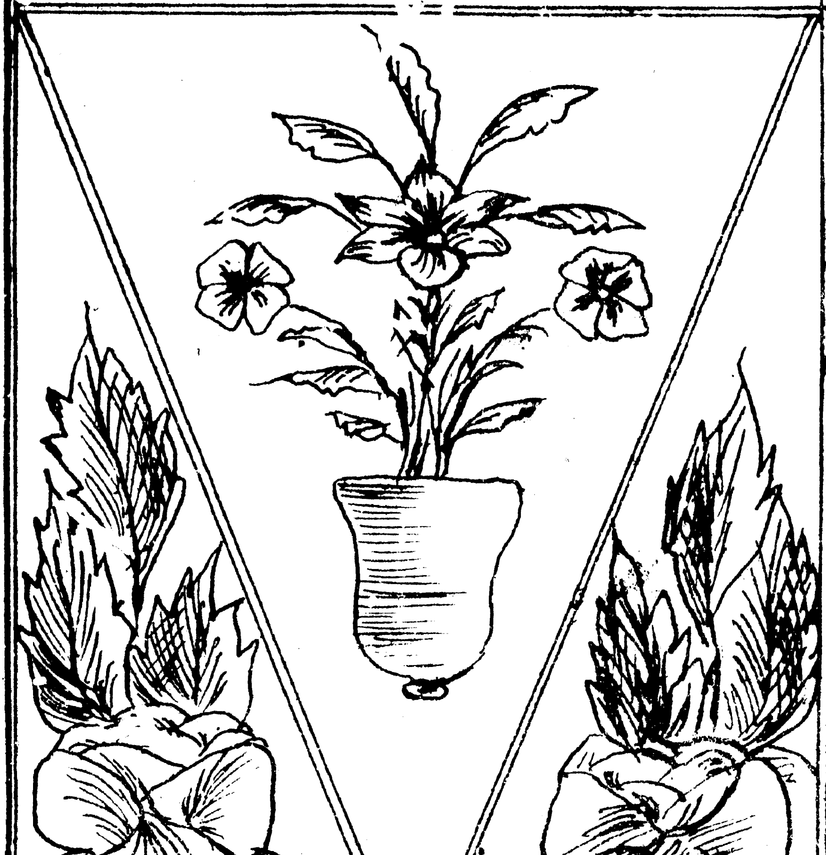

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید ثانی

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اما بعد واضح ہو ازانجا کہ ہر ایک انسان خواہش کرتا ہے مدعی ہوتا ہے، اپنے اقتضای سرشت ازلی پر۔ اور عامل ہوتا ہے علی نحو ذالک ۔ ہرچند دوسرے اوسکے ردیف و حریف اپنے اپنے مسلک و منہج پر کھینچ کھینچکر اپنے شریک حال اور اپنے نظیر و مثل بنانا چاہتے ہین مگر وہ سرنوشت ازلی اوسکو اپنے خط مستقیم سے سرمو تفاوت نہین کرنے دیتا وہ شخص مصداق اسکا ہوتا ہی اِرَادَۃُ اللّٰہِ غَالِبٌ عَلیٰ اِرَادَۃِ [illegible] ۔ نفس الامر بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ فرمایا اپنے کلام پاک مین وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلیٰ اَمْرِہٖ۔ درین آوان و درین احیان ایک ہر دلعزیز محب انگیز میان سید احمد عمر علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ خلف اکبر مولوی سید امجد علی صاحب سلمہ اللہ الوہاب متوطن قصبہ نرمل ضلع عادل آباد ملک دکن اس ہیچمدان کے ہموطن اور صاحب اس امر کے متقاضی ہوے کہ تذکرہ رمل فارسی مین ہے اگرچہ اوسکی فارسی عام فہم ہے تاہم بسبب اسکے کہ اس دور و سیر مین اردو کا بہت رواج ہوگیا ہے ۔ اردو ہو جاے تاکہ یہ بھی ایک یادگار رہے۔ بعد اتمام و انصرام طبع ہو۔ آوران سیدزادہ صاحب کو اس ہیچمدان سے کئی وجوہ سے علاوہ ہموطنی وغیرہ فوق الذکر کے کسیقدر تلمذ بھی حاصل ہے ۔ اور سیدزادہ صاحب مرد خلیق و شفیق ہین اور انکی طبیعت نہایت سلیم اور متواضع ہے۔ صاحب ضیاء الملت سید صحیح النسب والاحسب ہین مکارم اخلاق سے انکی سیادت اور اونکی نجابت ہویدا ہے ۔ ذی حوصلہ۔ صاحب سلیقہ ہین ۔ اس ناچیز کیساتھ بعض اوقات دینی ابواب

ہین مؤید ومعین بنے رہین - اونکے والد ماجد مولوی سید امجد علی صاحب زاد مجدہ بڑے عالی
ہمت ذی مروت کامل باستعداد قابل السواد والمواد ہین اور بڑے صاحب بحث اور مقرر ہین اور
مولوی صاحب بڑے بڑے خدمات لائقہ مہمات فائقہ کو مثل تحصیلداری و مستاقبات کثیرہ کے بالتزام
ملازمت سرکار نظام وغیرہ اپنے تدابیر صائبہ وتجاویز قابلہ سے رنگ انتظام کو بہ خوش رنگی جماکر بہ
نیک ترین وجہ انجام دیکر مورد تحسین حکام مافوق عالیہ تمام و مصدر آفرین خاص و عام ہوے - اور
مولوی صاحب طبع موزون کلام منظوم مین پر مذاق مشہور آفاق ہین - ہمارے وطن کے فی الوقت
سر آمد ممیزین سے ہین - سرمایہ مساکین ہین - پرسان حال ناقصین ہین - گروہ موحدین ہین و
اصل وفد مخلصین مین شامل ہین اونکے اجداد بہت قدیم سکان ابتدائی آبادی قصبہ نرل سے
نرل ہی کے ہین - انکا سلسلہ بیعت بواقع حقیقت شاہ فیاض صاحب قدس اللہ سرہ العزیز سے جو بزرگ صاحب
ریاضت وافر الحفاظت مشہور و معروف ہین ملتا ہے - اور حضرت شاہ صاحب کا تذکرہ اجمالاً و
مشہور جا تذکرہ نرل مین درج ہے یہان زیادہ تفصیل وتطویل کی حاجت نہین (یہ عاجز و کمترین
استدعا کے ترجمہ ثانی کو بدین مراد وبدین مفاد اپنے ذمہ پر لے لیا کہ محبت وطن کی ہر ایک فرد بشر کو
بلکہ ہر ایک حیوان کو لاحق رہتی ہے جسکی ثنا مین وارد ہے - حُبُّ الوَطَنِ مِنَ الاِیمَان
اگرچہ وہ وطن اور وہ مقام مسکن خارستان و کوردہ کیون نہ ہو بڑے امصار و بلاد دیر اشجار
و انہار سے عزیز وخوش اسلوب و دل افروز ہے - وطن کی غذائے کثیف بمقابلہ غذائے لطیف دیگر
مقامات کے لذیذ ہوتی ہے - یہ رباعی فارسی کی اس محل پر مناسب و موزون ہے - رباعی
حب الوطن از تخت سلیمان خوشتر * خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر * یوسف کہ بمصر پادشاہی میکرد
میگفت کہ گدا بودن کنعان خوشتر * نرل سے الوقت وہ نرل نرہا جو زمانہ سابق تھا - یہ خاکسار
مترجم جو حالت نرل کی اپنے ایام طفلی مین دیکھا تھا - اوسکے عشر عشیر نہین - اپنی خردسالی کے

بہن سالوں سے سنتا تھا کہ اسوقت نرل کی آبادی و رونق پہلے جو تھی اب نہین رو بہ انحطاط
نظر آتی ہے یہی نرل تمامی قصبات و امصار دکن مین مشہور و نامی قصبہ تھا۔ اوسکی ترکیب آبادی اور بنای
قلعہ جات جیسین بائیکین دوسرے قصبات بلکہ ترتیب آبادی بلادسے جداگانہ قابل دید ہی ایسا مقام دید ہی نہ شنیدے
حالانکہ موجودہ حالت اوسکی بمصداق آیہ کریمہ آیۃ مُنقَلَبٍ یَنقَلِبُونَ ہ منقلب ہوگئی ہر ایک شیئے پر
انقلاب روزگار انصراف لیل و نہار لگا ہوا ہے کچھ عجب بات کی بات نہین خود اس مقام مستعار دنیا کو ثبات و
بقا نہین کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ہ موجودہ حالت
نرل شنیدہ اور دیدہ سے یہ بات پیدا ہی کہ قصبہ نرل نمونہ (سبا) تھا۔ بندہ و دروہ سو برانگی فقر مستزاد ہو گئے
بہرحال بہر کیف واقعات تذکرہ نرل رطب ویابس جو کچھ کہ مولف مورخ نے فارسی مین درج کیا مین بھی حسب
درخواست سید صاحب بعبارت اردو سلیس مخاوی انیس تحریر کرتا ہون رب یسر و تمم بالخیر ہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوۃ علی من لا نبی بعدہٗ اما بعد دانایان روزگار اور دانشمندان یکتہ کا پر پوشیدہ نہ رہی کہ سنہ ۱۸۱۷ یکہزار آٹھ سو سترہ عیسوی مطابق یکہزار دو سو تیتیس ۱۲۳۳ ہجری مین ایک صاحب فرہنگ ملک فرنگ مسمی جنرل جان مالکم بہادر نے ارادہ تنبیہ و استیصال سرگروہان قوم پنڈارہ کی جو قلمرو صوبجات دکنین اپنی ظلم و فساد کی آتش سی ایک عالم تباہ و برخاک نیا کر رکہا کمر ہمت کو چست باندہکر نواح بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد سی از راہ ناگپور جو کہ متعلقات قصبات صوبہ برار کا ہی بتاریخ ۱۴ ستمبر سنہ الیہ مطابق دوم ذیقعدہ جیوہ دریائے گنگا سے فراغت پاکر خاص قصبہ نرمل پر مقام کیا۔ اسوقت یہ کاتب حروف نیازمند آفاق یعنی عاصی عبدالرزاق بن عبدالغنی باشندہ قصبہ بلغرپ کلکٹر ناندیر صوبہ محمدآباد بیدر بخدمت منشی گری ڈپٹی کلکٹر انگریزی کے مامور اور معزز تہا۔ جناب صاحب بہادر کے پاس جاکر ملاقات کیا بڑی خاطر مدارات بخشش اور نوازی بہت سی سرفراز فرمایا اپنی زبان خاص کہے کہ اگر احوال زمینداران ماضی اور حاکمان سلف اور بنائے تیاری قلعجات اور آبادی قصبہ نرمل کی جو کچھ کہ سنی گئی مین تحریر کرکی ناگپور سی واپس آتی تک ہماری ملاحظہ کیواسطی تیار رکہین پس حسب الحکم جناب صاحب بہادر بہت ہی تلاش و تجسس سی اخبار پارینہ کو اکابر دیرینہ سی طلب و باپس کو اپنی ساعت مین لیکر قلمبند کیا اور اس اخبار کا نام تذکرہ نرمل کہا اب یہ مختصر کلام یادگار برمحل ترجمہ تذکرہ نرمل ٹہرایا ناظرین شایقین سی امید ہی کہ اس ترجمہ مین اگر غلطی و سہو نظر آوی تو بہ نگاہ عفو اصلاح فرماوینگے۔ ذکر بنا و آبادی و تعمیر قلعہ اندرونی آبادی نرمل اور دوسرے احوال جو کتب تواریخ سے ثابت ہوئی

راویان اخبار اسکی ایسا بیان کرتی ہین کہ ایام گذشتہ مین جہان اب نرمل کے نام سی آباد ہی اوس جگہ صحرائے عظیم بڑا ہی خوفناک و پر بیم درندو گزند سی واقع تہا یتنہا آدمی کسیطرح سی اوس جنگل سی گذرتا نہین تہا۔ اتفاقاً بتقدیر سی ایک شخص نمبا نائیر نامی قوم کا کولی ساکن نواح بالونچہ بعد اچلم اوسکو چند روز کی پہلے

زمینداران وسطر قلعے بنانا یار کو متمول فی الحال دیکھکر از راہ رشک و حسد تا وان ملت مین گرفتار کئے
تھے۔ لہذا وہانسے اپنی بزرگی سے ناموافقت پیدا کر کے بعد قطع تعلق ایک موضع مین از موضعات پلی مرگسی -
حکام پادشاہی کی حمایت اور توجہ سے سکونت اختیار کیا فکر معیشت سے فارغ البال خوشحال تھا سیر شکار
مین اپنی اوقات گزارتا تھا۔ اوس کولی مذکور کی سواری مین ایک زنجیر فیل سفید خداداد تھا اوسپر سوار ہو کر ایک
روز اپنی حسب عادت شکاری کتونکو ہمراہ لیکر صحرا کیجانب گیا۔ اتفاقاً ایک روباہ اوسکی آگیسے بھاگی اور
ساتھہ کا ایک کتا شکاری اوس لومڑی کیطرف دوڑا لومڑی کتے کی تعاقبکو دیکھکر کتے پر حملہ کر کے بھگا دی
وہ کولی اس کیفیت کو دیکھکر جانا کہ یہ مقام اور زمین مین جرات و دلاوری کی جگہ ہے یہان کوئی قلعہ و برج قایم
کرنا چاہیے اور کوئی نشان مکان ناموری کا بطور یادگار سلف بنایا چاہیے پس اس خیال سے وہانسے واپس
اپنے مکانکو آیا۔ دوسرے روز حاکم وقت کے پاس جو اس صحرا و اشجار کا مختار تھا جا کر اجازت بنا کرنے قلعہ
اور آبادی جدید موضع کی چاہی۔ حاکم وقت نے بنظر آبادی اور کشتکار اراضی بنجر و افتادہ او قطع ہونے درختان
بیموقع کے کسیقدر رقم نذرانہ کا شرط بطور مقطعہ نام نہاد کر کے واسطے باندھنے قلعہ اور آباد کرنے موضع جدید کے
حکم دیا جبکہ نامبردہ نے حاکم وقت سے اجازت حاصل کی عرصہ اندک مین بفراہمی سنگ و خشت بنیاد
بنائے قلعہ کی ڈالی اور اوسکے نیچے ایک موضع خرد دس بارہ جھونپڑے یونسے زاید نہوگا بسایا اور اوس
موضع مین خود بھی معہ عیال و اطفال کے رہنے سہنے لگا۔ اور شب و روز بکار تعمیرات اور قطع کرنے اشجار
انبوہ کی مشغول ہوا۔ اوس زمانہ مین دو درویش صاحب الحال ایک مسمی شاہ حق ریاض رح اور دوسرے
شاہ صادق نامی پنجابی یہ دونون باہم بسلسلہ دینی ہمسفر تھے عالم سیاحت مین وارد صحرائے نرل ہو کر
شاہ حق ریاض رح تو اوسوقت اونکی قبر ہے اوسجگہ بستر موت حیات کا بچھائے اور شاہ صادق پنجابی اپنے
رفیقکو واسطے قیام اوٹھنے کے رخصت کر گئے۔ نامبردہ نے خبر تشریف آوری شاہ صاحب معنا کی سنکر حسب قاعدہ عوام
شرف ملازمت درویشونکو سعادت دیجانکر قدمبوسی حاصل کی۔ اور لوازمات خدمت اور مراسم عقیدت جو

بجالاتے تسلے ادا کرتا رہا اکثر عند الملاقات اثنای گفتگو کیفیت آبادی موضع اور تعمیر قلعہ کی شاہ صاحب موصوف کی خدمت مین
ظاہر کی شاہ صاحب موصوف نے دریافت فرمایا کہ اس ضعف کا کیا نام ہی نمبا نائک نے عرض کیا کہ ہنوز اسکا کوئی
نام قرار پایا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ نام اس ضعف کا نرمل ہی ہیں اُس روز سی وہ موضع نرمل کے نام سے
شہرت پایا۔ سنا جاتا ہی کہ ابتدائی آبادی نرمل کو پانسو سال کا عرصہ ہوتا ہے بعضے کہتے ہین کہ زیادہ اس سے ہوگا
تالیف کیوقت پر نرمل کی آبادی کا زمانہ ۵۰۰ سنہ اس طرح ہے کیوقت چہ سو سے زائد ہوتا ہے اس عرصہ پانسو چھ سو
سالمین بہت سارے عمال و حکام اور جاگیرداران خصوصاً بادشاہان سلف سے اس قصبہ نرمل پر مامور ہوکر معزول
ہوگئے انکی فہرست اسامیوار بقید ماہ و سال حکومت ہر ایک کی ہر چند تلاش کیگئی بصحت نہوی مگر منجملہ اونکے
جسقدر کہ پتہ چلا لکھدیا گیا چنانچہ حسب ذیل درج ہین۔ سید اشرف ۱۰۶۰ سنہ یکہزار ساٹھ مین۔ میر سعادت ۱۰۶۴ سنہ یکہزار
چونسٹھ مین۔ آقا علی رضا بیگ ۱۰۷۱ سنہ یکہزار اکہتر مین۔ محمد رضا جاگیردار ۱۰۷۴ سنہ جہان فوجدار شیخ سعید خان فوجدار
آقا ابو طالب ۱۰۸۱ سنہ یکہزار اکیاسی مین۔ عزیز اللہ خان ززوی ۱۰۹۴ سنہ یکہزار چورانوین۔ رحمت اللہ خان ۱۰۹۷ سنہ
یکہزار ستانوین۔ سید حسین جاگیردار لعل بہا خان اور شیر نصیب صاحب دکھنی ۱۱۰۶ سنہ گیارہ سو چھہ مین۔ مرزا محمد رضا بیگ
مرزا موسی بیگ ۱۱۱۳ سنہ یکہزار ایکسو تیرہ مین حکومت نرمل سے یہ موسی بیگ سرفراز ہوا ایکمدت تک پرورش رعایا
اور آبادی تعلقہ مین بوجہ احسن مشغول رہکر قلعہ مذکور پائین مین جانب شمال موسی آباد جو کہ فی الوقت سوبہٹہ
کے نام سی مبدل ہوکر ایک محلہ قرار پایا ہے آباد کرکے نیک نیتی اور نام آوری سے خلق اللہ کو خوشدل و مرفہ و خوشوقت
رکہکے فوت ہوگیا۔ پنکنا اور متیالو اور پلنا ایلمی وار ۱۱۱۸ سنہ یکہزار ایک سو اٹھارہ مین علی صاحب اور قادر صاحب
دکھنی اور ہمبارا و فرزند متیالو ۱۱۲۰ سنہ یکہزار ایکسو بیس مین۔ جلپت راو اور پا ملندرا و ۱۱۲۱ سنہ یکہزار
ایکسو اکیس مین سوبارا و ۱۱۲۶ سنہ یکہزار ایکسو چہبیس مین۔ راجہ نرسنگراو اور صف شکن خان اور رگناتہ
پنڈ ہری مین ابتدای ۱۱۶۴ سنہ یکہزار ایکسو چونسٹھ لغایت ۱۱۷۱ سنہ یکہزار ایکسو اکہتر اور بار ثانی سوبارا و معہ
انگارا و من ابتدا ۱۱۷۲ سنہ یکہزار ایکسو بہتر لغایت ۱۱۹۷ سنہ یکہزار ایکسو ستانوے نواب فاضل بیگ خان دہبا

مبارز الملک ہوئے من ابتدای سنہ ۱۱۸۰ یکہزار ایکسو اسی فصلی لغایۃ سنہ ۱۱۹۲ یکہزار ایکسو بانوے فصلی - یہ
موضع نرمل بتدریج ترقی پاکر آبادی پرگنہ اور قصبہ کی نامسے شہرت پایا - ابتدا دیہات پرگنہ نرمل کو پرگنہ پلی مرگ
دفاتر سرکار مین تحریر کرتے تہے - مستقر حکام موضع پرمنڈل تھا بعضی کہتے ہین کہ دہی پلی مرگ تھا غرض جسوقت
نرمل کا قلعہ بمباشرت مانائی فوق انذر کی سعی و تردد سی بڑی استواری اور استحکام کیساتھ تیار ہوا اعمال سرکار نے
جای محکم اور محفوظ قابل قیام حکام قرار دیکر محکمہ اور دربار معین کیا نرمل کا مقام بباعث قیام حکام روز بروز
رونق ہوچلا پرگنہ پلی مرگ کے نام سی جو مشہور تھا وہ بالکل یک لخت کالعدم ہوکر پرگنہ نرمل کے نام سی شہرت پایا
سیر آئین الاخبار شیخ ابوالفضل بن شیخ مبارک مین سلطان براڑ کے جو کہ اوس زمانہ مین شاہزادہ سلطان مراد
فرزند دوم ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی قبضہ تصرف مین تھا لکھا ہی - صوبہ براڑ تیس سرکار اور
ایکسو ورہ محل کیساتھ ملحق تھا - پنج پرگنہ نرمل اور بالکنڈہ اور بہیگل وراندور اور بودہن اور لوہ گاؤن اور
کاہیلی اور بہونگیر اور رامگیر یہ تمام یکقلم داخل ضلع صوبہ براڑ تہی اور اون محالات مذکور کو سرکار تلنگ
کہتے تہی - اوس زمانہ مین نواح رامگیر مین بعضے جگہ ہاتیونکی پیدایش بھی ہوتی تہی - اور سرزمین بالکنڈہ
اور بہیگل مین فولاد اور آہن کی کان واقع ہی - اور نرمل کی اطراف و جوانب مین رنگا رنگی تولید بہت بہتر
ہوتی تھی اور ظروف سنگین بنتے تہی - محاصل پنج محل نرمل کا اس تعداد اور اس مقدار پر تھا - خاص نرمل کا
وصول چونسٹھ ۶۴ لاکھ دام کا تیموری کا تیس لاکھ دام کا راجورہ کا سولہ لاکھ دام پہلی چھ لاکھ دام کا تھا کسم مبتہ
آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار دام کا حساب دام کا فی روپیہ چالیس دام ہوتے ہین - سیر محمد قاسم فرشتہ مین لکھا ہی
کہ جسوقت انتظام سلطنت شاہ محمود بہمنی کا آخر دور شاہ کلیم اللہ بہمنی کی رہا اور بسبب اختلاف و عناد و فساد
باہمی امرای خانہ برانداز دولت کی تخلل واقع ہوا اور صوبہ داران ممالک کی مثل عماد الملک و نظام الملک
بحری اور عبداللہ قطب الملک اور یوسف عادل خان اور فرزندان قاسم برید کے طریق اطاعت و فرمان
برداری سی منحرف ہوے - ایک زمانہ تک ہر طرف آپس مین ایک کے جدال و قتال با بعد ازان

تدریج ہر ایک صوبہ بجا خود خود مختار رہا اوس سبب سے سنہ نوسو چوتیس ہجری مین سلطنت بہمنی پانچ قطعہ ہو گئی بدین تفصیل عماد شاہیہ ۱ - بیدشاہیہ ۲ - نظام شاہیہ ۳ - قطب شاہیہ ۴ - عادل شاہیہ ۵ یہ ہر پانچ کا ہر ایک اپنے تئین شاہ کے خطاب سے مشہور کر رکھا تھا - اوس ہنگامہ آرائی مین تمام صوبجات دکن کے خلایق بہت ہی تباہی میں گرفتار ہوئے آخر کار تلنگانہ آم گیری سے تو حیدرآباد کی اختیار سے نرمل ورنگل کنڈا اور میگل وغیرہ محالات داخل صوبہ بیدر کے ہو گئی -

ذکر عروج پانا قوم ایلمون کا اور پہونچنا نرمل کی حکومت کا اونکی اختیار مین واقفان اخبار و ناسران

اسمار ہیرو یار اس وقایعکو ایسا بیان کرتے ہین کہ مسمی کنٹی نیکنا از قوم ایلمی وار ساکن قصبہ ڈورا اور دانگی کا پیر مین کسیقدر زنگ رکھاتھا تلنگی زبان مین کنٹی کہتی ہین اسنگڑیکو اسی سبب سے کنٹی نیکنا کے نام سے نامزد ہوا اور وہ بعنوان مزارعین زراعت سے اپنی گذران کرتا تھا اور اوسکو ملک مین بضمن زراعت ایک ریوڑ جانور تھا -

ایک جانب ایک روز اتفاقات تقدیر سے بحالت مستی حسب عادت مویشی صحرا مین جہان ایک ٹیلہ مٹی کا تھا اپنے سینگون سے اس ٹیلہ کو کہود ڈالا اسی ٹیلے کی تہہ مین کسی زمانہ سلف مین شاید کسی کا دفینہ اور گنج مخفی تھا دفعتاً اوس دفینہ کی زنجیر آہن اسکے سینگونکو لپٹ گئی اور کہتے ہین کہ اوس دفینہ کی بارہ عدد بعوجہ بید شاہی سو نیکے مقفل بطور سلسلہ کے یہ لپس اوس تمامی سیو چونکو جاموش نے اپنی سینگو نسے ملائی ناگہانی جانکر جدا کرنا چاہا نہ نکلی ناچار اوسکو کشان کشان آدہی رات کے وقت بغرض اپنی نجات کے اپنی مالک کے دروازہ پر کہڑا ہوا اپنی مالک کو آگاہ کرنے کیلئے اپنی سر سے دروازہ کو حرکت دی یک بیک اوس مزارعی بیدار بختی نے اوسکو بیدار کر دیا دروازہ کی آہٹ اوسکی کانمین پہونچی فوراً بستر سے اوٹھکر سنبھال اپنے جاموش کے جو کہ گم تھا دروازہ پر آکر دروازہ کہولا دیکہتا کیا ہے کہ جاموش تو اپنا ہی مگر سینگونکو اسکے کیا بلا لگڑی ہے متحیر ہوکر اپنی زوجہ کو آواز دی وہ آ گئی چونکہ وہ ہوشیار تھی اوسیوقت پہچان کر امداد غیبی سے اپنے زوجکو خبردار کی اور تدبیر اوسکی چہپانیکی بتلائی - چونکہ اکثر کاشتکارون کے مکانونمین بڑی بڑی غبار اور گڈہی کوڑا ارکہات ڈالنے کے رہتی ہین اس فتوح وفلاح غیبی کو اوس جاموش کے سینگو نسے اتار لیکر اوس غار صحن خانہ مین اپنی زوج و زوجہ ہر دو نے پوشیدہ کر دیکر پہر بدستور اپنی بستر آکر بخوشی تمام آرام

گئے وہ رات اون دونون زوج زوجہ کو روز روشن سی زیادہ پر نور تھی جب آفتاب جہانتاب طلوع ہوا۔
ہر ایک بشر نیک و شر علے قدر مراتب تلاش رزق مقسوم ہر طرف پھیل گئے مشار الیہ بھی بکار مرجوعہ مشغول
ہوا ایکمدت تک اپنی حالت نتوحکو بخوف ناتوانی حاسدان زمانہ مستور رکھا تھا بہ تصور تابکے ایکروز بوقت
فرصت اور موقع اس خزینہ کی سبو جو لینی ایکد و سبو جہ علیحدہ کرکے قفل کو اوسکی توڑ ڈالا اور بنظر شادمانی دیکھا تو
اس سے تمام زر سرخ بقدر کف دست یعنی اشرفی برآمد ہوئی بقدر ضرورت لیکر باقی بدستور سابق مخفی رکھا
اُس روز سی بہ تدریج مشار الیہ کو فراغت حاصل ہوئی۔ دو سالکے عرصہ مین ترقی مالکی روزافزونی زراعت
کی ہر ایک پر ظاہر کرکے قصبہ وانکڑی وطن مالوف اقامت گاہ قدیم کو زر وصول کلرری پر کچہ رقم اضافہ
کرکے کلرری سی اجارہ لیا پھر تو وقتاً فوقتاً دولت اوسکی روزافزونی کے آثار علانیہ تبلادی کوئی وجہ انحفار
پوشیدگی کی باقی نرہی حتے کہ زمینداران نامی اور عمل تعلقات کلرری گرد و نواحکے نامبردہ سی ہزارہا مبلغ
قرض لیکر اپنی حوائج ضروریکو اجرا کرنے لگے ذکر نواب امین خان بہادر بن شیخ نظام منور خان
جاگیردار بالکنڈہ وغیرہ کا اور قرض لینا نزدیک سی ایلمی وار ندکورکے اور نکل جانا تعلقہ
نرمل کا قرضہ کے عوض مین قبضہ سی خان مسطور کے نواب امین خان بن شیخ نظام منور خان
المخاطب خان زمان خان بہادر فتح جنگ امرائی بلاد دکن سی ہی۔ تھوڑا سا حال اونکا اس موقع مین مناسب
جانکر لکھا جاتا ہے۔ شیخ نظام شرفا و نجبائی قصبہ گہیرلی جو کہ ساتہ کاف فارسی کے مضافات دار الملک بیجاپور سے
بفاصلہ دو منزل کے بیجاپور رہے۔ دہان سکونت رکہتا تہا اور کسیقدر مقطعہ جات اوسکی قبضہ تصرف مین تہے
اوسکا باپ روزگار پیشہ سپاہی آدمی تہا اور اس زمانہ مین بڑی شرافت سپاہیونکی تہی جبکہ بحکم کل من علیہا فان
شیخ نظام کا باپ فوت ہوگیا یہ نظام یتیم ہوگیا اوسکی والدہ بیوہ ہوگئی چونکہ عفیفہ اور شریفہ تہے شوہر کے
انتقال سے اقسام کے تکالیف و مصائب پہاڑ اور اوسکے فرزند یتیم پر طاری ہوئے تاب تکالیف سی پریشان ہو
دار الامارت بیجاپور مین آکر سکونت اختیار کرکے اپنے فرزند دلبند کو پرورش کرتی رہی۔ شیخ نظام ہنر آبائی کی

اجدادی کے حاصل کرنیمین مشغول ہوا جو کچہ کہ پینچ پانچ پہادر کیے تہے حاصل کیا مگر یہ بسبب مفلسی و بیکسی ویسی بہی
کے ورزش وغیرہ کی محنت سی شدت بہوک ہوجاتی تہی تو تعلیم خانہ کی مٹی سرخ کو پانیمین مخلوط کرکے پیتا تہا۔
لنگر زبان ہندی مین اوسکو کہتی ہین کہ سرخ مٹی کو کنکر وغیرہ سے صاف کرکے ورزش کی جگہ پر بچہاتے ہین تاکہ
کشتی اور گرفت و گیر باہمی کیوقت کوئی ہرج اور صدمہ بدن پر کشتی گیرونکے نہ پہونچے۔ دوسرا ایک شخص نجیب زادہ اوگان
مشہور ملک بانسے یوجانا نامی منفصل اونکا رفیق و شفیق ہوگیا اور یہ دونون باہم ایام بے شعوری سے اتفاق اور ارتباط پیدا
کئے ہتہے جبکہ ہر دو سن شعور و شباب کو پہونچے اور اپنے فن پہلوانی اور شغل کشتی مین کامل ہوگئے۔ کہتے ہین کہ بلدہ
مذکور مین ایک پہلوان سفیڈیو نامی معروف تہا اور وہ ایسی جست لگاتا تہا کہ تخمیناً تیس ہاتہ آگے اور بیس ہاتہ پیچہے
اڑتا تہا اور قوت جسمانی مین بہی اوسکی مقابلہ کا کوئی تمام شہر مین نہین تہا۔ وقت کے لوگونکو رستم پسر زال کا حال تو
اونکو صرف کہانی معلوم ہوتی تہی چنانچہ کشتی مین بہی یکتا تہا اور ایک مکان سے دوسرے مکان پر ایک ہی جست مین
پہونچتا تہا۔ گویا ایک پرندہ پران تہا اور کبہی اپنے دونون ہاتہونمین دو قبضہ تیغ برہنہ لیکر شاہراہ شاہی مکان
کے وسط مین ہر دو بازو اپنے کہولکر ایسا کہڑا ہوتا تہا کہ تمامی راہرو اوسکی دونون پیرونکے نیچے سے گذرجاتے تہے
اگر سوار آتا تو اوسکی واسطے اوپر جانب صعود کرتا اسقدر کہ وہ سوار اسپ پر ہو خواہ فیل سوار ہو گزرتا اور وہ پہلوان
جب اوپر جاتا تہا تو جہانسے جاتا وہین پر پہر اوترتا تہا اور اوسکی بہت سے عادت قبیحہ تہی ان عادات نا سزا سے اوسکے
لوگ اس شہر کے تنگ تہے منجملہ عادات قبیحہ اوسکی ایک قابل شنید ہے یہ کہ بلدہ بیجاپور مین ایک مہاجن مشہور نامی تہا
اوسکو ایک دختر زادی جمیلہ ناز پروردہ مادر و پدر تہی وہ پہلوان اوسپر بصدق دل عاشق زار از در آشفتہ کار تہا روزانہ مانند
طیر طیار مکانات پر سی طیران اور پران ہوکر اوس ہوکی مہاڑی پر آتا تہا اور ایک ادا ز طلب مین اوسکی کرتا وہ جمیلہ
مردم فریب شکیلہ شہوت انگیز چار ناچار با دل فگار براہ اضطرار حاضر ہوتی تہی۔ اسباب و لوازمات عیش و عشرت و مباشرت
کے جو کچہ مطلوب ہوتے تہے اوسکے گہر سی بزور منگواتا تہا۔ وارثان اوس کی تمثال کے خوف سے گزند اس دیو کی مہیا
کر دیتے مگر اوسکے دفع شر کیلیے دانوا و موقع دیکہتے چند روز سے اسی طور گذری اوس لڑکیکا باپ تدن تشویش و

وتردد مین بسر کرتا مگر کوئی صورت اندفاع وانقطاع اس خبیث کی اسکو سوجہتی نہین تہی آخرکار اعلان کیا
کہ جو شخص اس بلائے ناگہانی و آفت جان انسانی کو مجہسے دور کریگا اوسکے صلہ مین اپنی جائداد مقبوضہ سے نصف بخشدونگا
جبکہ یہ خبر شہرت پائی شیخ نظام فوق الذکر اپنے رفیق کیساتہ اوس ساہو کی پاس جاکر اقرار واثق کیا کہ اس مہم عظیم کو
اپنی شمشیر آبدار سے انجام دونگا۔ ساہو تو اپنی مراد بر کا متمنا ہونیکا خواہان تہا اور انصرام وہندہ کا جویان مگر
ان ہر دو وحشتناک سے اس امر دشوار کا پورا ہونا قرین اعتبار نہین رکہتا تہا۔ لاکن آخرکار سوچ لیا کہ ہر ایک
کام کا انتظام کیسا ہے سخت و صعب ہو ہمت پر موقوف ہے۔ ان ہر دو دلیران عالی ہمت کی ہمت کو دیکہکر خدا پر توکل
کرکے اپنے وعدہ کو اونسے ظاہر کیا۔ اور اونکی استحکام کیلئے اس مال موجودہ سے بطریق معقول تہوڑا سا دیدیا تا کہ آیندہ
کار مرجوع ہو جائین غرض وہ دو شیران صحرا دلاوری نے موقع اور قابو کو دیکہکر ایک شب بالکل اندہیاری شب مین
اس ساہو کی مہاڑی کے تحت مین منتظر آمد آمد اوس دیو خبیث کی رہکر باہم ایسا قرار داد کی کہ ایک بالائے بام ہمقابلہ
اوسکی جاوے دوسرا نیچے رہے۔ اوپر والا اس مردود کو قتل کرکے نیچے ڈالدیوے نیچے والا اپنے تا ورود نعش خبیث کو ایک
ضرب جمدہر سے منشک کرے جبکہ شب کچہ تجویز قرار داد ہو چلی ایک پہر رات گذر گئی وہ ستمگار بدر وزگار بعادت
معہود ہر ایک مکان پر سے جست لگاتا ہوا اپنی عشرت گاہ پر پہونچا اور ایک آواز حسب معمول کیا دختر ساہو فی الفور
معہ سامان عیش و طرب حاضر ہوکر خاطر داری مین اپنے طالب کے مشغول ہوئی وہ خوابیدہ بخت مخمور و مسرور ہوکر بالائے
تخت سو رہا۔ شیخ نظام آپ نیچے رہکر اپنے رفیق کو مہاڑی پر بہیجا جبکہ وہ مہاڑی پر گیا شمشیر برہنہ ہاتہ مین رکہتا تہا
شمشیر کو جنبش دی دختر ساہو جو کہ پہلو مین اوس نابکار کے پڑی تہی شمشیر کی چمک کو دیکہکر اپنے عاشق کو آگاہ کی
کہ کوئی مقابلہ پر آمادہ معلوم ہوتا ہے وہ بدمست بادہ اجل نے جواب دیا کہ کسی بشر کی کیا مجال ہے کہ میرے
مقابلہ کو آوے بلکہ بہرام فلک بہی میرے آگے قدم توڑ رہا ہی ایسا کہکر اپنے شغل نامربوط بوس و کنار مین محو تہا
وہ بہادر نے بدل تہوڑا سا آگے جاکر کہڑا ہو تب کہین وہ شیطان ملعون اپنی آنکہہ سے دیکہا فوراً بستر عیش سے اوٹہکر
نہایت نخوت و غرور سے بالکل مواجہ ہوکر کہا کہ ای طفلک مجکو تیری اوائل سن آغاز شباب پر رحم آتا ہے

که مبادا تیری دلکی آرزو دل ہی مین رہجائے مناسب وقت یہ ہے کہ اولاً تو اپنی شمشیر سے کام لے تاکہ کام نیا
ہو یہ تمام گفتگو جب ختم ہوئی وہ مرد مردانہ فن پہلوانی مین یگانہ اور مستعد تھا اگر روئین تن بھی ویسے سامنے آتا تو پرکاہ بانند
اور شاخ گیاہ کے اپنے مشق دلیرانہ سے پارہ پارہ کر دیتا جہان کہڑا تھا وہان سے کسیقدر جنبش شیرانہ اور لغزش
چابکانہ عمل مین لا کر ایک ہی کہ تمین نوک شمشیر کو اپنی اوس خبیث کے حلقہ حلق پر اس صنعت و صفائی سے دبائی کہ
روح رواں ہوگئی دختر ساہو یہ سانحہ عجیبہ و واقعہ غریبہ ہے کہ ایک شخص خفیف ضعیف سے ایسا معاملہ وقوع مین آیا
دیکھکر متحیر ہوگئی اور یکدم سے اس پہلوانکی اطاعت مین آگئی وہ پہلوان گرما گرمی مین اوس خبیث کشتہ کو
نیچے گرانا چاہا مگر اوس خبیث کی جسم فیل تن کو اوٹھا نہ سکا ناچار ایک چادر مین پوٹلی باندہکر خود اور دختر
ساہو کشان کشان قلعہ سے دار گاہ شیخ نظام پر گرادی شیخ نظام اوس کرگس ناپاک کو نیچے پہونچنے سے پہلے
جمدہر کے تین ضرب لگائے پہر صبحکو تمام شہر کے لوگ بطور تماشہ بینیان جمع ہو کر اوسکی النعش کو دیکھکر متحیر ہوے
اور بہادر کی ہمت و جرات پر ہر طرف سے تحسین و آفرین ہوتی تھی اس کار دست بستہ و معاملہ ستر گ کا شہرہ
اطراف و اکناف مین شایع ہوا یہانتک کہ پادشاہ وقت کی سماعت مین بھی یہ خبر پہونچی ساہو لیفاء وعدہ
ایصال الضعف دولت جو کیا تھا کر دیا اندفاع بلائے عظیم کو غنیمت جانا دختر ساہو اپنی خواہش و خوشی سے
اور رضامندی والدین کیساتھ کشندہ دیو سفید کے عقد نکاح مین آگئی شیخ نظام اوس بلدہ مین ساتھ و زن
ستائگ کے بفراغت سکونت رکھا جبکہ دلاوری اور بہادری کا شہرہ اوس شیخ نظام کا سلطنت بیجاپور مین
مشتہر ہوا اوس بلدہ مین سید امین الدین نامی ایک بزرگ رہتے تھے اونہون نے شیخ نظام کو ایک لکڑی کے
اکر ٹلے پر شیخ نظام کے نام منور کا خطاب کندہ کروا کر اپنے دست خاص سے عطا کئے اوس زمانہ مین بیجا پور کا
بادشاہ عادل شاہ تھا شیخ نظام کو بڑی آرزو سے طلب کر کے ملازمین معززین مین نوکر رکھا مدت ملازمت
مین شیخ نظام نے بہت سے مہمات مشکلات انتظام پائے باقتضائے یاوری بخت و نصرت طالع شیخ نظام
مدارج علیا کو پہونچا اور ساتھ خطاب مقرب خان کے سرفرازی پایا ۔ رفتہ رفتہ آوازہ جوانمردی اور

شہامت اکثر ممالک دکن مین پہونچا اوس زمانہ مین خطہ دکن مین شورش اور ہنگامہ آرائی ڈاکو دکی
بڑی دہوم تھی حیدرآباد کے رئیس نے اعلان قدردانی سپاہیان دے رکھا تھا اس بنا پر شیخ نظام نے بلدہ
بیجاپور کے قیام کو ترک کرکے حیدرآباد پہونچا حیدرآباد کے رئیس نے قدردانی کیساتھ رکھکر اوس سے
کارہائے دشوار کا انتظام کرایا چونکہ بخت یاور تھا شیخ نظام سے انتظام واقعی ہوا اور اس عہد مین سلاطین
ہند کو بسبب بغاوت ملوک دکن اور فساد و عناد مسمی سنبھا باغی کے بہت پریشانی تھی۔ شیخ نظام کی کارگزاری اور
ہوشیاری اور بہادری اخبار نویسان شاہیکو جب پہونچی اوسیوقت بادشاہ ہند کو اطلاع دی بادشاہ
یہ خبر سنتے ہی بکمال شادمانی دوگانہ شکریہ جناب باری مین ادا کیا حکم شاہی نفاذ پایا کہ شیخ نظام ہماری
بارگاہ مین آوے حسب الحکم وہ ہردو شیران جنگل مبارزت حضور شاہی مین حاضر ہوے اون ہردو کو
شاہ ہند نے ہر طرح کے توقع اور امید سے آمادہ و مستعد کیا کہ بصد جان و بصیغہ راز مصلحتاً بادشاہکی ملازمت
سے دست بردار ہوکر باغی مذکور کے پاس آکر باخفائے معہ اپنی چند دلالگان مطلب لی شریک جماعت
باغیان ہوگیا اور خوب جوانمردی اپنی بتلایا اور اپنا اعتماد کامل ڈالا باغی طاغی کے پاس شیخ نظام معتمد علیہ
ہوگیا ایک روز موقع پاکر اس مفسد کو بہت ہی حکمت سے گرفتار کرکے حضور مین بادشاہ ہند کے لا پہنچایا
اس فتح و نصرت غیبی کا دوگانہ علیحدہ شاہ ہند نے ادا کیا۔ دربار خاص مین بادشاہ نے کمال نشاط
سے کہا کہ فتح نصرت الٰہی نے ما بدولت کو فتح عظیم بخشی حاضرین دربار نے ازراہ ادب عرض کیا کہ یہ تمام فوائد وابستہ
اقبال خداوندی ہی سے شیخ نظام بے علم اور نرا سپاہی آدمی تھا یعنی شمشیر اہل دکن کو ہاتھ مین لیکر بہادرہ
دکھنی حاضرین دربار مین شہریاری سے بہت ہی جوش و خروش سے کہا یک بل تھا نہ دو بل تھی بلکہ ہم تہی ہمارے
فرزندان تھے دوسرا وہان کون کم اصل تھا۔ بادشاہ اور بڑے بڑے معززین ارکین سلطنت ازراہ قدرشناسی
جان لیے کہ یہ شخص محض سپاہی آدمی بے علم اور آداب بزم سے معرا ہے ازراہ قدردانی کئے اوسکی سپاس
و ستایش کرکے خوش کئے۔ چنانچہ یہ کلمات یک بل دو بل کے اور قدردانی بادشاہ کی ضرب المثل

دیار دکن وغیرہ ہے اوسی جلسہ مین شیخ نظام ساتھ منصب ہفت ہزاری ذات اور علم و نوبت اور خطاب
خانزمان خان بہادر فتح جنگ کے اور اونکے فرزند کلان سا خطاب خان عالم اور پانچہزاری اور دیت اور دوسرے
فرزندان بھی علی قدر مراتب سرفراز ہوئے اور بادشاہ نے نظامت صوبجات دکن کی شیخ نظام کے نام سے
تجویز کرکے دوسرے روز روح اللہ خان بخشی الممالک سے اسبات کا تذکرہ کیا کہ ہم ایسے تجویز کیے ہین بخشی الممالک
نے بجائے خود متامل ہوا اور کچھ جواب دیا۔ بادشاہ وجہ تامل پوچھنے عرض کیا کہ حضور نے جو کچھ کہ از راہ
قدردانی تجویز فرمائے ہین بہت ٹھیک اور درست ہے لاکن فدوی کو تامل اس امر کا عارض حال ہے کہ
اگر ایسا شخص بہادر دلیر و بے باک جو اپنے عصر زمانہ کا یگانہ ہے۔ خدانخواہ بعد تسلط اور تقبض در انتظام دکن
کے باغی ہو جاوے تو نہایت ہی دشواری کا سامنا ہوگا۔ بادشاہ کو یہ بات خیرخواہی و صلاح اندیشی بہت پسند
آئی ارادہ سابق کو فسخ کرکے پرگنہ بالکنڈہ خانزمان خان بہادر فتح جنگ کو اور پرگنہ بسمت خانعالم
اونکے بڑے فرزند کو اور چند مواضع وغیرہ سرکار ناندیڑ صوبہ محمد آباد بیدر سے بعنوان تمغا ذاتی ہمیشہ کیلئے اور
پرگنہ جاجت کونگر و بولسنہ و رپوکل و ربالاپور و کنڈلواڑی اور خداوند پور اور جلال پور و بہمگل وغیرہ
وغیرہ سرکار اور صوبہ ناکوری اور پرگنہ ویلولہ اور یم پلی سرکار ملگندل صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کی بعنوان
جاگیر علی الدوام اور علاوہ وسکی صوبہ برار مین مقرر اور سرفراز فرمائے۔ خانزمان بہادر کو اولاد
کی کثرت تھی ہمیشہ اپنی اولاد اور رفیقون کے ساتھ اطاعت بادشاہی بڑی جانفشانی سے کرتے تھے لہذا اونکی
اطاعت و فرمانبرداری کی خوبی تاریخ آثار عالمگیریہ مین مرقوم اور یادگار زمانہ ہے جبکہ اجل موعود وقت
موقت بادشاہ وقت قدردان خانزمان خان بہادر کا آن پہونچا رحلت فرمائے کسینے تاریخ سال کہی ہے
(داخل الجنۃ) ۱۱۱۱ہجری انہین ایام مین خانزمانخان بھی فوت ہوگئے اونکی نعش کو سواد بیجاپور مین بھیجکر دفن کروائے
بعد انتقال و فوت و موت کے خانعالم معہ برادران اور رفقا اپنے لشکر شاہی مین حاضر اور سرگرم اطاعت
رہتے تھے کہ شاہزادہ محمد اعظم شاہ ساتھ فوج بادشاہی اور حمیۃ الملک اسدخان اور وزیرالممالک

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ اور دوسرے امرائے رکاب بادشاہی کے متوجہ ہندوستان کے ہوئی دوسرے جانب سے شاہزادہ کلان شاہ عالم معہ فرزندان خود و امرای ہندوستان کے بہت ہی قابلیت استعداد یہ عزمیت کا ملیہ کیساتھ متقابل ہو سا یہ مقابلہ و مقاتلہ سرزمین گوالیار پر واقع ہوا۔ مغرور شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے رعونت تھوڑی یہ سبب جہالت کے ازحد تھے اپنی والد محی الدین عالم گیر بادشاہ کی وصیت کو بالائے طاق رکھا تاخت و تاراج ملک شروع کیا اور حالت سفر مین دو منزل کو ایک ہی منزل کرتے پس بہت سارے لوگ ہمراہی کی سختی سفر خارج الامکان کی تاب لا کر رفاقت سے علیحدہ ہوگئے اور جو کہ باقی رہگئے تھے نہ رفاقت منہ موڑے نہ سفر کی مصیبت کو سہ سکے یعنے جان بحق تسلیم ہوگئے آخر جب سخت گیری سی شاہزادہ کے ہمراہیونکا دم تمام ہو چکا تب کارخانہ قضا و قدر سے یہی تجویز مناسب ہوئی کہ تنہا مارے گئے انکی تاریخ وفات (رضا حق) ۱۱۱۹ مبرحم اس واقعہ کا فسانہ بطور یادگار زمانہ تحریر و طبع ہو اقلیم سند مین شایع ہی۔) ہر کس و ناکس کو معلوم ہے اس معرکہ مین فرزندان خانزمان خان نے بڑی جلادت و شہامت سے بہادری کی داد دی اس معرکہ کی جانبازی مین کوئی جانبر نہوا امین خان بہادر نامی فرزند خرد خان زمان خان سولہ سال کی عمر والے باقی رہگئے اون تمامی مقتولونکا دفن بابا لعل کیو رداری کے مقبرہ مین جو کہ گوالیار مین واقع ہی۔ جبکہ جدال و قتال ہر دو شاہزادونکا موقوف ہوگیا شاہزادہ محمد اعظم شاہ مارے گئے لڑائی سے امن ہلا۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ مشرف بملازمت حضور شاہ عالم کے ہوئے اونکو حکم ہوا کہ ایک سوار اسپ نیل گون اور نیلا لباس کا جو کہ بڑی بہادری سے ہو ج وعماری پر حملہ لنگ جسکو دکہنی زبان مین سینے کہتے ہین پھینک مار کر حسب منشا ہو ج کا کام تمام کیا اوسکو ہمارے پاس حاضر کرو ذوالفقار خان نے سونچا کہ اس جرات سوار کو گستاخی پر خیال کرکے شاید ارادہ شاہ عالم کا تعذیر کا ہوگا کسی بندہ خدا کو نقصان نہ پہونچے اسلیے بہت سی سوار نیل گون لباس کے ملاحظہ مین پیش کیے چونکہ بہادری درجوانمردی امین خان نقش خاطر بادشاہ ہوئے تھی فرمائے کہ وہ سوار خاص شخص

ہوکر پیش کیا جاے۔ ناچار امین خان پیشگاہ پادشاہی مین لائے گئے بادشاہ نے ازراہ قدردانی بہادری اور دلاوری پر امین خانکے تحسین آفرین کہکر مشعوف ہونیکے قتل پر افسوس حسرت کی کہ حضرت پادشاہ ہند عالمگیر بادشاہ نے نہایت جوہر شناسی سے مشکل کاموںکے آسانیکے غرض سے پرورش کرتے تہے مفت مین ہلاک ہو گئی بعد ازاں تاسف تحیف کی کمال تفضل اور جوہر شناسی کیساتھ امین خان کو منصب اور جاگیر پر انکے باپکی ارثاً اور فرزندان خان عالم اور دوسرے فرزندونکی اولاد کو منصب وجاگیرات موروثی سے سرفراز فرمایا اور امین خانکو ہمراہ رکاب دار الخلافت شاہجہانکو لیگئے۔ چندروز کے بعد صوبہ داری اجین پر بہیجے گئے۔ پہر وہانسے تہوڑے وقفہ سے صوبہ داری رکسر نانڈیڑ ہو۔ اسکے بعد خطہ رائچور کی حراست و حفاظت تفویض ہوکر صوبہ دار سرینگ پٹن کے ہوگئے اس نواحمین اسطرفکے مفاسدو باغیان ملک کیساتھ خوب جنگ ہوکر انتظام خاطرخواہ ہوگیا۔ اس نواحکے کارگذاریونکے منجملہ کلثرنادلوائی کا یعنے سرینگ پٹن کے راجہ کے وزیر کو دلوائی کہتے ہین مشہور خاص و عام مین اس زمین کے ہے اور امین خان نے اپنے عملداری رہتک ہر ایک باشندہ اوس نواحکو حسن سلوک و حق شناسی سے راضی رکھا چنانچہ ایک زمانہ تک ہر ایک مقام پر شجاعت و سخاوت امین خانکی مشہور رہی اور ہنود اس دیار کے امین خان سوار کی تصویر گہوڑے پر اور شمشیر کندہے پر مسلح ایک معابد و صنمخانہ مین رکہی شاید ابتک بھی رکہتی ہون و اس تصویر کی پرستش ہوتی رہی ہے غرض کہ نام نیک اور رویہ درست انکا اس دیار مین زندہ رہا۔ نواب امین خانکو سوائے ان سرفرازیونکے پرگنہ بالکنڈہ و نرل و ہمیگل و کوٹگیر و ہوتن و یونگل و جلال پور و خداوندپور و دیلولہ و یم پلی وغیرہ بعنوان علے التمغا اور جاگیرات و ذات صفات کے امتیاز خاص حاصل تہا۔ تمامی صوبجات دکن مین بہادری اور دلاوری مین امین خان اپنے مین بےنظیر جانا جاتا تہا۔ چونکہ تقدیرات ربانی سے زمانہ کو نشیب فراز لگا ہوا ہے اتفاقاً بعد مدت دراز کے خانمذکور کو سفر ہندوستان کا درپیش ہوا بنا برتیاری و استواری ساز و سامان سفر کے زر نقد جاگیرات سے بروقت نہین پہونچا لہذا باستصواب اتالیق حوکہ خان مسطور کیجانب سے مامور تہا کنٹی نیکنا الکمی و اراضی

سے مبلغ تیس ہزار روپیہ بعنوان قرض حسنہ درخواست کیا الیمی دار ولادینے سے اعتراض اور کنارہ کیا
پھر بہت ہی سمجھانے منانے سے راضی ہوکر تمسک مہری سودی طلب کیا خانمذکور نے بنظر ضرورت پرگنہ بالکنڈہ
سے فیصدی پانچ روپیہ قرار داد کرکے بوعدہ تین سال کے لکھ بھیجا الیمی دار تمسک خاطر خواہ لیکر مبلغ ارسال
کردیا مشہور ہے کہ خانمذکور کو مبلغ مذکور کی ضرورت بغرض نذرانہ بادشاہ ہند کے داعی ہوئی جب نواب
امین خان ہندوستان گئے واپسی میں مدت سفر بجائے تین سال کے سات سال کی ہوگئی آغاز سال ششم
میں ہمراہ رکاب ناظم دکن کے اسوقت جو حضور بادشاہی سے سید عالم خان بہادر منصوب تھے وارد دکن
ہوکر بالکنڈہ کو پہونچ گئے۔ الیمی دار خبر نواب میں سنکر طلب تقاضائے مبلغ قرضہ خود شروع کیا جبکہ جناب
آٹھ سال کا کیا گیا مبلغ مذکور معہ اصل و سود قریب دو لاکھ روپیہ کے واجب الادا ٹھہرے۔ خانمذکور کو بسبب
سفر طویل کے زیر باری اخراجات کی بہت تھی کوئی صورت ادائی معلوم نہ ہوئی آخرکار بعضے احباب و اصحاب
کی رائے سے تمامی پرگنہ نرمل کو تا ادائی مبلغ قرضہ بعنوان رہن تفویض الیمی دار قرض خواہ کیلئے اور اسنے
نائب کو برخواست کیا۔ کہتے ہیں کہ ان ایام میں فقط یک محل نرمل جاگیر میں خانمذکور کے تھا اور اسکا
محاصل اٹھارہ ہزار روپے سے بیس ہزار تک تھا کیونکہ بعضے مواضعات نرمل کے جاگیرات میں منصبداران شاہی کے
تھے چنانچہ منجملہ پور اور سدا پور وغیرہ جاگیر سید منجلے صاحب اور موضع مہادیو پور وغیرہ پانچ مواضع جاگیر میں
کارطلب خان کے تھے اور موضع مجگی و ایلمن جاگیر پیر صاحب کے تھی اور موضع لنگر پور مشروط منصب قضات نرمل
کیا تھا قاضی ڈیکوا اور موضع جام اور سارنگ پور رسید رفیع کو علےٰ ہذا القیاس موضع کورٹکل وغیرہ بھی جاگیر
میں تھے حاصل کلام پرگنہ نرمل جبکہ الیمی دار مذکور کے قبضہ تصرف میں آیا اسنے رعایا کو قول و قرار معتبر دیکر
افزائش زراعت کی بنیاد ڈالی اور آبادی نرمل میں بہت کوشش کی حتٰے کہ محاصل نرمل چالیس ہزار
روپیہ تک پہونچگیا اس کیفیت و ترتیب میں اپنے ہمچشموں کے پاس بڑا نامور کہلاکر بمقتضائے الٰہی با آتش توپ
خاکستر ہوگیا ذکر حکومت جلبیت رائے و برادر زادہ گنشی نیکنا الیمی دار اور مقابلہ مقاتلہ

کرنا نواب امین خان بہادر سے اور بھیجنا راؤ مذکور کا اپنے ایک وکیل کو ناظم
دکن کے پاس جبکہ کنہی نیکنا فوت ہوا قایم مقام اوسکا بھتیجا مسمی جلپت راؤ پسر متمم چودہری ساکن
قصبہ بونتہ ہو کر حاکم نرمل ہوا۔ اسکے دیکھے ہوا اسکا ملیہ لیسا بیان کرتے ہین کہ جلپت راؤ پست قد
بلند ہمت نہی جرات تھا معاملات مالی اور ملکی مین فہرس کامل تھا خصوص آبادی ملک اور پرورش عایا
اور کفایت سرکار اور افزایش رقم مالگذاری اور احداث بالاب نہار اور ترمیم لندی افتادہ مین بڑا ممتاز
تھا۔ امین خان مذکور خبر انتقال نیکنا مذکور اور قایم مقامی جلپت راؤ کی بجای اسکے متوفی کے استماع کرکے
اپنی جانب سے ایک خط تحریر کرکے ہمراہ اپنے کارپرداز کے جلپت راؤ کے پاس اس مضمون سے بھیجا کہ مدت
ہین کی گذر گئی اور مبلغ قرضہ ادا ہو گیا اب تمکو لازم ہے کہ اس خط کے دیکھتے ہی پرگنہ نرمل کو واگذاشت
کرکے ہمارے کارپرداز و نکے سپرد کرین جلپت راؤ اس خط کے مضمونکو سنتے ہی درہم برہم ہو کر جواب لکھا کہ ہنوز
زر قرضہ کی ادائیکا لہ نہین ہوی از روے حساب کے مبلغ کثیر آپکے کارپردازونکے ذمہ باقی ہین بعد وصول
تمامی مبلغ کے حساب دیکھا جاے گا بالفعل نام تعلقہ مرہونہ کا نہ لین۔ اگر کوئی ارادہ ایکا دوسری قسم کا ہے تو
مستعد اور حاضر ہون۔ اور کارپرداز مرسلہ خانمذکور کو بڑی بیمروتی سے چلا دیکر اسباب و سامان جدال و قتال کا
درست کرکے منتظر وقت رہا۔ خانمذکور بدمعاملگی اور بدسلوکی راؤ مذکور دیکھکر بہت ہی پیچ و تاب کہا کے واسطے
تسخیر نرمل کے عزم بالجزم کرکے ساتھ جمعیت شایستہ کے بالکنڈہ سے کوچ کرکے موضع جعفر اپور عرف کونا پارچو کہ
نرمل سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے پہونچکر تدبیر جنگ مین تھا کہ راؤ مذکور خبر ورود خانمسطور کو سنکر استماع
کرکے جمعیت سوار و پیادہ ہمراہ لیکر آن پہونچا اور لڑائیکی بنیاد ڈالی کامل پہر تک فریقین کے باہم
خوب جنگ ہوتا رہا توپ تفنگ اور تیر باری ہوتی رہی آخر کار فوج جلپت راؤ کی خانمذکور کی فوج پر یورش
کرکے شکست دی اور کہتے ہین تین کوس تک تعاقب کرکے بہت سا سامان لوٹ کا حاصل کرکے فتح و فیروزی سے
نرمل کو واپس آگئے۔ بعد چند روز کے راؤ مذکور صلاح و مشورہ سے اپنے خیرخواہونکے حضور ناظم دکن کے پاس

ایک شخص کو معہ نذر و پیشکش کے اپنے جانب سے وکالتاً روانہ کیا اوسکے ساتھ ایک عریضہ نہایت عجز و انکسار لکھا بطلب معافی پیش کیا اوسوقت بندگان نواب آصفجاہ بہادر ناظم دکن ہوکر تازہ وارد تھے اور سید عالم علیخان نظامت سے معزول ہوگئے تھے امین خان ہندوستان سے برفاقت سید عالم علیخان کے والیس آئے تھے لہذا امین خان اور سید عالم علیخان باہم اتفاق اتحاد و ارتباط کا تھا سید عالم علیخان امین کو بباعث کمال اتحاد کے چچا کہتے تھے جبکہ نواب سید عالم علیخان شہید ہوگئے چنانچہ مادہ تاریخ وفات سید عالم علیخان (شہادت سید عالم علیخان) ہے ۱۱۳۲ نواب آصفجاہ کو بسبب شریک حال رہنے ناظم معزول کے اور حاضر نہ ہونے سے ملازمت میں اپنے امین خان سے گونہ ملال تھا اسی سبب سے نواب آصفجاہ بہادر نے اسی سال میں ایک سند جاگیر پنچپل نرل کی جلکیت راو کے نام بشرط نوکری ساتھ پانسو سوار اور دو ہزار پیادہ اور منصب اور خطاب راجگی کے سرفراز کئے پس بعد حصول جاگیر اور سند اور خطاب کے آبادی تعلقہ میں بہت سی سعی و کوشش شروع کی تعمیرات تالاب اور نہرین اور دیوار اینٹ کی اطراف آبادی نرل کی اور تیاری گڈھی دیہات پنچ محل نرل کی اور ترتیب باغات اور نصب درختان انبہ وغیرہ کا انتظام بخوبی کیا۔ جو جو عمارات جابجا سوائے عمارت بناکردہ نواب الدولہ ہے وہ سب موجود اور تیار نظر آتے ہیں اوسی جلکیت راو کے ہیں۔ اور اس راو مذکور کی حسن تردد سے ایک ندی اپانڈو پٹیہ کے پہاڑ و نسی پیدا ہوکر جولی اور چیٹیالی کے جنگل سے روان ہوکر دریائے گنگ گوداوری میں جو شامل ہوتی ہے اور اوسکا پانی تمام رایگان اور بیفایدہ جاتا تھا اوس ندی میں ایک کتوہ یعنی سد چلان جس سے پانی رکو جاتا ہے روک کر ایک بڑی نہر نکالا اس نہر سے قریب ۲۰ بیس تالاب کے بھر جاتے ہیں اور ان تالابوں کے ہر ایک تالاب کے تحت کشتکاری سالانہ ہزار ہا روپیہ محصول کی دو فصلہ ہوتی ہے اور وہ نہر مذکور اندرون آبادی نرل سے پرانے قلعہ کے نیچے سے روان ہوتی ہے چھ مہینے جاری اور چھ مہینے خشک رہتی ہے اور کتوہ کا نام نیکٹر رام کتوہ رکھا نیکٹ راو جلکیت راو کا بھائی تھا۔ اور عبور دریائے گنگ گوداوری سے موضع پیچ گوڑیکے پاس سے موضع نیکٹاپور تک آٹھ رہگذر روانی پانی نرل کے ایجاد کیا۔ اور سوا اس کے

چونکہ بات محصول سایر کے جابجا اور بعض مواقع حفاظت راستونکے اوسی رہ ٹہیرا ہے کہ مسافرین وتاجرین کو دشواری نہو اور ذرایع آبپاشی زراعت کی اوسیکے نکالے ہوے ہین۔ یاوری بخت سے آبادی تعلقہ متعلقہ خود اور اطاعت سرکار سے سرخرو ولی النعمت کی حاصل کرکے نجبا اور شرفا کی قدردانی اور پرورش رعایا کی ساتھ نیکنامی کے عمر گذارا۔ ذکر متوجہ ہونا نواب عوض خانکا واسطے تنبیہ جکپت راو اور ملازمت حاصل کرنا راو مذکور کا خان مسطور سے حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی امداد سے۔ گردش زمانہ ایک حال پر نہین رہتا ہے۔ اتفاقاً جسوقت کہ نواب آصفجاہ بہادر حسب الطلب سلطان وقت ہندوستان شاہجہان آباد مین تشریف لے گئے اور خدمت فوجداری و ضلعداری سرکار ناندیڑ وغیرہ کی امیر کبیر نواب عوض خان بہادر کو سپرد کیے امیر کبیر بہادر نے آبادی اور زرخیزی پرگنہ نرمل کی سن پایا۔ کہتے ہین راو مذکور الکیسال سرکاری اطاعت سے منحرف تھا لہذا الغرض تادیب و تنبیہ اور حاصل کرنے نذرانہ سرکاری کے وارد نرمل ہوکر موضع کونڈا ورسا پور مین خیمہ زن ہوے۔ راو مذکور یہ خبر سنکر مستعد جنگ و پیکار کا ہوکر قلعہ پر سے گولہ بازی شروع کروائی۔ بہادر مذکور دو تین روز کے عرصہ مین اپنی مورچہ بندی متصل دیوار شہرپناہ نرمل کیجانب باب لکنڈی دروازہ کے قایم کرکے محصورونکی حالت تنگ کردیا آخرکار ناچار راو مذکور ہر ایک خیرخواہونسے اپنے مشورہ طلب کیا ہر ایک نے بقدر حوصلہ و شعور اپنے اپنے رای دی کسیکی رای اوسکو پسند نہین آئی اوس زمانہ مین ایک بندۂ خدا شیخ صاحب بزرگ بصفت ولایت مشہور خاص و عام تھے ٹھیک دو پہر رات کے وقت بڑی عقیدت سے ادب کے ساتھ اونکی خدمت مین جاکر بہت ہی عاجزی سے مدعا اپنا عرض کیا وہ بزرگ فرمائے کہ تو اسیوقت ڈیوڑہی پر بہادر مذکور کے چلا جا وہ البتہ بعد ملاقات کے تجھکو سرفراز کریگا سوا اسکے کوئی صلاح دوسری نہین۔ راو مذکور فی الفور بموجب ارشاد ان بزرگ ڈیوڑہی پر بہادر مذکور کے جاکر حاضر ہوا وہان کے لوگونکو معلوم ہوا کہ جکپت راو تنہا آیا ہے اسیوقت بہادر مذکور کو خبر دی کہ جکپت راو تنہا ڈیوڑہی مبارک پر حاضر ہے بہادر کو یہ بات خلاف قیاس معلوم

ہوئی جو تحقیق منگوایا تو خبر صحیح ہوئی کہ واقعی جلکیت راؤ آیا ہے پھر تو اوسکو اپنے پاس بلاکر اپنی ملازمت سے مشرف کیا اور مغرور ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ کی راؤ مذکور اپنے ہمراہ رکھتا تھا اس بموجب مبلغ یک لک پچیس ہزار بطور نذرانہ کے پیش کیا بہادر مسطور خوش ہوکر اور دوسالہ خلعت سے سرفراز کرکے رخصت دی اور پھر دوسرے روز خود بہادر مذکور معہ فوج و سپاہ اپنی وہاں سے کوچ کئی راؤ مذکور بھی چند منزل ہمراہ رہکر رخصت لیکر واپس نرمل کو آیا اپنی زندگی تک شیخ صاحب سے بجان و دل رجوع اور معتقد رہا جبکہ اونکا انتقال ہوگیا تجہیز و تکفین بہت اچھی طرح سے کرواکے آبادی نرمل میں دفن کروایا اور اونکی مزار پر قبہ بنوایا اور اوسکے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنوائی اور اس مقبرہ کے دروازہ کے روبرو ایک باغ زاہ بھی ٹھیرایا چنانچہ فی الوقت اوسکو شیخ صاحب کا ٹیکہ کہتے ہیں اور ہر سال عرس بھی ہوتا ہے مجمع عوام خوب ہوتا ہے پھر تو راؤ مذکور اپنی حیات بغاوت اور شرارتوں کو ترک کرکے ستودہ اخلاقی سے بائیس سال تک نرمل کی حکومت رہکر بیمار ہوکر فوت ہوگیا اوسکی نعش کی سوختگاہ ایک پشتہ زمین خزانہ تالاب پر نو چم پتھر کی پائین واقع ہے۔ اوسکے بھائی برادر ہمقوم بہت سے پرگنہ بوتت اور چھلے اور وڈوورا اور ایدلا باد اور بھادری اور اتنور میں بطور مزارعین اور زمینداروں کی رقم سکاری پہونچاکر مرفہ الحال فارغ البال رہتے تھے اپنی تمام قوم راؤ مذکور کو خوش نصیب اور بار یاب حضور ناظم دکن کا جانکر اوسکی اطاعت بجا لاتے تھے اور اپنے مرفہ الحالی اور عالی منصبی پر فخر کرتے تھے ذکر حکومت اپا مکند راؤ اور بعضے کیفیت قلعہ بالکنڈہ اور رونق افروزی نواب آصفجاہ واسطے تسخیر قلعہ مذکور کے بعد جلکیت راؤ متوفی کے اپا مکند راؤ اوسکی جگہ پر قائمقام ہوکر معاملات تعلقہ اور پرورش رعایا اور آبادی تعلقہ کو بہت حسن انتظام سے رکھا اور باشندگان اس جا کے امن چین میں رکھا۔ اس اثنا میں تنخواہ داران حضور بہ سبب باقی رہنے بابت مبلغ ایک لاکھ روپیہ سکار ہی کے نرمل کو پہونچکر نہایت سختی اور درشتی سے اپا مکند راؤ کو تنگ کئے راؤ مذکور کے پاس فی الحال ادائی کی آئینہ خیال میں دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اس عرصہ میں نواب مقرب خان نصرت نواب

امین خان مذکور انصد کے پرگنہ بالکنڈہ اور بمیگل ورویلولہ اوریم پلی وغیرہ کے ارثاً واستقلالاً جاگیردار تھے اور نیک ویکی اور نیک نیتی سے سپاہ اور رعیت کو پرورش کرتے تھے چنانچہ اس حسن سلوک اور نیک رویگی اور معاملہ فہمی نواب کور کے اس اطراف مین دستور العمل حکام اور عمال تھے ۱۱۵۹ سنہ گیارہ سو و نسٹھ ہجری مین اونکا انتقال ہوگیا۔ تاریخ رحلت اونکی (شیر شیر) ہے ۱۱۵۹ منی منور خان برادر حقیقی نواب مذکور کا جاگیردار خونی جلال پور کا تھا خبر انتقال نواب کی سنکر اپنے مقام بالکنڈہ کو آکر تمام رفقا اور سپاہ اور اہل کار نواب کو نرمی اور گرمی سے اپنے جانب کرلیکر بنر اور حکومت کا اپنے تین تصور کرکے دم استقلالی حکومت کا مارنا شروع کیا۔ نواب کور کے دو زوجہ تھے اور فرزند ایک خردسال دو سر شیر خواران سیکو تنگ اور عاجز او رمحتاج کردیا۔ آخر کا ناچار نواب مذکور کی بڑی بی بی نے اپنے بھائیون سے استصواب سے جو کہ سادات عالی خاندان سے تھے اور مشایخین عظام دکن سے تھے بہ سبیل خفیہ وطریق مستور نواب آصفجاہ بہادر کو عرایض لکھکر واسطے تسخیر قلعہ بالکنڈہ کے طلب کی۔ بندگان حضور اس عورت عاجزہ کی عرض داشت کو قبول فرماکے مع فوج ظفر موج کے بالکنڈہ کو رونق افروز ہوکر اولاً پند ونصائح سے فہمایش دئے کہ تمکو اس خط سے کچھ کام نہین اپنے مقام جاگیر مین خوش حال رہین۔ چونکہ خان مذکور کسیقدر بہرا اور سماعت سے معذور تھا ارشاد بندگان حضور کو قبول نکیا نوبت ضرب حرب کی پہونچی آتش جنگ بہت تیز ہوئی لڑائی طول ہوگئی چھ ماہ کی مدت گذرگئی اگرچہ رفقا او رپہلوانان محصور وابستگان نواب مرحوم کے یک یک شخص فرد فرید بہادر شدید تھا لیکن فنا دگھر کا تھا کسیطرح سے بہادری چل سکتی نہین تھی۔ جبکہ محاصرہ بندگان حضور کا سخت ہوا صلح کی درخواست کی بعد وقوع صلح کے خان مذکور معہ اپنے اسباب وآلات حرمت وناموس کیساتھ باہر چلا گیا اس ہنگامہ آرائی اور بغاوت کی پاداش وتلافی مین خونی جلال پور بھی شریک خالصہ سرکار ہوا۔ بعد نکل جانے خان مذکور کے بندگان حضور فتح یابی کے ساتھ داخل

بالکنڈہ ہوکر قلعہ اور عمارت بناکردہ نواب مرحوم کی جو تازہ تیار شدہ تھی ان سبکو دیکھ
بجا لاکر نقد اور جنس اور ہاتھی اور اونٹ اور گھوڑے اور توپین اور بندوقین اور خزایل اور
بان وغیرہ جو کچھ کہ منظور نظر فیض اثر خاطر ہوا لیلیے. قصبہ اور قلعہ بالکنڈہ معہ ہفت موضع پرگنہ نفتہ
منور خان المخاطب مقرب خان جوکہ شیر خوار تھے جاگیر دئے اور موضع کمکڑی وغیرہ تین موضع
پرگنہ مذکور سے جاگیر مین ابراہیم منور خان المخاطب بخان زمان خان بہادر فرزندان نواب مرحوم
کے فرزند کو دیے بعد ازان حیدرآباد کو واپس تشریف لیگئے ایک نقل مشہور ہے کہ جسوقت قلعہ بالکنڈہ
مفتوح ہوا بندگان حضور اندرون آبادی رونق افروز ہوکر نواب مرحوم کے دیوانخانہ مین جو کہ بہت
عمدہ عمارت نشین اور بغرین تھی اور اوسکا نام حیدر منڈوہ تھا جلوس فرمائے اوسوقت نواب مرحوم
کے اہلکار نواب مرحوم کے اطفال صغیر السن کو ملازمت حضور سعادت اندوز کئے اوسکے بعد خود بدولت حضور
وہان سے برخواست فرماکر ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ کی سیر پر متوجہ ہوے اس جماعت سیر و تماشا مین خواجہ
حامد خان جوکہ مشہور بہ ننگی شاہزادہ اور وہ برادر عم بندگان عالی کے تھے حضور بندگان عالی مین بڑے
شوقسے سایل اس امر کے ہوے کہ قلعہ و قصبہ اپنے تین عنایت ہو بندگان حضور تامل فرمائے
شارع عام مین قلعہ کے بالکل کوتوالی چبوترہ کے روبرو ایک درخت بڑہ کا بہت بڑا واقع تہا
اوس درخت پر ایک چیل کا آشیانہ تھا اس آشیانہ مین اسکے بچے تھے بہ سبب کثرت و وراثر دہام
ہمراہیان حضور بندگان عالی کے مردو زن زیادہ چیل بخوف اور وحشت اسبابکے کہ ہمارے بچونکو یہ لینے آئے
ہین بڑی پریشانی اطراف پر گھونسلے کے چکر لگاتے تھے اتفاقاً حضور کی نظر اس گھونسلے پر اور
پرواز پریشانی زیادہ چیل پر جا بجا پڑی ان چیلونکی حالت پریشانی ملاحظہ فرماکر ننگی شاہزادہ
مذکور کیجانب جوکہ سواری فیل پر ہمراہی مین تھے اور اپنے پیچھے مخاطب ہوکر فرمائے کہ ان پرندونکی
اضطرار و بیقراری اور بنا گھونسلے کا بہت بلندی پر کسوجہ سے ہے ۔ شاہزادہ مذکور اور دوسرے

امرا حضور عرض کئے کہ بلندی پر آشیانہ بنانا اسی وجہہ سے ہے کہ ظالمونکی زیادتی سے محفوظ رہے اور اونکا اثر تا بتغیرات لیسے اس سبب ہے کہ اس مجمع اور انبوہ سے کوئی بچونکو نہ پکڑے۔ خود بدولت تجاہل عارفانہ کیساتھ تبکرار پوچھتے تہے عرضداروں سنے وہی پہلی باتکو دوہرا لیتے گئے پہر تو بندگان حضور اوسیوقت شاہزادہ مسطور سے فرماے کہ ہر ایک جاندار کیا حیوان کیا انسان اپنا مکان اور ٹھکان اسی لئے بناتا ہے کہ اپنی اولاد اور اپنے علاقہ دار آفات وبلیات سے محفوظ رہوین پس معتمد خان نے بھی تعمیر آبادی کو اس استحکام سے اسی غرض سے بنایا ہے کہ اپنی زیست گزرانکو سلامتی کیساتھ گزارنے۔ تم جو اس مکان کے طالب خواہان ہو ہو انصاف سے بعید ہے ایک کا حق دوسرے کو دیکر قیامت کے روز عادل برحق کے حضور مین کیا جواب بنا اور کیا حیلہ کرنا بس یہ کہکر شاہزادہ کو ساکت اور خاموش کئے۔ آمدم برسر مطلب سابق۔ ایالکمندار و تنخواہداروں کے تقاضا سخت سے نہایت اندیشناک تھا مین بالکنڈہ کی جنگ مین موقع اور قابو پاکر معہ جمعیت اپنے لشکر بندگان حضور مین شامل ہوکر ملازمت حضور سے مشرف ہوا اور آداب اطاعت بجا لایا اور اپنی ناداری کی حقیقت ظاہر کیا اور ادائی زر تنخواہ لشکر کیلئے مہلت مانگی بندگانعالی نظر بر کار اور قتضاے وقت پر فرماکے اوسکے معروضہ کو مصلحتاً قبول فرماکر زمل دروازہ سے تارا گڈہ تک کے مورچہ بندی اور حراست کا کام اوسکے سپرد کئے تارا گڈہ ایک پہاڑ کا نام ہے وہ پہاڑ اندرون آبادی سے متصل اور ملحق دیوار شہرپناہ بالکنڈہ کے واقع ہے۔ معتمد خان کوہ مذکور کو موقع قلعہ کا سمجکر اس کوہ پر جو جانب شمال ہے اور آبادی قصبہ کے درمیان دو پہاڑ کے قرار دیکر تارا گڈہ پر عمارت جنگی مثل برج وتیری تیار کر رکھا تہا حسب الحکم بندگان حضور اونے اپنی فوجکو ہمراہ لیکر اوس تارا گڈہ پر انتظام مورچہ کا مل مین لا کر جانفشانی بہت کیا کوئی دقیقہ نہین چہوڑا بعد فتح قلعہ کے مورد عنایات وتحسین کا ہوکر اجازت لیکر زمل کو پہونچا۔ بعد چند روز کے زنا ر دار اہل کار اوسکے اوسکی فہم وفراست کے قایل ہو بسبب ملنے موقع اور گنجایش

خورد و بزرگ دیکھکے ازراہ عناد اور کدورت اسکے بروقت قابو اوسکے کہانے مین زہر دیکر ہلاک کئے۔ ان لوگون مین سویاراو نامی متوفیکا علاقہ دار تھا یعنی بطرف قصبہ چکلی کے چند دیہاتکو بتعہد اور اجارہ لیکر گزران کرتا تھا بعضے کہتے ہین اسطرح سے کہ زمینداروں مین سے کسیکے پاس نوکر تھا جب انتقال یا لکمنداروکی سنتی ہی شباشب ایلنا رو ڈرگ زبل کو پہونچکر تمامی کارخانجات متوفیکے قابض اور متصرف ہوکر حکومت کا مالک بنگیا۔ اوسکے بعد کرنگ راو اور اننت وینکٹ راو اور گوپال راو زمیندار پرگنہ دی کنڈہ اور پولاس کار ایلگندل صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکنہ یکے بعد دیگرے ایک ایک مدت تک کاروبار حکومت کو انجام دیتے رہے۔ اور یہ بھی سنا گیا کہ ہر سہ زمینداران مذکورہ باتفاق باہمی حکومت کے کام کو سویاراو کے سپرد کرکے آپ عیش و عشرت مین اوقات اپنی گزارتے رہے۔ ذکر حکومت سریاراو بغاوت شعار اور مقابلہ و مقاتلہ کرنا اوسکا ساتھ افواج سرکار کے پھر مقید رہنا اوسکا قلعہ گولکنڈہ مین بعوض سزاے اعمال شنیعہ اوسکے اور تیار کرنا اوسکا ایک قلعہ کالا پہاڑ کا۔ کہتے ہین کہ سویاراو کا بخت و نیلا نے جب یاوری کی آثار حکومت کی اوس سے ہویدا ہونے لگے۔ اوسکا حلیہ ایسا بیان کرتے کرتے ہین کہ مشار الیہ میانہ قد سیاہ فام زود رنج اور نافذ الامر اور طبیعت کا دلیر اور دل کا شیر تھا اور ہمیشہ شریر یا اور نجیب لوگون سے دکن کے مصاحبت اور اختلاط اور ربط و ضبط زیادہ رکھتا تھا۔ اور اپنے نفر کو مرد سپاہی تصور کرتا تھا اور فن سپاہگری مین بے نظیر جانتا تھا اور اپنی ہر محفل مین گفتگو سیر اور شمشیر کی کرتا تھا۔ اور دوسرے بہادر اور مردانہ لوگونکو شناسائی کرکے قدردانی کرتا تھا۔ اگر کسی ایک اپنے ملازم و نوکر کے گھر شادی بیاہ کی کوئی تقریب ہوتی تو واسطے اس تقریب مین پھونچکر اوسکا انصرام اچھی طرح سے کرواتا۔ رعایا کی پرورش اور پرداخت تعمیر تالاب اور نہر وغیرہ کرتا ملکہ تا ایام کی مدت مین اپنی ذات سے متوجہ ہوکر کدال اپنے ہاتھ مین لیکر مزدورون کیساتھ مٹی اور پتھر کے ٹوکری اپنے سر پر اوٹھاتا تازمل مین رہے تک اپنی سواری مین تجمل اور تکلف کچھہ کہتا نہیین بالکل مرد بے تکلف

تھا بطور سادہ مزاجونکے اپنے رفیقان اور جمعدارون کے مکانات پر جاکر کبھی کبھی خبر گیری کرتا تھا اور اگر اسکے کسی رفیق کے گھر فرزند تولد ہوتا تو خود واسطے اوس نوتولد کے مکان پر آکر مبارکباد دیتا اور اوسکے ساتھ ہی اوس نوتولد کی تنخواہ شیر خواری مقرر کر دیتا اور بڑے حسن اخلاق سے اور دل انکسارسے یگانہ اور بیگانہ کو اپنا بنا لیتا تھا اور کوئی بات ملک مال کی بغیر ملاحظہ اور جانچ پڑتال اپنے فروگذاشت نہیں کرتا تھا اور دوا ناسجا اور ہی نوکری سلکر مین رجوع اور متوجہ رہکر اپنی قوم اور ہمعصرونمین لایق آفرین اور ستایش کے رہتا تھا۔ ذکر تیاری کالا پہاڑ جب زمانہ میز سوبیاراؤ مذکور کالے پہاڑ پر قلعہ کی تیاری شروع کی اس تیاریکی دیکھے ہوے اور سنے ہوے اسطرح بیان کرتے ہین کہ وینکٹ راؤ نامی ایلچی وار زمیندار سرکار بنی نگر عرف اوٹنور کا برادران حکیت راو فوق الذکر سے تھا یہ شخص ایسا اپنے وقت کا مصلح تھا کہ ہر ایک نائب کو ... اپنا بنا لیتا اور سرکاری رقم کو بلا وقت و مشقت گذران دیتا اگر اتفاقات تقدیر سے کوئی نائب سرکار ناموافق نکل آیا اسکے ساتھ مکر و فریب کرکے کچھہ رقم سرکاری کو روک دیتا۔ اوسوقت تحصیل پرگنہ ماٹرہ داخل جمعبندی سرکار تھے۔ ایکروز اوسکی محفل مین ایک شخص نے بسبیل تذکرہ بیان کیا کہ اس قریب جوار سرحد پرگنہ بلغرب اور متصل ماٹرہ مین ایک پہاڑ ہے اوسکو کالا پہاڑ کہتے ہین اور وہ مقام استوار اور محکم ہے اور اوس پہاڑ پر پانیکا چشمہ زندہ لبریز ہے۔ نزل سے یہ موقع پہاڑ کا جانب شرق بارکوس کی مسافت پر ہے اگر کوئی ذی مقدور بلند ہمت اوس پہاڑ پر قلعہ بناوے تو باعث امن اور یادگار زمانہ ہے سوبیاراؤ کو جب خبر معلوم ہوئی اس موقع کے دیکھنے کا مشتاق ہوکر دوسرے ہی روز مع اپنے رفقاکی وہان پہونچکر اطراف اوس پہاڑ کے سیر تماشہ کرکے اوپر چڑھا جیسا کہ سنا تھا ع (شنیدہ کے بود مانند دیدہ) سنی بات دیکھے ویسی نہین رہتی اپنی آنکھہ سے دیکھ لیا قلعہ باندھنے کا ارادہ مصمم کیا اور اوسوقت حسب صلاح و صوابدید کارپردازان اپنے قلعہ کا نقشہ کھنچوایا اور حکم دیا کہ معمار اور گلکارونکو ہر طرف سے

جمع کرکے تھوڑے ہی عرصہ مین قلعہ معہ برج اور در و دیوار کے تیار کروایا اور اس پہاڑ کے دامن
مین ایک موضع بھی آباد کیا۔ اس عہد مین بغیر حکم و اجازت بادشاہ وقت کے کوئی زمیندار یا جاگیردار
قلعہ یا گڈہی نہین بنا سکتا تھا اگر بناتا بادشاہی عتاب مین آجاتا۔ اوسا وسوقت وقایع نگاران حضور
ہر جگہ پر مقرر و مامور تھے تیاری قلعہ کی کیفیت سے عرض کردی۔ دار السلطنت سے میر تضیٰ خان
یکدست ضلع دار کلر ایلگندل کو جو کہ ساتھ جمعیت پانچہزار سوار او رپیدل کے کلری کام پہ مامور تھے حکم
نافذ ہوا کہ زمیندار مسمی سوبارا و بلا اجازت حضور از رہ خودپسندی و خیال بغاوت و خیرہ سری ایک
نیا قلعہ بنایا ہے تم اس خیرہ سر کی سرکوبی کرکے گرفتار حضور بادولت مین روانہ کروا و قلعہ نوایجاد کو
منہدم کردین۔ خان مذکور حسب الحکم حضور نے الفور براہ یلغار موضع زنکم ہیٹہ پرگنہ ملیغرب پر جو کہ متصل پہاڑ
کے واقع ہے نزدکشی وکر حسب تدبیر سے قلعہ نواحداثکو تسخیر اور سوبارا کو گرفتار کرکے روانہ حضور کردیا
گیا اور راو مذکور اسی قید مین نوت ہوا بعد تسخیر اور گرفتاری راو مذکور کے خانمسطور چند روز وہان قیام
کرکے قلعہ کا پہار کہود واڈالا۔ سامعین کا کہنا ہے کہ بعد ورود حکم بندگان حضور خان مذبور کلر
ایلگندل کیجانب مراجعت کے اثناء راہ مین بیمار ہوکر فوت ہوگیا چنانچہ قبر خان مذبور کی قصبہ کورٹیال
علاقہ کلر ایلگندل مین موجود ہے۔ اور یہ بھی خبر ہے سوبارا و قید سے رہا ہوکر پہر اس قلعہ کو از سر نو بنوایا
اس قلعہ کے نیچے جو موضع کہ آباد کیا تھا ترقی آبادی کیلئے تجارت پیشہ و اہل حرفہ کو اطراف و جوانب سے
اشتہار معافی محصول بچنسالہ کا دیکر بلوایا اور قول و قرار دیا پس اس مضمون کے اشتہار وغیرہ کی خبر
سنکر اور بہت سے بیوپاری آکر عمارات عمدہ مکانات پختہ تیار کرواکے سکونت اختیار کرکے نہایت
بیفکری سے خرید و فروخت کرتے تہے۔ وہان کے بازار مین عمدہ عمدہ پشمینہ نامات وغیرہ کی قسم سے اور
ریشمی کپڑے اعلےٰ درجہ کے اور موتی مونگا اور گہوڑے اور اونٹ کا بیوپار ہوتا تھا یہ قلعہ ... رہا
ساڑہے سات سال خوف و خطر و شور سے رہا۔ سوبارا و جب مقید ہوکر قلعہ گولکنڈہ مین مقید رہا یہان کا د

اری شروع ہوگئی تعلقہ نرمل نائبان سرکار کے تفویض ہوا ۔ اوسوقت راجہ محمد مراد خان زمیندار یلغرپ کا نائبان سرکار سے موافقت پیدا کرکے اُس کالے پہاڑ کے قلعہ کو اپنے قبضہ مین لاکر دوبارہ بیخ و بنیاد سے کہدوا دیا تاہم اُس قلعہ کی دیوار اور دروازہ کا نشان باقی اور نمایان ہے اُس پہاڑ کے گرداگرد صحرائے پراشجار واقع ہے ۔ اُس جنگل سے دور دور کے باشندہ عمارات کیلئے چوبینہ پسندیدہ لیجاتے ہین اور اِس قلعہ کے بقیہ نشان ڈہنڈہانہ کو بچشم خود دیکھ آتے ہین ۔

سریاراؤ افزونی زر و مال کے باعث اطاعت سرکار سے منحرف ہوکر بغاوت شعاری مردم آزاری شروع کیا تھا تنک کہ تعلقداران گرد و نواح اوسکے ظلم و ستم سے فریاد و فغان کرنے لگے واویلا مچانے لگے کیونکہ یہ بڑا دلیر تھا کسی کی نہین سنتا تھا اپنی شجاعت اور دلاوری مین اپنے آپکو بےنظیر جانتا تھا اگرچہ کہ قوم کا [illegible] تھا مگر اوسکی تدبیر عاقلہ اور ہنرمندی کاملہ بڑی ہوئی تھی جب اوس کی بغاوت کی دہوم دھام چوطرف پھیل گئی تو اوسکی سرکوبی کے لئے انتظام اہتمام ہونا شروع ہوا باستماع اس کے اُسنے بھی بر سر حرب و ضرب آمادہ ہوگیا ۔ **ذکر محاربہ سریاراؤ کا شیخ لطف اللہ مخاطب فتح نصیب خان کے ساتھ** نواب آصفجاہ بعد تسخیر قلعہ بالکنڈہ کے فتح نصیب خان کو خدمت ضلعداری نواح ملکر نانڈیڑ اور سرکار ایلگندل و سرکار رام گیر سے بارہ ہزار سوار و پیادہ کی فوج کیساتھ نامزد کئے ۔ خانمذکور لشکر ایلگندل کی نواحین زمینداران مفسد کی تنبیہ مین متوجہ تھے کہ اس عرصہ مین تعلقداران نواح نرمل کے خانمذکور کو مراسلات و مکاتبات متواتر تحریر کئے کہ اس قدر مین سریاراؤ مفسد نرمل کے قلعہ کو محکم کرکے قلمرو خالصہ شریف کے قریب قریب پرگنہ جات کو غارت کرلیتا ہے ۔ و تاراج کر رہا ہے ۔ خانمذکور اس خبر کے سنتے ہی سوائے افواج ہمراہی اپنے زمینداران اطراف و جوانب اس ضلع سے پیادگان مذکوری اور احتشام کے فراہم کرکے لشکر قدیمی و امدادی کے

نہایت عجلت کیساتھ موضع مورتاڑ پرگنہ بالکنڈہ کو پہونچکر خیمہ قیام کو استادہ کر کے راؤ ندکور سے پیام بہیجا کیا کہ زود حاضر ہوکر ملاقات کرو۔ راؤ ندکور منزکور بخاطر سے خانمنظور کے واقف تھا ملاقات کرنیکو قبول نہ کیا بلکہ سامان حرب جمع ایکے پانچہزار سوار و پیادہ اور جزائر بانان بے شمار کو ہمراہ لیکر مستعد لڑائیکا ہوکر موضع پاریلی پرگنہ نرمل پر جو کہ دریائے گنگ گوداوری کنارے پر جانب نرمل سے پانچ کوسکے فاصلہ پر ہے مقام کیا۔ خانندکور دوسرے روز موضع مورتاڑ سے کوچ کر کے نزدیک آکر ٹہرا ابتدا لڑائیکی جزائر بانوں نے ہوی بعدازان ہر دو جانب کے سوار پیادہ ہوکر خوب لڑے کامل یک پہر تک جنگ ہوتا رہا چونکہ ہر دو افسر یعنے خانندکور اور راؤ ندکور فیل پر سوار تھے آخرکار دونونے اپنے اپنے فیلان سواریکو مقابل اور قریب کرلئے خانندکور تیراندازی مین مہارت کامل رکہتا تھا ایک تیر راؤ ندکور پر چلائی اُس تیر سے راؤ ندکور کی دستار سر سے اوڑگئی اور وہ بچگیا خواص نشین خانندکور نے کہا کہ اگر حکم ہو تو بندوق سے اوسکا کام تمام کرتا ہون خانندکور نے کہا کہ یہ شخص محاسبہ دار سرکار کا ہے مین چاہتا ہون کہ اسکو گوشہ کمان سے گرفتار کرون اس عرصہ مین ہتے کہ راؤ ندکور کے سپاہیو نے کیسا تیر اجل پیشانی پر خانمنظور کے پہونچکر اندرون مغز سر داخل ہوگیا خانندکور اوسیوقت سرنگون ہوکر جان بحق تسلیم ہوگئے خانندکور کی فوجکو ہزیمت اور شکست ہوگئی تمام لشکری لوگ ہر طرف کوہ و صحرا مین فرار ہوگئے راؤ ندکور اونکا تعاقب کر کے اونکے اسباب لوٹ لاکر فتحیاب ہوکر نرمل پہونچا جو جو زمیندار سرکار ایلگندل کے تائید ہمراہ خانندکور کے تھے اون تمامونکو گرفتار کر کے نرمل لاکر اونکے گلے مین آویزان کر کے کوچہ و بازار مین بڑی رسوائی اور عذاب سے پہرا کر مقید کر کے ہر ایک سے جرمانہ لیکر چہوڑ دیا۔ خانندکور کی نعش کو مورتاڑ پرگنے بالکنڈہ مین دفن کئے **ذکر محاربہ سرپا راؤ و نواب عبدالہادیخان کیساتھ اور بعض امور جو اس ضمن مین ظہور پائے** ۔ جبکہ سرپا راؤ ندکور فتح نصیب خان پر فتحیاب ہوگیا اوسکا غرور اور

کبر دو بالا ہو گیا اپنے برابر کسیکو سمجھتا ہی نہین تھا۔ فوج سابقہ کے سوا اور نئی فوج سوار و پیادہ کی بڑے استقلال کیساتھ نوکر رکھکے بڑی ہوشیاری سے اوقات بسر کرتا تھا۔ اتفاقاً میر آغا نامی جمعدار نامدار بڑا بہادر اہل اسلام دکن سے ساتھ ایک سو سوار ذاتیکے اوس راؤ مذکور کا نوکر تھا۔ شیخ لطف اللہ سے جس وقت مقابلہ ہوا ہر دو طرف کے نامی ہمراہیون نے اچھی طرح سے جوانمردی کی دی حالانکہ وہ دونون طرف کے ہمراہی آپسمین قرابت قریبہ رکھتے تھے ہنگامہ آرائی کیوقت کوئی خیال آپس کا نہین کیے تھے ایسے بہادر و دلیر تھے کہ اونکی بہادری اس نواحمین مشہور و معروف ہے۔ حاصل کلام ایک شخص جمعدار مذکور کی برادریکا ایک شخص کو غانہ جنگی کرکے مار ڈالا۔ راؤ مذکور یہ خبر کشت و خونکی سنکر بہت غضبناک ہوکر قاتل کو طلب کیا چونکہ قاتل جمعدار کا قرابتی تھا جمعدار اوسکے سپرد کرنیکو بے حمیتی خلاف شان شرافت و بہادری کے جانکر سپردگی سے مجرم کے انکار کیا سرکار اوڑ و اپنی جمعیت کو حکم دیا کہ تیار ہو جاؤ ادہر جمعدار بھی بجائے خود مستعد اور مسلح ہوکر منتظر وقت کا ہو بیٹھا اس تنازعہ مین ثقہ اور عمائد لوگ درمیان مین آکر طرفین کے فساد و عناد کو رفع دفع کروا دئے۔ جمعدار مذکور اوسیوقت حساب کروا کر برطرف ہوا کے نرل سے رخصت کیے جمعدار مذکور نرل سے کوچ کر کے خارم تعلقہ ماہور ہوا۔ ماہور مین نواب عبد الہادی خان امرائے خاندان آصفی سے تھے اور اس خاندان سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ فوجداری قلعہ ماہور وغیرہ کی انکے نام سے تھی۔ جمعدار مذکور بتلاش معاش فائز ماہور ہوکر نواب عبد الہادی خان کے رفیقونکے استصواب و ذریعہ سے نواب کی ملاقات حاصل کی پھر بعد عرضداشت احوال کے بیش قرار ماہوار سے معہ جمعیت ایک سو سوار اپنے نوکر ہوکر بڑی حکمت و تدبیر سے نواب مذکور کے مصاحبین مخزین سے ہو گئے۔ جبکہ طریقہ مصاحبت اور مکالمت کا خوب مل گیا ایکروز بسبیل تذکرہ پرگنہ نرل کا ماجرا یعنی خیرہ سری راؤ مذکور کی مفصل نواب کے ذہن نشین کرکے آمادہ کئے کہ قلعہ

نرل کا اس باغی و طاغی سے لیکر سرکار مین داخل کرنا اور اس مفسد بے باک کو قرار واقعی تنبیہ کو پہونچانا
کہ نرل سے نکلجانے پہر دوبارا نرل کا نام نہ لے۔ اس قسم کے بہت سی باتین ترغیب و تحریص ملک
و مال کے نواب کرکے جمعدار مذکور خود دانستے بانی اس مہم کا ہوکر ہمت کی باندہی اور رات دن
نرل کے قلعہ کے اوکہیڑ پہارنیکی فکر و تدبیر مین رہا ایکروز نواب نے ایک خط راو مذکور کو لکہا پیشگاہ
حضور سے نرل کی قلعداری مجھکو تفویض ہوئی ہے اب تم اس خط کو دیکہتے ہی قلعہ کے کنجیان لیکر
ہمارے پاس اجاؤ اگر خیال کچھ دوسرا رکھتے ہو تو نتیجہ اچہا نہ ہوگا جب مراسلہ راو مذکور کو پہونچا راو مذکور
اوسکے مضمون سے آگاہ ہوکر جواب لکہا کہ نرل کا قلعہ بغیر آپکے قدم رنجہ فرمانے اور تشریف لانیکے ملنا
امر محال ہے اس صورت مین دیر نہ فرمائیے جلد تشریف لائیے قاصد جواب لیکر ماہور پہونچا نواب جواب
ناصواب دیکہکر بہت ہی غصہ سے اپنے آپ پیچ کہا کر روز بروز نئے نئے فوج و سوار و پیادہ کی نوکر رکھکر
پانچہزار کی فوجکے ساتھ ماہور سے کوچ کرکے متوجہ نرل کے ہوے۔ راو مذکور بھی نواب کے کوچ کی خبر سنکر
اپنے تین ہزار فوج کیساتھ سوار و پیادہ موضع نرساپور پر جو کہ نرل سے سات کوس کی مسافت پر جانب
مغرب واقع ہے پہونچکر مقام کیا۔ نواب مذکور بعد طے منازل کے موضع کامول پرگنہ بہنسہ پر پہونچے
راو مذکور نرساپور سے فوراً دوڑکر لڑائی شروع کی صبح سے دوپہر روز تک آتش جنگ کی توپ تفنگ
اور بان اور بانسے ہوتی رہی شدت لڑائی اور توپخانہ کی دہنکار سے نواب کی فوجکے قدم ڈگمگا ہر ایک
رو بفرار ہوے ویسی حالت نامناسب مین نواب مذکور گہوڑے سے اوترکر تیر و ترکش کیساتھ کہڑے
ہوکر کہنے لگے کہ مین اس کافر کے روبرو سے نہین بہاگونگا یہانتک کہ اپنے تئین شہید کرواون۔
جمعدار مذکور نے عرض کیا کہ تلف ہونا خاص لوگونکا ایسی جگہ کچھ ناموری نہین رکہتا ہے۔ جناب عالی
سوار ہون مین اس لڑائیکو پوری کرونگا۔ نواب نے جب نقش جنگ کو ابتر دیکہا چند لوگونکے ساتھ
ماہور کی راہ لی جمعدار مذکور کیساتھ پچیس روہی انہین کے خویش و اقارب سے تہے۔ اور سبکے سب

سرخ پوشاک پہنے ہوسے تھے راوندکور مخالف کی فوج پر گھوڑونکو دوڑا کر تلوار اور تیر اور نیزہ سے
دلیرانہ وبے باکانہ بہت سے لوگونکو گھاس کے مانند تیغ بے دریغ کرکے آپ بھی ملبوس سرخ رنگ سے
برنگ خون دوبالا سرخ رنگ ہو کر مقتول ہو گئے جمعدار مذکور کے ہمراہیونسے ایک شخص بھی باقی نہ رہا
جام فنا کو نوش کر لیا۔ اسکے بعد راؤندکور جو کہ فوج شکست خوردہ سے اس میدان معرکہ مین ملکی
اونکے قتل و غارت سے فراغت پا کر مظفر و منصور جانب ترل مراجعت کیا۔ یہ وہی زمانہ تھا کہ نواب
ناصر جنگ سفر کرناٹک کو جا کر افغانان کڑپہ کے ہاتھ سے مقتول ہو کر خلدآباد مین دفن ہوے چنانچہ
انکی تاریخ وفات (آفتاب رفت ۱۱۶۴) تھوڑا سا احوال کرناٹک کا میر حسین کرمانی نے تذکرۃ البلاد مین
یہ سب کچھ لکھا ہے جبکہ ناصر جنگ مظلوم مقتول ہوے خاندان آصفی مین تخلل واقع ہوا۔ انتظام
ملک و مال ریاست مین تفرقہ پیدا ہو گیا ایسے وجوہات سے تدارک یا داش بدمعاملگی راؤندکور کی
نہو سکتی اس سبب سے اس خبیث کو اور بھی شرارت و رعونت کا موقع ملگیا۔ لہذا بعضے قواعد اسلامیہ
مین مثل ذبح کرنے گائے وغیرہ کے مانع ہو کر منادی کر دایا۔ اتفاقاً ان دنونمین قاضی بڑے قاضی
پرگنہ ترل جو کہ مشہور وطنی اور مدد معاش وغیرہ سے فارغ البال خوش حال تھے چنانچہ انکے پاس
ایک لاکھ روپیہ نقد موجود رہتا تھا۔ بڑی عزت اور شان و شوکت سے رہتے تھے اونکے گھر شادیکی
تقریب تھی طرفثانی واسطے شادی شدگان قندہار سے آئے تھے گائے ذبح کرنیکی ممانعت سنکر ملول ہوے
حالانکہ راؤندکور بعوض گائے کے بھیڑ بکریین وغیرہ اسباب سامان متعلقہ شادی اپنے جانب سے
قاضی صاحب کو تواضع کیا تھا لاکن ساکنین قندہار خورندہ گوشت گاؤ تھے۔ ممانعت کو سمیع قبول
نہ لاکر ذبح کئے۔ جبکہ خبر ذبح گاؤکی راؤندکور کو پہونچی بڑے غصہ سے قاضی صاحب کو طلب کرکے
بہت ہی خفت اور بیوقعتی سے قاضی صاحب کو اوٹھا دیکر مقید کر دیا۔ ہرچند۔ راؤندکور کے معززین
ومعتبرین نے بہت کچھ سعی و استقار شکی۔ نہین مانا۔ قاضی ترل کو ساتھ محمد محسن صاحب قاضی پرگنہ

اندور کے قرابت اور حیثیت منصب تھی اور قاضی اندور بھی بڑے مالدار دو لک روپیہ کے تھے اونہون نے قاضی نرمل کی رہائی کے بارہ مین بذریعہ شاہ نواز خان بہادر صمصام الملک حضور مین عرض کروائے جواب ملا کہ بعد مراجعت سفر ہرا اُٹکے اس رود کرو اا رکی تنبیہ خاطر خواہ ہوگی چنانچہ سنہ ایک ہزار و الکسو سینسٹھ ہجری مین نواب میر الممالک صلابت جنگ بہادر شاہ نواز خان بہادر صمصام الملک کیساتھ صوبہ برار سرکش اور بدمعاشونکی تنبیہ کرتے ہوئے رگھوجی بھونسلہ سے پانچ لاکھ مبلغ نذرانہ انکے لیکر وہانسے ماہور اور چکلی کے راستہ سے قصبہ بزنت کو جو نرمل سے بارہ کوس کے فاصلے پر جانب شمال واقع ہے پہونچے راوندکور نزول شاہانہ کو تصور کرکے بہت سی نذرین لئے حاضر ہوکر ملاقات کی کارپردازان حضور راوندکور کو حکمت عملی سے گرفتار کرکے قلعہ گولکنڈہ مین بھیجکر مقید کرا دئے۔ اوسکا تھوڑا سا احوال غلام علی آزاد نے شروع دیباچہ مین ماثر الامرکے تحریر کیا ہے۔ **ذکر حکومت راجہ نرسنگراؤ** بعد مقید ہونے سویاراؤ کے نرمل کی حکومت نرسنگراؤ کے نام سے قرار پائی۔ ایکسال تک دیانت و امانت کیساتھ عمل کرکے حسب الحکم حضور تعلقات اورنگ آباد کی نیابتی پر مامور ہوکر روانہ ہوا۔ **ذکر حکومت صف شکن خان بہادر مجاہد جنگ اور مقید ہونا بہادر مسطور کا بعلت ناحق ناٹ ڈالنے رسالدار جزائر انداز و نکو حضوری عتاب سے** جبکہ نیابت قصبہ نرمل کی صف شکن خان بہادر مجاہد جنگ کے نام مقرر پائی اور بہادر مسطور باشندۂ ایران قوم مغل اور مذہب شیعہ سے تھا۔ اور حضور مین خدمت خانساما نی پر رہکر تربیت پاکر مزاج دان بندگان حضور کا بنکر اس خدمت نیابت پر آکر رعایا کو خوش و خرم رکھکے آبادی تعلقہ کو ترقی و تکثیر تحصیل سرکار مین سعی کرتا تھا۔ جبکہ بوڑھا ہوگیا تمام کاروبار کو اپنے بڑے فرزند مسمی علی نقی خان مشہور سبحان بہادر کے سپرد کرکے مختار کردیا۔ بعد دوسال کے سید صالح خان نامی سادات صحیح النسب سے یہ عالم باعمل اپنے زمانہ کے متقی بے نظیر تھے

رہنے والے ایلچپور کے رسالدار جزائر انداز ان حضور کے حضور سے پچیس سوار اپنے فرزند اور رفیقون وغیرہ سے بحیثیت تنخواہ رسالہ مامور اور مقرر ہو کر نرل پہونچے۔ بہادر مذکور نے بخوف شدت تقاضائے تنخواہ اندرون آبادی نرل کے آنے نہ دیکر موضع گاجل پٹہ مین جو نرل سے بالکل متصل ہے فرودگاہ ٹہرا دیا۔ دوسرے روز سید مسطور پالکی مین سوار ہو کر معہ اپنے دو فرزند اور پانچ سوار اور چند نفر جزائر انداز کی کچہری مین نرل کے آئے اور بہادر مسطور سے اور اوسکے فرزند خان بہادر سے ملاقات کی۔ بنقول تنخواہ کے جو ساتھ لائے تہے ملاحظہ مین دونون باپ بیٹے کے لائے۔ ظاہرا بہادر مذکور اور اوسکا فرزند اور کارپردازان اوسکے سید مزبور کی خاطرداری اور دلجوئی کیا تھا رخصت کئے عذر وحیلہ کرنا زر سرکار مین خصوص تنخواہدارون کی تنخواہ مین عمالونکی عادت ہوتی ہے خان بہادر جو کہ مدار کار تھا وعدہ امروز فردا کے ٹالم ٹولی پر رکھا۔ دینے کی کوئی صورت نہین۔ سید مزبور مرد سپاہی شجیع اور دلاور تہے عدم وصول زر تنخواہ سے اور گذرجانیسے مد وعدہ خلافی مین تنگ آکر قابو جو ہوئے۔ اتفاقاً ایکروز سواری بہادر مذکور کی گاجل پٹہ کیطرف وارد ہوئی سید مذکور نے فی الفور اسی میدان مین بہادر مذکور کے پاس پہونچکر زر تنخواہ کا تقاضا کر کے متعرض ہو کر کلمات بیباکانہ کئے بہادر مذکور کو خوف جان پیدا ہوگیا چونکہ بہادر مذکور عمر رسیدہ اور تجربہ کار تھا مصلحت وقت دیکھکر نرمی اور ملائمت سے پیش آکر قسم کہا کر وعدہ والثق کل دینے کا کر کے اپنی جان بچائی اور کہا کہ کل صبح تشریف لاکر اپنے روبرو تصفیہ زر تنخواہ کا کر لیجئے۔ سید مذکور تو کام نکلنے سے غرض تھی تصفیہ معاملہ کو صبح فردا پر رکھکے اپنی فرودگاہ واپس آگئے بہادر مذکور آبادی نرل مین آن پہونچا واقعہ خان بہادر مذکور کو واضح ہوا۔ خان بہادر مرد جوان تھا۔ کارروائی بھی جوان اور تیز رکہتا تھا۔ اس بات کا کینہ اور بغض دل مین رکہا جبکہ سید مزبور صبح پالکی مین سوار ہو کر معہ اپنے دو فرزند اور چند نفر جزائر بردار کے بطور سادہ جا کچہری آئے تہے۔ خان بہادر عداوت سے تالا ہے کہ جن لوگونکو قابو پر بٹھایا تھا وہ لوگ قابو کی جگہ سے

جلد باہر آکر مزاحم ومانع ہوے ۔ سید مذکور بھی سپاہی آدمی تھے بہادران صاحب جرأت کے قرینے سے پیش آکر بعد شمشیر بازی سخت کے معہ ایک فرزند دلبند کے مظلوم مارے گئے ۔ دوسرا فرزند خرد بائیس سالہ تھا اور انیس زخم بندوق اور تلوار اور تیر سکے اوسپر لگے تھے وہ اوسی میدان میں پڑا ہوا ۔ جبکہ یہ واقعہ ختم ہوا اور ظالم لوگ متفرق ہوچکے وہ سید مظلوم کا فرزند خرد اوٹھکر اپنے باپ و بھائی کی میت کے ساتھ مدفن تک آکر دفن سے فارغ ہوکر فرودگاہ پر آکے اپنے زخموں کا علاج اور گولیوں کے نکلوانے کی تدبیر کی وہ سیدزادہ جبکہ اپنے پدر اور برادر کی میت کیساتھ مدفن تک پیادہ پا چلنے لگا ہمراہیوں نے اس سیدزادہ کو سوار ہونے ہر چند کہا مگر قبول نکیا ۔ مزار اس سید مظلوم مقتول اور اون کے فرزند کا گاجل میٹھ میں واقع ہے ۔ بعد وقوع اس واقعہ کے بہادر مذکور کو معلوم ہوا بہادر مذکور تو مذہب شیعہ سے تھا فزع و فزع بہت کیا اور اپنی داڑہی اوکھیڑا اور چلایا کہ ہم تو دوست و شیعہ اہل بیت اطہار تھے یہ ناشائستگی کیسی ہوئی کہ قیامت تک خون سادات میں مبتلا ہوگئے ۔ آخرکار اس دنکی رات کو خان بہادر نے ایک خواب عجیب وعجیب دیکھا کہ اسکے تالاب کے پر دور سے ایک سواری بہت ہی شان و شوکت کیساتھ آئی ہے اور اس سواری کے بزرگ نورانی عربی لباس سے تخت پر سوار ہیں ۔ خان بہادر کٹے کے نیچے تنہا کھڑی رہکر آنے والوں سے پوچھا کہ یہ سواری کسکی ہے ۔ اس سواری کے جماعت سے ایک نے کہا کہ تو نہیں جانتا یہ سواری مبارک امام ہمام عالیمقام حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہے اس نام مبارک کے سنتے ہی خان بہادر کو اشتیاق دیدار امام علیہ السلام کا بدرجہ کمال ہوا پس بہت ہی ادب در ہوشیاری سے کھڑا رہا تھوڑے عرصہ میں تخت سواری اوسکے روبرو پہونچا دیکھتا کیا ہے کہ اس تخت کے ایک گوشہ سید مظلوم بھی ہے تخت خان بہادر کی نظر کے برابر ٹھہرا رہا جناب امام سید مظلوم سے استفسار فرماتے تھے کہ اے سید صالح تیرا قاتل یہی ہے اور اپنی چشم مبارک سے خان بہادر کی طرف اشارہ فرماتے تھے سید مذکور کمال ادب اور نہایت شرف سیادت سے نیچے نظر کئے ہوے خاموش کھڑے رہتے

اسکے بعد تخت مبارک روانہ ہوا اور نظر حضرت امام علیہ السلام کی تحت حرکت مین آئے تک خان بہادر بھی
تھی وہ ظالم اس خواب سے بیدار ہوکر پھر نہین سویا۔ صبحکو بڑے بڑے علما اور عقلمندونکی محفل مین خواب کو
بیان کیا اگرچہ بیٹھنے والے تعبیر خوابکو برعکس اور خلاف اصل بیان کئے تا کہ خان بہادر کو اطمینان ہوجاوے
مگر خان بہادر بھی مرد دانا قابل اور عاقل تھا سر محفل علی الاعلان بآواز بلند روتا ہوا ظاہر کیا کہ اسباب
مین قیامت تک عتاب اس شخص پر اور اسکی اولاد پر پڑا ہم لوگ تو اطمینان کرتے ہو لاکن دولت
اوسکی قریب زوال کے ہے۔ عمر بھر کی کمائی کا مال پامال ہوگا۔ سچ ہے سادات افضل المخلوقات مین انکی
اونکی محبت اور اونکی مودت اونکے ساتھ مروت امر ضروری ہے لوازم اسلام سے ہے۔ بعد اس واقعہ کے
باقی سوار اور خرائربردار جسقدر کہ رہ گئے تھے وہ سب کے سب ہمراہی اپنے مجروح سید مظلوم کے بے
نیل مرام ناکام روانہ حضور ہوکر ظلم و بیدادی و بدسلوکی خانمذکور سے استغاثہ کئے۔ بندگانحضور یہ خبر
تاسف اثر استماع فرماکر نہایت ہی نہایت عتاب عقاب سے ایک سو سوارونکو بنابر حاضر کرنے
صف شکن خان کے معہ فرزندان اور متعلقان اونکے مامور فرمائے۔ اور صف شکن خان کی جائداد وغیرہ
جس قسم کی ہو مثل اسباب اموال اور عمارات بیتیمی اور باغات کے اورنگ آباد اور حیدرآباد وغیرہ
جہان جہان ہون ضبط کرنیکے احکام صوبہ دارون اور نائبونکے نام سے جاری ہوگئے۔ خاص
نرل مین جو جو مال و دولت تھی اہل ضبطی کے قبضے مین آکر تمام داخل سرکار ہوگئی اس معرکہ ضبطی اور گرفتاری
صف شکنخان وغیرہ کے وقت مین جو جو علاقہ دار صف شکنخان نرل مین حاضر تھے نرل سے بالکنڈہ
مین متفرق خانے فرزندکی پناہ مین جا بسے۔ صف شکنخان بندگان حضور کے عتاب کی خبر سنکر
سزاوار سرکار کیا تھا ۔۔۔ مین ۔۔۔ تھی کہ خیال سے الماس کھاکر مرگیا
خان بہادر قلعہ بگندل کو بھیجا گیا بقیہ پھر وہانسے گولکنڈہ مین داخل کیا گیا اور اسی قید مین
فوت ہوگیا اوسوقت سے اکثر ۔۔۔ صف شکن خان کی اولاد بے سلب ہوگئے

ذکر حکومت سنیت رائے۔ اوسکے بعد یعنے صف شکنخان کے بعد نزل کی نیابت سنیت رائے پر
رہی دو سال حکومت کرکے حسب الطلب حضور روانہ حیدرآباد ہوا۔ ذکر حکومت رگھوناتھ پنڈہری
بعد معزول ہونے سنیت رائے کے رگھوناتھ پنڈہری جو مامور ہوا اوسکی وجہ خاص یہ ہے کہ سنیت رائے
سے معاملہ انتظام نزل کا جیسا کہ صف شکنخان کے عملداری مین تھا بخوبی نہو سکا تحصیل سرکار مین نقصان ہوا
لہذا دو ہی سال پر سنیت رائے کا معاملہ ختم کیا گیا۔ اس بنا پر رگھوناتھ پنڈہری جو کہ صف شکنخانی حکومت
مین خان بہادر کے ساتھ بڑی خیرخواہی سے رہتا تھا اور تمام معاملہ کا عنوان خوب جانتا تھا سنیت رائے
کے عمل کا جب دو سالکی مدت گذر گئی کارپردازان حضور سے واقفیت اپنے معاملہ نزل سے ظاہر کرکے
تحصیل معاملہ نزل کا ہوا اور عرض کروایا کہ امانات محفوظہ خان بہادر جو جہان جہان سیٹھ ساہوکار کے
تھے اونکا پتہ ملتا نہین تھا اور خان بہادر قید مین ہے اوسکی زندگی تلک کوئی ظاہر نہین کرے گا
مجکو اگر سرکار نیابتی نزل پر منصوب فرمائے تو تمام معاملہ کو درست کر بتلاؤنگا اور محفوظہ امانت خان بہادر
برآمد کرواتا ہون کارپردازان حضور اوسکی اس قسم کی گفتگو کو بہتر اور مناسب جانکر حضور مین عرض کروائے
بندگان حضور بھی اس صلاح کار کو پسند کرکے رگھوناتھ پنڈہری کو نیابتی نزل سے سرفرازی دیکے روانہ
فرمائے پنڈہری مذکور نزل پہونچکر ایسا مشہور کیا کہ آپ نائبین خان بہادر سے ہے اپنے لیے تجاویز
و تدابیر سے معاملہ تحصیل سرکار کو اچھی طرح سے انتظام دیا اور حسب وعدہ حسن سعی سے اپنے مال محفوظ خان بہادر
بھی برآمد کروا کے داخل سرکار کیا اور تحصیل ملک سرکار کو بروقت وصول کرکے حضور مین گذرانتا تھا۔ ذکر
مخلصی پاپا سوریا راؤ کا قلعہ گولکنڈہ کے قید سے بتوسل رائے باگن زمیندار
سرکار میدک دلوانا سرکار رام گیر کو بعوض نزل سوپا ارو فوق الذکر جو قلعہ گولکنڈہ مین
مقید تھا اسکے قید کی مدت سات سال کی جب گذری۔ اور کوئی بندگان حضور مین اوسکی رہائی کا
تحریک نہین کرتا تھا اون دنون رائے باگن عرف شنکر اسے زمینداری سرکار میدک کی جو کہ

و پیادہ کیساتھ نوکری مین سرکار کے حاضر رہتی تھی۔ دوسرے زمینداروں سے زیادہ اوسپر حضور کے عنایات مبذول تھے یہانتک کہ بعض وقت بندگان حضور کے محل مبارک مین باریاب ہوکر عرایض معاملات اور افراد مطالبات سے حضور کے ملاحظہ مین گذرانتی تھی۔ علاقہ داران سوریا راو بہت ہی عجز و انکسار سے زمینداری مذکورہ کے پاس اپنے آقا کے رہائی کیلئے چارہ جوئی کو گئے اور بہت ہی نرمی اور تملق سے زمیندارنکو آمادہ کئے زمیندارن مذکورہ نے کہی کہ راؤ مذکور بندگان حضور مین نذرانہ گذرانی تو البتہ مین اوسکی مخلصی کی کفیل و ذمہ دار ہوتی ہون۔ علاقہ داران راؤ مذکور کو اطلاع دی اوسنے ایسا کہا کہ مین سوریا راؤ ہون ایک عورت ضعیفہ کے وسیلے سے اپنی رہائی نہین چاہتا ہون۔ ہان اگر کوئی مرد ہووے تو مضائقہ نہین آخر کار راوسکے علاقہ دارونکے سمجھانے سے بتوسط زمینداری مذکورہ کے مبلغ یک لکھ روپیہ نذرانہ قبول کرکے قلعہ سے رہائی پائی اور پھر تعلقہ نرل سند جاگیر سرکار ریم کے حضور سے حاصل کرکے اپنے جانب سے مہاراؤ نامی کو وکیل بندگان حضور مین رکھکے رخصت ہوا بعدازان پھر جمعیت سوار و پیادہ کو از سر نو نوکر رکھتا ہوا عازم رام گیر کا ہوا جمعداران قدیم اور غیر رفقائے صمیم سالکین جو جو تھے بعد واقعہ مقید ہونے اوسکے بالیہ تلاش معاش متفرق مقاموں پھیل گئے تھے اون تمامونکو اپنی رہائی سے خوش خبر دیکر طلب کیا چنانچہ آ گئے بیش قرار اور معقول مواجب سے نوکر رکھا غرض کہ رام گیر کے مداخلت تک ڈیڑھ ہزار کی جمعیت سوار و پیادہ کے ساتھ پہونچکر قلعہ رام گیر کا محاصرہ کرکے مورچہ بندی قایم کی کہتے مین کہ اوس قلعہ کے پانچ حصار گرداگرد مین منجملہ ان اونکے تھوڑے ہی عرصہ مین ہمت باندھکر دو حصار پر تو قابض ہو گیا حصار سیوم پر توجہ کی تھی کہ تعلقدار اور متصدیان اور رعایا اوس نواحکے راؤ مذکور کا غلبہ اور دبدبہ دیکھکر پیام و سلام رجوع کا کہلا بھیجے اور آمد و رفت شروع کئے۔ ایکروز رام گیر کے قاضی واسطے ملاقات اس شیر النفس سوریا راؤ کے پاس گئے تھے بعد خیریت پرسے طرفین اور باتین اتفاق سے کفر و اسلام کا ذکر درمیان مین آیا راؤ مذکور نے

منا بق تہے آئین اسلامی سے کدورت تھی قاضی رانگیر کو جوکہ بزرگوار اور اہل تہے شریعت اور طریقت کے
اوسی بغض تکرار لا یعنی کرکے اور سخنان غیر واقع کہکر اپنی محفل سے بڑی خفت اور توہین سے نکلوادیا
قاضی صاحب وہین سے بہت داغ حسرت افسوس سے داد داد کہتے ہوئے حیدرآباد جاکر ہوئے کی
کیفیت چہپا کہ اوسوقت نکے داد خواہون کا شعار تھا گلے مین ڈالکر مکہ مسجد کے دروازہ پر فریاد اور الغیاث
کہتے ہوئے بیٹھے تہے۔ ذکر مامور ہونا افواج سرکاری کا واسطے تنبیہ سرباراوسکے ور
فرار ہونا راو مذکور کا رام گیر سے اور مخفی رہنا اوسکا موضع بیر کٹل پرگنہ بالکنڈہ مین ۞
بندگان حضور واسطے ادائی نماز جمعہ کے مکہ مسجد کو تشریف لائے تہے۔ قاضیصاحب وہان ٹہیر ہے
بعد جمعہ آیا حسب معمول تشریف لائے۔ قاضیصاحب بصورت داد خواہان پیش ہوگئے۔ بندگان
حضور قاضیصاحب کا حال تباہ کو ملاحظہ فرماکر اور مضمون فریاد کو سنکر فی الفور حکم فرمایے کہ پانسو سوار
اور پانسو پیادہ بنابر ماخوذی اور حاضر کرنے اس بدکردار کے بہیجے جاوین۔ مہاراو وکیل اوس بدکردار کا
بلدہ مین رہتا تھا ایک خط آگہی کا لکھکر ایک قاصد تیز رو کیساتھ راو مذکور کیطرف روانہ کیا کہ پہلے کے
ہی ذلتین گذر کر چندان کچہ عرصہ بھی نہین ہوا کہ یہ خطائے فاش تم سے خطائے سابق سے زیادہ بدتر سرزد
ہوئی کہ قاضیصاحب بزرگوار کو ذلت اور خواریسے اپنے پاس سے نکلوادیا ہے یہ امر تمام اہل اسلام پر شاق اور
ناگوار ہوا ہے اور بندگان حضور کو بہت ہی غضب مین لایا ہے اس سبب سے حضور کا حکم ہوا ہے کہ ہزار
سوار اور پیادہ واسطے تنبیہ اور گرفتاری تمہارے مقرر ہو جائے ہے اگر اس دفعہ تم پکڑے گئے تو جان جانے
کی نوبت پہونچے گی پس مناسب وقت یہ ہے کہ تم اپنے کو آپ ہلاک کرلو یا کاسی کیجانب بہاگ جاؤ قاصد بہت
تیز روئیسے داخل رامگیر ہوکر اوس خط کو پہونچایا اور زبانی بھی جو کچہ کہ جانتا تھا ظاہر کیا راو مذکور اپنی خرابیکا
مضمون دیکھکر ہوش باختہ ہوگیا اور تمام رفقائے قدیم ساکنین نرمل کو فراہم کرکے خط موصولہ کا مضمون
سنایا اور ہر ایک سے مشورہ مصلحت کا پوچہا ہر ایک نے اپنے اپنے حوصلہ اور لیاقت کے موافق رائے زن ہوا

لاکن کسیکی رائے اوسکو پسند نہین ہوئی اپنی رائے سب سے بیان کیا کہ تم لوگ باپ دادا سے پرورش پائی ہوے اس خاندان کے ہو مین نے ایک تدبیر سوچی ہے وہ یہ کہ مین آج کی شب مین یہانسے نکلجاتا ہون تم تمام موافق معمول کے مورچون پر جا کر تمام جمعیت کو آگاہی دو کہ کل کے روز صبح کے وقت قلعہ پر یورش مقرر پائی ہے اپنے اپنے مکانون مین توپ کی آواز کے منتظر رہین۔ جبکہ توپ چلیگی سب کے سب ایکدم سے ہر طرف سے حملہ کرو جبکہ بالکل صبح ہوجائیگی ضرور میرے فرار ہونیکی خبر مشہور ہوگی تمامی میرے وابستگان لامحالا منتشر ہونگے تم تمام پراگندونکے ساتھ نرل جا کر اپنے عیال و اطفال مین پوشیدہ رہکر بیکاری ظاہر کرو اور بتدریج تجویز مہم سستی تسخیر نرل کے قلعہ کی کرین مین اس حل مشکل کے صلہ مین تم کو بہت کچھ سرفراز کردونگا پس اس قسم کا انتظام اپنے کام کا اپنے بھروسے اور اعتمادی لوگونکو بتلا کر آدہی رات مین وہانسے بھاگا موضع پرگنہ بالکنڈہ پہونچکر چھپا رہا جسوقت کہ راو مذکور نے انتظام بالا تبلایا اوسی مطابق تمام مستعد یورش اور منتظر آواز توپ کے تھے صبح تو ہوگئی مگر آواز توپکی کہین سے آئی نہین جہانکے وہان لوگ بیٹھے ہوے تھے شہرت ہوگئی کہ راو مذکور شبا شب فرار ہوگیا اس خبر کے سنتے ہی اوسکے تمام سپاہ بڑی ہی ندامت سے پریشان ہوکر آوارہ ہوگئے نرل کے باشندے سوار و پیادہ سے قریب چار سو آدمیکے نرل آگئے اور اپنے جان کی اور سلامتی حال پر مطمئن ہوے۔ **ذکر تسخیر نرل کے قلعہ کا رفقائے راو مذکور فتور اور فریب سے اور بعض واقعات اُن ایام کے۔** سوریا راوکی فراہمی کے زمانہ مین راگیر سے نرل پر اوسی رگناتھ پنڈہری کا عمل تھا جسکا تذکرہ اوپر ہوا ہے۔ رگناتھ پنڈہری مغروران راگیر کو جو نرل آئے تھے اندرون آبادی آنے ندیکر ایک ماہ تک بیرون رکہا۔ آخر کو بعضے ثقہ اور معتمد لوگونکے کہنے سے اونکی سکونت اور مکانات نرل ہی مین ہونیسے ہر ایک سے یعنے مسلمانونسے قرآن مجید کی قسم اور ہنودونسے وید کی لیکر نرل مین داخل ہونے کی اجازت دی۔ تمام تابعان زرد راگیر کے کیا سوار اور کیا پیادہ نرل پہونچکر اپنے مکانون مین اقامت کئے اور باطن مین نرل کے قلعہ کی تسخیر کا قابو ڈہونڈ رہے تھے۔ بعد دو ماہ کے عشرہ

محرم پہونچا۔ محرم کی پانچوین کو قابو جو لوگون نے آپسمین بظاہر خانہ جنگی کا ایک آنکا کرکے آمادہ جنگ کے ہوکر محلہ قصبہ مین متصل ٹہر پہنچہ جو کہ ایام عشرہ محرم مین خلقت کا ہجوم ہوتا ہے اور بڑی دہوم ہوتی ہے اپنی صف کو جمائے اور قریب تہا کہ تلوار چلے اس عرصہ مین معتبرین مردم درمیان مین آکر طرفین کی فہمایش کردی جبکہ یہ ہنگامہ موقوف ہوگیا قابو جو لوگ اپنے مکانونکو جاتے ہوے اپنے راستہ سے لوٹ کر قلعہ کے دروازہ پر پہونچکر دروازہ کہولکے اندرون قلعہ داخل ہوگئے اور قلعہ کو اپنی تسخیر مین لے لئے اور توپونکی آوازین چلائے۔ اس واقعہ کے ہوتے ہی عامل نزل فرار ہوگیا اوسکا اسباب نقد و جنس جو کچھ کہ تہا سب لوٹ لئے۔ سوریا راؤ موضع یکیل مین جو مخفی تہا نزل کا قلعہ اپنے رفقا فتح کرنیکی خبر سنکر بہت ہی خوشدلی سے داخل نزل ہوگیا۔ اوسکے جمعدار اور رفقا اس مہم عظیم کو بڑی جانبازیسے انجام دی اوسکے صلہ مین سوریا راؤ بہت سارے انعام سے اونکو خوش کیا نزل کا قلعہ فتح ہونے کے بعد شب روز راؤ مذکور نے خلایق کی خانہ براندازیکی فکر پر کمر باندہی ہر ایک پرگنہ اور تعلقہ کے گرد نواحمین غارت گری اور لوٹ مار شروع کی اور خرابی اور مردم آزاری سے ہزارہا روپیہ حاصل کرتا رہا۔ اور تعلقدار اور زمینداروں سے زر نقد جبراً طلب کرتا اگر اتفاقاً کوئی تعلقدار یا زمیندار ارسال زر مال مقررہ مین غفلت اور سستی کرتا تو اوسکی کم بختی آتی قابو دیکہکر اوسکو مسمار چور کر ڈالتا چنانچہ ایک واقعہ پرگنہ ملیغرپ کا واقعات سے ہے سوریا راؤ کے ہے یہ کہ پرگنہ ملیغرپ نزل سے جانب مشرق بفاصلہ سولہ کروہ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہانکا زمیندار اہل اسلام سے شاہجہان بادشاہ کے عنایات سے پرگنہ ملیغرپ کی حکومت اور زمینداری پر مامور اور قابض اور خود مختار تہے۔ راؤ مذکور اونسے عداوت پیدا کرکے جانی دشمن ہوگیا فرصت اور قابو دیکہکر ایکبار نزل سے ملیغرپ پر دوڑ مار کر بستی کو تاخت و تاراج کرکے وہانکے گڈہے کو کہودواکے زمین کی برابر کردیا اور کامل تین سال تک وہان اپنا عمل جمایا۔ وہانکے زمیندار جان و آبرو کے خوف سے وطن چہوڑ غربت اختیار کرکے دوابک چہاپیہ طرف سکونت اختیار کئے۔ اور رعونت اور خانہ کمری

اس سفاک کی یہ ہوئی کہ پرگنہ اندور کے دیسپانڈیہ سے جو کہ مرد مشمول اور زردار تھا دستبرد کہ
اور غارت بچوا کے مبلغ ایک لاکھ روپیہ کامل منگوالیا۔ ذکر معین ہونا افواج سرکار کا ساتھ
سرکردگی غلام سعید خان بہادر سہراب جنگ کے سوریا راؤ مذکور کے تنبیہ پر اور واپس
ہونا بہادر مذکور کا ناکامیابی کیساتھ سنہ ایکہزار ایکسو تہتر ہجری غلام سعید خان بہادر
سہراب جنگ بارہ ہزار سوار و پیادہ کیساتھ حسب الحکم بندگان حضور تنبیہ راؤ مذکور پر مامور ہوکر بعد طے
مراحل و قطع منازل موضع نرساپور پر آنکر مقام کئے۔ راؤ مذکور یہ خبر سنکر نرمل سے لشکر کثیر کو مقابلہ پر
بہادر مذکور کے روانہ کیا دوسرے روز موضع مذکور کے میدان میں لڑائی بڑی شدت سے واقع ہوئی اس
لڑائی میں دو جمعدار معتبر فوج بہادر سے ہلاک ہوگئے ان دونوں کے مزارات آبادی موضع کے دروازہ
مغربی پر واقع ہے اسکے بعد بہادر مسطور نے راؤ مذکور سے صلاحکار چاہے مگر راؤ مذکور نے سوا تیر اور
تلوار کے کوئی بات نہیں کی۔ لہذا بہادر مذکور برآمد مدعا نہکر بے نیل مرام حیدرآباد کو واپس چلے گئے
ذکر مامور ہونا قادر صاحب گاردی کا حضور سے واسطے مہم نرمل کے اور روانہ ہونا راؤ
مذکور کا ہمراہ قادر صاحب مذکور کے حضور کے پاس۔ سنہ ایکہزار ایکسو چوہتر ۱۱۷۴ ہجری لشکر سرکاری متوجہ
صوبہ برار تھا اثناے راہ سے قادر صاحب ساتھ پانچہزار تلین اور دو ہزار سوار و پیادہ کا ضرب توپخانے بنا بر
تنبیہ راؤ مذکور کیجے بھیجے گئے بندگان حضور سے رخصت ہوکر موضع پیپری جاگیر مشائخین پر جو کہ نرمل سے
بارہ ۱۲ کوس کے فاصلہ پر جانب مغرب لب پانے گنگ واقع ہے وارد ہوکر راؤ مذکور کو پیام کہلا بھیجے کہ
اگر تو اپنی بھلائی چاہتا ہے تو میرے ذریعہ سے بندگان حضور کی ملازمت حاصل کرلے بعد حصول ملازمت
تمام تقصیرات معاف ہوکر پہر قلعہ پرگنہ نرمل کا ملجائیگا تو تو اپنے ہمعصروں میں بڑا نامدار کہلائیگا اس میرے
قول پر بالکل شبہ نکرکے چلے آئیو۔ راؤ مذکور اس پیام کو قبول نکرکے اسباب جنگ سے پیش ہوا۔ اس
عرصہ میں خبر پہونچی کہ سواری بندگان حضور کی بارادہ تسخیر قلعہ نرمل کے متصل لوہگاؤں کے رونق

افروز ہوی ہے عنقریب سواد نرمل پر وارد ہونگے۔ راونڈکو اس خبر کے سنتے ہی اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تمامی ہمراہیون نے اسکے قادر رضا صاحب کی ملاقات کرنے کی راے دی اس راے کو سنکر راضی ہو کر قادر رضا صاحب کے جوابمین کہلا بھیجا کہ ملاقات آپکی اور میری بالکل سادگی سے چند آدمیان قلیل التعداد کیساتھ ہونا چاہئے جمعیت وغیرہ زیادہ لوگ طرفین کے نہون مشار الیہ اس کیفیت کو استماع کرکے چند آدمیونکو ہمراہ لیکر موضع پے ریسے کوچ کرکے چٹیال پر جو کہ نرمل سے دو کروہ کے فاصلہ پر جانب مغرب واقع ہے فایز ہوے راونڈکو بھی نرمل سے چند دنی لیکر نہر چٹیال پر پہونچا پھر تو جانبین مین ملاقات ہوی خیر و عافیت کے بعد بات ایسے قرار پائی کہ بالفعل ایک بیرق سرکاری پچیس جوانان لین کی نرمل کے قلعہ پر بعنوان تھانہ سرکار رکھین تاکہ سبکو معلوم ہو کہ تھانہ سرکاری نرمل کے قلعہ پر قایم ہوا ہے اسکے بعد تم میرے ہمراہ اپنے جمعیت کیساتھ چلکے ملازمت بندگان حضور کی حاصل کرو۔ راونڈکو بڑے بڑے انحرافات اور بغاوتونکے باعث نادم اور شرمندہ تھا لہذا خوف زدہ ہو کر اقرار مضبوط اور پکا لیکر راضی ہوا۔ اور اسباب ضیافت اور مہمانداری کے بھیجکر بیرق اور جوانان سرکار کو قلعہ نرمل پر متعین کر دیا۔ دوسرے روز بڑی ہی ندامت اور افسوس کیساتھ ہمراہ قادر صاحب کے عازم ملازمت حضور کا ہو کر بمقام موضع کاسر ملی بموجب قرار داد ملازمت حضور سے مشرف ہوا بندگان حضور بھی تقصیرات ماضیہ سے اعراض فرما کے بدستور سابق نوکری سرکار ہمراہی سے سرفرازی بخشی گئی۔

ذکر متوجہ ہونا افواج مکرر یکا جانب محمد آباد بیدر اور لڑائی اور مقابلہ ہونا فوج غنیم سے نواح اوسہ اور اودگیر مین تا مقام تالونڈولچہ

جسوقت کہ لشکر حضوری بیدر کے حوالی مین خیمہ زن تھا اوسوقت راونڈکو ہمراہ رکاب تھا اور جاسوسان شاہی آگہی دی کہ افواج مرہٹہ ضلع اوسہ اور اودگیر مین منتشر ہو کر بالکل لوٹ مار شروع کئے مین بندگان حضور اس خبر کے استماع سے اودگیر طرف توجہ فرما کے جب مقابل ہو گئے خوب جنگ ہوا اوس جنگ مین راونڈکو اپنے ہمراہی کے ساتھ بڑی بہادری بتلائی

اس بہادر نے سے جرائم سالقہ کی دفع کروایا۔ اور بندگان حضور اوسکی جانبازی دیکھکر پانچہزار روپیہ سرفراز
بخشی اور راجہ بلونت جنگ کا خطاب بھی عنایت ہوا۔ اس جنگ مین لشکر حضور افواج غنیم مین محصور ہوگیا
تھا روزانہ کوشش کوچ کی کیجاتی تھی بہرحال آہستہ آہستہ موضع ناندولچہ پر سواری بندگان حضور کی پہونچی
اوسوقت سپہ سالاران غنیم کے اپسمین قسم عہد موکد کرکے ساتھ سرکاری فوج کے ایسا جنگ کئے کہ تمامی
فوج قلب لشکر اسلام کی مقتول اور پامال گھوڑونکے سمونمین روندے گئے کشتہ ہوگئے اور مجروح بچگئے
اس معرکہ مین نواب جعفر علیخان اور قادر صاحب گاردی راجہ بنے محمد خان زمیندار پرگنہ بلغرب وغیرہ
سرداران معتبر مقتول ہوگئے۔ راؤندکور اپنے رفیقونکے ساتھ اسی میدان معرکہ مین زخمی ہوکر پڑا تھا۔
جب فیمابین بندگان حضور اور غنیم کے سوال وجواب صلح کے پیش ہوے اور راجہ راے رایان کومعہ دفاتر ممالک
دکن کے نزدیک راگھوپنڈت پردہان کے بھیجے قلعہ جات اور مکانات جب غنیم سے واگذاشت ہوگئے بندگان
حضور رجعت جانب حیدرآباد فرمائے۔ اس جنگ ناندولچہ کے احوال تزک آصفیہ مین بھی کسیقدر مرقوم
ومذکور ہے۔ **ذکر فوت ہونا ہیرا راؤ کا بعارضہ سرطان ضلع ناندیڑ مین**۔ سنہ ایکہزار
اور ایکسو چہتر سے ہین جبکہ بعد انتظام سفر برار کے نواح اورنگ آباد سے بندگان حضور کوچ فرمائے
اور راؤندکور ہمراہ رکاب تھا۔ جسوقت کہ لب دریاے گنگ گوداوری مقام سرکار کا ہوا وہ مقام نہایت
بہت دلچسپ اور فرحت فزا نظر آیا لہذا کئی روز مقام کا اتفاق ہوا۔ دفعتہ راؤندکور پر باقتضاے
مشیت ایزدی آثار مرگ پیدا ہوگئے یعنے عارضہ سرطانکا نمودار ہوگیا اس سے بہت تکلیف اور مصیبت
مین مبتلا ہوگیا ہرچند علاج وغیرہ بہت کچہ کیا گیا چونکہ قضا آگئی تھی مرگ موجلہ علاج اور دوا و دعا
سے کب ٹلتی ہے کوئی دوا مفید نہین پڑی کارگر نہوئی آخر فوت ہونا پڑا اور فوت ہوگیا۔ کل من علیہا فان بعد
فوت ہونے راؤندکور کے کارپردازان حضور کا منشا یہ ہوا تھا کہ تمامی اسباب کارخانہ اور خیام اور نقد
جو کچہ کہ ہو منضبطی کار میں آوے اس عرصہ مین میکاجی پنڈت دیوان اور سیورام پنڈت بخشی یہ دونون کارکن

اور رکن دولت راؤ مذکور تھے ساتھ متصدیان سرکار کے موافقت پیدا کر کے بادخال نذرانہ سرکار گنگا راؤ متوفی کے برادرزادہ کے نام سے سند بحالی نرمل کی بدستور سابق حاصل کر کے نرمل پہونچے

ذکر حکومت گنگا راؤ اور موقوف ہونا اوسکا اور تفویض ہونا نرمل کا ابراہیم بیگ خان دہولسہ کو ۔

گنگا راؤ اونچا آدمی اور جسیم اور آرام طلب تھا۔ لہذا تمامی کاروبار مالی اور ملکی کارکنوں کے اختیار مین دیکر آپ بتونکی پرستش مین اور برہمنان پنڈت کی مصاحبت مین اور اختلاط آیا و اروید مین مصروف الاوقات رہکر ہمیشہ ہری کتھا اور وید پران سنا کرتا اور اہل اسلام کی ملاقات سے سخت نفرت تھی پہر دن چڑہے تک کسی مسلمان کا منہ نہین دیکھتا تھا۔ بجا آوری اطاعت سرکار مین بقاعدہ معمولی سالانہ اپنے برادر بیسے کسی ایک کو روانہ کر دیتا تھا اور کبھی آپ بھی جاتا تھا۔ سنہ یکہزار و ایکسو چوراسی [۱۱۸۴] ہجری مین حسب الحکم بندگان حضور افواج سرکاری بہ سرکردگی میر موسیٰ خان بہادر رکن الدولہ اور ابراہیم بیگ خان دہولسہ وغیرہ امرا ذوی الاقتدار کے واسطے تسخیر قلعہ کلیانی کے بعد فوت ہونے راجہ رامچندر کے اوسکی زوجہ بخیال خام و عقل ناقص و تدبیر باطل اطاعت سرکار آصفی سے خارج تھی اور بہ تصور مقابلہ سرکار اپنے قلعہ کو محکم اور استوار کر کے سازوسامان جنگ سے مستعد بیٹھی تھی افواج سرکاری بہ شدت وحدت وارد سواد کلیانی ہو کر اونکا یکبارہ بہت اچھی طرح سے گوشمالی دیکر تھوڑے ہی عرصہ مین قلعہ کلیانی کو تصرف سرکار مین لے لئے۔

بعد ازان حسب اشارت والی ریاست بندگان حضور بعزم تسخیر نرمل وہانسے کوچ کر کے بعد طے منازل نواح نرمل مین داخل ہو کر موضع کوٹلہ اور سداپور پر قیام کئے۔ ابراہیم بیگ خان بہادر ضابطہ جنگ دہولسہ اپنی فوج کے ساتھ موضع یلاپلی پر جو نرمل سے بفاصلہ ایک کروہ سمت مشرق واقع ہے فروکش ہو کر پوچم پیٹہ کے ٹیلونکے آڑ مین مورچہ قایم کر کے توپ اور بندوقین چلانا شروع کئے۔ راؤ مذکور بھی اندرونی فوج کے ساتھ پانچ روز تک بڑی بہادری سے مقابل و مقاتل رہا۔ چھٹے روز خواہان امن ہو کر حیدر آقا نامی جمعدار کو جو برادر راجہ میر آقا کا تھا زر نذرانہ اور عرایض کیساتھ خدمتمین بندگان حضور کے روانہ کیا۔ بعد ملاحظہ عرضی

عفو جرائم ہو کر پیشگاہ حضور سے بعوض نرمل سند جاگیر اور زمینداری پرگنہ اوٹنور راؤ ندکور کے نام مرحمت ہوئی وصول سند کے دوسرے روز قلعہ نرمل سے اوتر کر راؤ ندکور راہی اوٹنور ہوا۔ بیان ہے واقفین کا کہ راؤ ندکور کو اسمعیل خان پنی سے کمال اتحاد اور دوستی تھی اور اسمعیل خان کو ابراہیم بیگخان دہونسہ سے سخت عداوت تھی محصور ہو جانا راؤ ندکور کا افواج سرکاری سرکردگی ابراہیم بیگخان دہونسہ سے سنکر پانچہزار سوار و پیادہ لیکر راؤ ندکور کی تائید مین ایلچپور سے اسپ فیجی پر یعنے بہت تیز راہوار اوس سمت کے راستہ سے نرمل پہونچکر سن لیا کہ کل گئے سو روز نرمل کا قلعہ راؤ ندکور کے قبضہ سے خارج ہو گیا پس راؤ ندکور کی کم ہمتی پست دلی پر لعنت ملامت کرتا ہوا ناکام جس راہ سے آیا تھا اوسی راہ سے راہی ایلچپور ہوا۔ حاصل کلام بعد تغیری گنگاراؤ کے تعلقہ نرمل ابراہیم بیگخان دہونسہ کو بطور جاگیر کے سرفراز ہوا۔ گنگاراؤ ساڑہے سات سال نرمل کی حکومت کی۔ تاریخی خبر ہے کہ قوم ایلمہ کی حکومت ساٹھ سال اور ایک قول سے ستر سال تک رہی۔ **ذکر عروج میرزا ابراہیم بیگخان دہونسہ ابن فاضل بیگخان دہونسہ** مرزا فاضل بیگ قدیم اور ساکن ولایت توران کا قوم مغل اور امرائے ولایت سے اپنے تھا۔ نواب نور الدینخان بہادر ناظم ارکاٹ کے پاس چار سو سوار اور تین سو جوانان مین معہ نشان ہاتی اور نقارہ اور شتر سوار کے بصیغہ نوکری سرفراز اور ممتاز تھا اور ہمیشہ سرکاری نوکری مین بڑی کوشش اور جانفشانی سے نام آور تھا۔ لفظ دہونسہ کی تصریح و تشریح اصطلاحی ہے کہ یہ لفظ (دہونسہ) دکن کے محاورہ سے ہے چونکہ مرزا ندکور بہادر مزبور کے کاروبار مین بصحیح انتظام کرتا تھا خصوص زمینداران باغی اور مفاسید کی تنبیہ اور گوشمالی بخوبی کرتا یہانتک کہ سبکے سب راہ راست پر آتے چونکہ مرزا کی تنبیہ اور سختی کا شہرہ اس نواح مین پھیل پڑا تھا لہذا باعتبار محاورہ ملک کے اوسکا لقب دہونسہ قرار پایا۔ اور میرزا مرد فقیر دوست تھا جہان کہین سنتا کہ کوئی درویش یہان مقیم ہے وہان جا کر بڑی عقیدت سے خدمت کرتا اور استمداد دعائیہ چاہتا اور میرزا کثیر العیال تھا

چنانچہ اس نواحین اونکی کثیر العیالی مشہور ہے۔ ایکروز محفل مین بہادر مذکور کے مرزا سے استفسار ہوا کہ
تمہین کتنے لڑکے ہین جوابدیا کہ زبانی یاد نہین فہرست دیکھکر عرض کرونگا۔ بہرحال الکمدت اپنے آقا
کی ملازمت مین وفاداری شکرگزاری سے گزارا۔ بعدازان باقتضائے مشیت ایزدی آور آب
خورہ مرزا کا تعلق روزگار دہانسے منقطع ہوگیا تہوڑے عرصہ مین بحالت بیکاری جو کچھ کہ سرمایہ تھا ختم
ہوگیا زمانہ بیکاری مین تدبیر بسر اوقات کی ایسا سوچا کہ تعہدار اجارہ سے جنگ کرے اور اوسکی
اجرت حاصل کرے رزق مقسوم جہان کا ہوتا ہے وہان کہینچکر لیجاتا ہے لہ دو چیز آدمی را کشند زور زور
یکے آب و دانہ دگر خاک گور۔ اور بتلاش معاش شرط عقل و مقتضا حیات سے میرزا مذکور کشش آب و دانہ
وارد سرزمین سیکاکول ہوا اوسوقت اوس خطہ کا حاکم ستیارام راج قدردان شرفا اور نجبا اور رعایا
اور سپاہ پرور تھا اس سببسے ہر ایک کمال والا دور و دراز سے آتا تھا اور کامیاب اور بہرہ مند
ہوتا تھا میرزا کے وارد ہونیکی کیفیت سنکر کسی ایک کو مرزا کے پاس نوکری یا سحتاج کا پیام دیکر بھیجا
چونکہ مرزا بیکاری کی مشقت مین مبتلا تھا فتوح غیبی بخشش الہی تصور کرکے قبول کرلیا راجہ مذکور بعد ملاقات
کے مرزا کو معہ جمعیت ہمراہی اوسکے اپنی سرکار مین نوکر رکھ لیا اور روزبروز مرزا کی عزت زیادہ کرنے
لگا جو ناظم بلدہ حیدرآباد دکن سے عملداری سیکاکول آتا تو راجہ وہان کا مرزا ہی کو بطور وکالت کے
بھیجکر سوال و جواب گذار کا کرواتا۔ اسیطور سے ایک مدت بسر کرکے سیکاکول کے نزدیک اپنے
نام سے فاضل پیٹہ نام کا موضع آباد کیا اور اسی موضع مین مکانات پختہ اور بلند تیار کرواکے اپنے
رفیقونکے ساتھ اقامت اس موضع کی اختیار کی چند روز اچھے آرام و چین سے گذرے وقت
موعود آگیا مرزا فوت ہوگیا بعد فوت اور موت مرزا کے تھوڑے ہی عرصہ مین اس مرزا کی اولاد
پر تباہی اور بیکاری طاری ہوگئی سبکے سب پراگندہ اور پریشان ہوکر مقامات متفرق میں
پھیلگئی بعضے تو اوسی راجہ کی سرکار مین دیہات کا اجارہ لیکر شان شوکت سے رہے اور بعض نے زراعت اور بعض نے تجارت کا

پیشہ اختیار کئے **ذکر عروج ابراہیم بیگ خان دہولسہ** مرزا فاضل بیگ کے تمام فرزندونمین ۔
ابراہیم بیگ خان دہولسہ صاحب جرأت اور صاحب فتوت اور ذی مروت تھا بعد وقوع انتشار حالت سیکاکول سے نکل جاکر کسی ایک مقام مین دو گھوڑونکی سلحداری سے نوکر ہوگیا تھا تدریج ایک منزل پالکی اپنے پالکی سواری کی جو رکھتا تھا چند کہارونکو نوکر رکھکے اوسپر سوار ہو کر امرا اور معتبرین وقت کے پاس جاکر ملاقات کرتا تھا چونکہ انقلاب زمانہ سے کسیقدر عسرت اخراجات تھی ایک آدمی سی دوسرا آدمی نوکر نہین رکھہ سکتا جس مجلس مین جا بیٹھتا انہین کہاران حمال پالکی سے ایک آدمی کو ہمراہ لیجاتا وہی ایک کہار مرزا جوتیان وغیرہ درست کر رکھتا ۔ اتفاقات تقدیرات اور مرضیات رب قدیر سے مرزا اوسے راجہ کے سرکار مین پھر مامور بکار سررشتہ روزگار سے ہوگیا ۔ اور اسی راجہ کی دربار مین ایک شخص مسمی سید غیرت خان منصبداران بادشاہی سے نواب آصفجاہ کے زمانہ سے سیکاکول مین وقایع نگاری کی خدمت پر مامور و مقرر رہتے تھے انکا انتقال ہوگیا مرزا ابراہیم بیگ خان کے ملازم ہونیکے ساتھہ ہی سید غیرت خان منصبدار کا انتقال ہوا بعد رحلت منصبدار کے منصبدار کی دختر کیساتھہ مرزا ابراہیم بیگ خان کا عقد ہوگیا اسروز سے مرزا کو روز بروز ترقی دولت ہونے لگی یعنے مرزا سے سیکاکول کے راجہ کی سرکار مین بڑے بڑے مشکل کام کا انتظام ہونے لگا اور بڑے بڑے جانفشانیان بتلایا اس کارگزاریکے صلہ مین سیکاکول راجہ نے مرزا کے پالکی منصب مرزا کو ساتھہ جمعیت چہار سو سوار اور تین سو جوانان بار کے سرفراز کیا ۔ ان ایام مین راجہ کو ایک امر دشوار طلب پیش تھا وہ امر محال یہ تھا کہ زمینداران تعلقہ کہیمڑی اور کہوسر از راہ خیرگی و بغاوت ادائی مالواجبمین بے پروائی شروع کئے اور عاملان سرکار کو کچھ خبر نہ سمجھتی زر سرکار چاہتے تو دیتے چاہے نہ دیتے برین تقدیر راجہ نے مرزا کو اپنے ملازمین معززین سے منتخب کرکے سرکردہ اور افسر فوج ٹھہرا کر دوسرے سوار و پیادہ سرکار کیجانب سے ہمراہ دیگر زمینداران خیرسر کی تنبیہ و تعذیب پر

مامور کیا مرزا ابراہیم بیگخان رخصت ہونیکے وقت سیکاکول سے مرزا اللہ یار بیگ اور بھکو میانکے نام کے برادران کلان اپنے یتین جو اجارہ اور تعہد دیہاتسے صورت معاش رکھتے تھے اپنے ہمراہ لیکر عازم مہم ہوا۔ پانچ سال تک اس نواحین بڑے بڑے تدابیر اور ہوشیاریسے دورہ کرکے کمال درجہ کی کوشش کیساتھ مردانگی اور دلاوریسے زمینداران مفسد کو ہموار اور فرمان بردار کیا۔ اس مہم عظیم کے طے کرنمین سخت جنگ و جدال ہوا اور اس جنگ و جدالمین بھکو میان برادر مرزا مقتول ہوگیا اور مسلح کثیر اور غنیمتین خطیر ہاتھ آئے۔ بعد خرچ اور تمامی مصارفکے تمام نقد وجنس مسلسل راجہ مذکور کے پاس ارسال کرتا تھا۔ راجہ قدردان حسن تر ددات اور خواہی مرزا مذکور کے معائنہ کرکے سر دربار علے الاعلان آفرین اور تحسین کرتا تھا۔ انسان اکثر الاوقات مونس و رفیق شیطان ہے حسد کی آگ کو مشتعل کرتا ہے کسے اپنے ہی ہم جنس کو فراغت اور رفاہ مین دیکھتا ہے اوسکی خرابیکا خواہان ہوجاتا ہے راجہ کے مصاحبین راجہ کی عنایت مفرط مرزا پر دیکھکر اقسام کے شکایات شروع کئے اور کہنے لگے کہ ہماری ریاست مین عجب شخص پیدا ہوا کہ پانچ سالکا عرصہ ہوتا ہے مداخلت مخارج سے اپنے علاقہ کی کچھہ اطلاع نہین دیتا ہے قیاسا ایسا پایا جاتا ہے کہ یہ شخص چند روز مین دائرہ اطاعت و انقیاد سے خارج ہوکر لفادت اختیار کرے گا جیساکہ حیدرعلیخان بہادر میسور کے راجہ کی سرکار مین نوکر اور معتمد علیہ و مدار کار کا ہوا تھا بعد چند روز کے قابو پاکر مالک ریاست سرنگ پٹن کا ہوگیا ہم چونکہ خیرخواہ دولت اس سرکار کے ہین اطلاعا عرض کردی اسیطرحسے ہمیشہ اشارۃً کنایتًا شکایتین کرتے رہے۔ آخر کار طبیعت ہموار راجہ کو ناہموار کرکے طرح طرحکے خیالات کو راجہ کے ذہن مین جمادی راجہ بھی مشتبہ ہوکر کسی دوسرے کو اس نواحکا سرکردہ بناکر روانہ کیا اور مرزا مذکور کو طلب کیا۔ نامہ طلب مرزا کو وصول ہوتے ہی تھوڑے ہی عرصہ مین متصل سیکاکول کے پہونچا ندی جو وہان واقع ہے اس

کنارے پر فروکش ہوکر اپنے ہمراہی کی افواجکو آہستہ آہستہ عبور کروا تا تھا اوسکا منشا یہ تھا کہ بعد عبور کل ہمراہیوں کے راجہ کی ملاقات کرون **ذکر ترک کرنا مرزا مذکور کا روزگار راجہ سیتارام راجکو باوصف فہمایش کے اور عازم ہونا وہانسے بارادۂ روزگار حیدرآباد کو** حاسدونکے حسد سے مرزا مذکور غافل ورخالی الذہن تھا لہذا فوجکو بفرصت عبور کروا تا تھا اس عرصہ مین نثار علیخان نسبتی برادر حقیقی اور مرزا عاشور بیگخان اقربا سے مرزا کے سیکاکول مین مقیم تھے واقفان حسد حاسدین سے مرزا کو آگہی دے کہ یہانکے دربار کی کیفیت تمہاری نسبت ایسی ایسی ہے اب تمہارا یہان آنا مناسب نہین خفت کا سامنا ہے۔ مرزا مذکور چونکہ ہوشیار اور عقلمند تھا اس خبر کے سنتے ہی تمام جمعیت ذاتی اور اپنے معتمد جو چار سو سوار اور تین سو جوانان بار دو ضرب توپ رہکلہ جوکہ اپنے ساتھ رکہتا تھا اپنے ہمراہ لیکے حیدرآباد دکن کو پہونچا اور راجہ مرزا کے چلے جانیسے آگاہ ہوکر اکابرین دربار معتمدین سرکار اپنے کو بنابر فہمایش مرزا کے بہیجا مگر مرزا مناسب وقت نجانکر انکار کیا اس سفر مین مرزا کو پالونچہ پر مقام کرنیکا اتفاق ہوا۔ اسوقت ایسے رام وہانکا زمیندار تھا مرزا مذکور کو بہ سبب جماعت کثیر ہمراہ ہونے کے قلت خرچ کی لاحق ہوگئی لہذا اس راجہ کے پاس کہلا بہیجا کہ مین بیکار ہوکر اسقدر جمعیت کیساتھ بارادہ روزگار حیدرآباد دکن جارہا ہون ممکن ہو تو اپنے مقدور کے موافق خرچ راہ دیدین خالی از التفات نہو گا نہین۔ زمیندار مذکور جواب خشک دیدیا مرزا مذکور ناچار یک ضرب رہکلہ ایک ہزار چار سو روپیہ کو فروخت کرکے راستہ کے خرچ سے کسیقدر بیفکر ہوکر داخل حیدرآباد ہوا اور پیشتر از ینہ اپنے کریم الدین حسین بلگرامی جوکہ اس مرزا کی ابتداء رفاقت مین بڑی عزت اور تکریم سے تھا اور وہ ریاست آصفی مین نسبتا مرادعیان خاندان آصفی کے تھا چنانچہ اسکی کیفیت میر غلام علی آزاد نے اپنے نظم و نثر مین درج کیا ہے بعنوان وکالت کریم الدین حسین مذکور کو معہ عرایض اور نذر حضور مین ارسال کی میر مسطور حیدرآباد

پھونچکر اولاً وقار الدولہ بہادر سے ملاقات کرکے بہادر مذکور کے ذریعہ سے مدار المہام میر موسیٰ خان بہادر رکن الدولہ سے ملازمت حاصل کرکے نذر اور عرضی گذرانی۔ مدار المہام بعد دریافت خیریت کے احوال دریافت کئے میر مسطور بہت مناسب وقت کیساتھ عرض حال کیا۔ اوسوقت سواری بندگان حضور کی متصل باغ گوروند اس کے بطور سیر کے آئے ہوئی تھی اور اس زمانہ مین بھرتی نوکری کی یک قلم بند تھی اسی حالتمین مرزا مذکور حضوری لشکر مین داخل ہوکر بنزد و امرائے نامدار سے ملاقات کیا۔ تلاش روزگار مین مرزا کو چار مہینے کا عرصہ گذرا ہرچند سعی بیشمار کوشش بسیار کیا لاکن بحکم کل امر مرہون باوقاتہا کارگر نہ پڑی مرزا کے سپاہ پر تباہی اور تکلیف مالایطاق لاحق ہوگئی نوبت فاقہ کشی کی پہونچی جو کچھ کہ مرزا کے پاس تھا مصارف روزانہ سے کافور ہوگیا تاہم عنایت الہی سے نواب مدار المہام نہایت اشفاق فرمائے مرزا کے حال پر نظر ڈالکر وقار الدولہ بہادر سے مرزا کے روزگار کے بارہ مین سلسلہ جنبان ہوکر فرمائے کہ درینولا میر حسین علیخان بہادر قطب الدولہ پیشگاہ حضور سے صوبہ داری سیکاکول پر روانہ ہوتے ہین اونکے ہمراہ مرزا کو روانہ کرنا مناسب ہے ذکر دوبارہ اتنا مرزا ابراہیم بیگخان دسویں شنبہ کا سیکاکول کو ہمراہ قطب الدولہ کے اور بعد چند روز کے نوکر ہوجانا ستر انگریزی مین اور لیجئے اوقات سفر تر نامل۔ چونکہ رزاق مطلق خلاق برحق نے ہر ایک ذی روحکی روزی مقسوم کردی ہے اور جہان جہان انکا آب و دانہ مقدر ہے وہان انکا جانا ضرور ہے۔ پس بتائید یزدانی و اعانت ربانی حسب صلاح و تجویز نواب مدار المہام اور وقار الدولہ بہادر انتظام روزگار مرزا مذکور ہوگیا۔ حسب الامر ہر دو امرائے نامدار قطب الدولہ بہادر کی رفاقت سے مرزا بلدہ ثانی سیکاکول کو آکر ایکمدت تک خیرخواہی و جانکاہی کیساتھ اطاعت سرکار مین رہکر خوش گذران رہا۔ خواہان احوال سلف پر مخفی نرہے کہ نواح سیکاکول اور راج محیندرا اور کونڈویرا اور کونڈاپلی یہ تمام علاقہ جات موسی بھوسی کی زر تنخواہ کی عیوض مین مقرر تھے اور موسی بھوسی افواج فرانسیسی کے سرگردہ تھا

اوسوقت نواب میر الممالک صلابت جنگ اور فرانسیس کے باہم نزاع اور خلاف آگیا تھا۔ کارپردازان
بندگان حضور نے یہ مشورہ کیا کہ علاقہ جات مذکور الصدر کو فرانسیس سے بازگشت ہوکر رقم تحصیل علاقہ جات
مذبور بہ تعداد مبلغ سات لاکھ روپیہ سالانہ معین ہوکر تمام علاقہ جات صدر صاحبان انگریز کے تصرف
مین سپرد کئے گئے۔ چنانچہ اس بات کا صلح نامہ قرارنامہ تیرہوین ۱۳ رمضان المبارک ۱۱۷۲ھ یکہزار ویکصد
بہتر ہجری مین واقع ہوا جسوقت کہ یہ معاملہ اس شکل مرتب ہوا قطب الدولہ بہادر صاحبان انگریز سے
ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر مدد معاش اپنے نام سے مقرر کرا لیکر خانہ نشین ہوگئے۔ مرزا ابراہیم بیگخان دھونسہ
یہ خبر سنکر بہادر مسطور کے پاس آکر گذارش کی کہ مین نے جماعت کثیر کے ساتھ ایک مدت آپکی رفاقت مین
رہکر جانفشانی اور سرگرمی سے اپنی گذران کرلی اب جب معاملہ خانہ نشینی آپکا واقع ہوگیا تو اس تابعدار کے
روزگار کا کیا انتظام ہوا۔ بہادر مذکور نے مرزا کے جواب مین بہت ہی دلداری اور تسلیین سے کہے کہ تمہارا
روزگار جیسا کہ میرے سرکار مین تھا ویسی سوال پر سرکار انگریز مین بحال رکہا ہون۔ کل کے روز اپنی جمعیت کا داخلہ
بتلا کر نوکری مین سرکار انگریز کے حاضر ہوجاؤ ویسی بموجب ارشاد بہادر مسطور دوسرے روز مرزا مذکور نے اپنی جمعیت کا
داخلہ تبلا کر نوکری پر مامور ہوگیا چند روز کے بعد صاحبان انگریز نے بعضے امور کے انتظام کے لئے مرزا کو نواب
امیر الہند والاجاہ کی حضور مین چینا پٹن کو روانہ کئے۔ مرزا نے اپنے ہمراہی کی جمعیت کو سرکار انگریزی کی نوکری
چھوڑ دیکر چلا گیا۔ اس عرصہ مین ترنال کا سفر افواج انگریز کو درپیش ہوا جب چلے جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچے
وہان سواران مرزا مذکور اور افواج پنڈاروں نے مقابلہ ہو جنگ ہوگیا۔ اس مقابلہ و مقاتلہ مین منجملہ سواران
مرزا بارا ۱۲ آدمی مجروح اور مقتول ہوگئے چنانچہ مقتولین و مجروحین مین میر داؤد علی برادر زادہ میر کریم الدین حسین
بلگرامی نے بڑی بہادری سے جنگ کرکے زخمی ہوگیا۔ اس سفر ترنال کا حال توزک آصفی مین مفصل بطرز دیگر مذکور ہے

ذکر رجب علی پیشکار۔ رجب علی ناگپور کے راجہ کے پاس وکالت کرتے تھے بڑے
بڑے رجواڑوں سے فتح نصرت پائی من بعد نرمل پر بعض خدمات سرکاری مثل پیشکاری وغیرہ نہایت

حسن وخوبی کیساتھ انجام دیا چنانچہ اونکی عملداری مین بنگلہ تالاب کثرت بارش کی وجہ ٹوٹ گیا تھا
جو نے اوقت کوئی صورت مرمت کی نظر نہین آتی تھی تو اوسوقت اپنے ذاتی صرفہ سے تالاب کے کٹہ کو
منضبط و مستحکم کرا دیا جسکے صلہ مین سرکار سے ابراہیم تالاب کے نیچے انعام زمین تری عطا ہوئی تھی ۔ اور اونکی بھی
بڑی بڑی شاندار حویلیان رجب کہڑکی کے نام سے مشہور تھین اب بھی اوسکے چند علامات انقطاع آثار ہند
نمونہ قطار محلہ قصبہ مین فتح برج کے متصل واقع تھین اسعادات سے منکشف ہے کہ اونکو بھی سالانہ ایک لاکھ
روپیہ کا معاش تھا ملکہ سرکار سے اونکو چوتھائی مقرر تھی رجب علی کو کوئی لڑکا نہین تھا صرف ایک
دختر نیک اختر تھی اونہون نے اپنی دختر کی شادی حضرت سلطان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوترے سے
کروا دیا اور حضرت سلطان شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ریاض الحق رحمۃ اللہ علیہ کے خاص بھانجے ہین کیونکہ
رجب علی ان بزرگوارون کے بہت معتقد تھے اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ اپنی دختر کے نام سے ہبہ کروا دیا
مگر رجب علی کے داماد بسبب پرہیزگاری مال و دولت دنیا کیطرف توجہ نہین کئے جسکی وجہ تمام معاش
داخل سرکار ہو چکا ۔ ذکر بھیجنے بندگان حضور کا نواب مدار المہام رکن الدولہ بہادر کو
حیدرآباد سے چینا پٹن کو اور آنا ابراہیم بیگجان دہولسہ کا سرکار آصفی مین سفارش سے
امیر الہند والاجاہ بہادر کے بعد سفر نرل کے بندگان حضور جو بذات خاص اس سفر مین تھے بعد انتظام
ضروریہ کے واپس حیدرآباد کو آ گئے ۔ اسکے تھوڑے ہی عرصہ مین نواب رکن الدولہ بہادر مدار المہام
جو اس موقع مین بنظر ضرورت مدار المہامی سے سرفراز تھے اونکو اور وقار الدولہ بہادر کو واسطے استحکام
بنا محبت و اتحاد اور اہتمام مہمام صلح در دوادکے چینا پٹن کو روانہ فرمائے ہر دو بہادران سے علاوہ
چینا پٹن پہونچکر نواب والاجاہ سے ملاقات کئے اور صلح موافقت کے کلمات کر کے جانبین کی نزاع کا تصفیہ
کر دیا ۔ رخصت کیوقت نواب والاجاہ نے اپنے دست شفقت سے مرزا کا ہاتھ نواب مدار المہام کے ہاتھ مین
دیکر کہے کہ یہ شخص بہت ہانت دار اور دانشمند اور ذی جرأت سرکار آصفیہ مین رکھنے کے لایق ہے رکھئیے

کہ بلکار آید شخص نہے اور اس شخص کو میری امانت تصور کرین۔ حاصل کلام مرزا مذکور ہمراہ ان امرائے نامدار کے حیدرآباد پہونچکر بندگان حضور کی ملاقات سے بہرہ ور ہوکر مزید عنایات سے تعلقہ کھمم مٹا ور ہمکنندہ حاصل کیا۔ وہانسے اوسکا ستارۂ بخت درخشندگی پر تھا۔ سرکار ورنگل اور سرکار رامگیر بالکلیہ اور سرکار الگندل اور بعضے محالات متفرقہ سرکار ناندیڑ وغیرہ کے مرزا مذکور کے تفویض ہوگئے بس ایسے موقع مین یاوری بخت سے مرزا مذکور کی مساعی سے بہت بڑے مشکلات حل ہوگئے چنانچہ انکے ذیل مین بعض کوائف قلمبند ہوتے ہین۔ ذکر تنبیہ کرنا مرزا کا آسی راؤ زمیندار پالونچہ کو۔

آسی راؤ زمیندار پالونچہ کثرت مال سے بہ نشہ بغاوت آلمی وار اور راچی وار کی سپاہ کو جمع کرنا شروع کیا اور دادی بالواجی کو سر مین سے سودائی اختیار کی اور ہمیشہ اپنے مذہب کے رفقا کی کثرت سے اس دیار پر اشجار کے راہون پر مسافرونکو لوٹا تھا غارتگری کا پیشہ اختیار کیا تھا ایسے ایسے بدمعاشیونسے فارغ البال مرفہ الحال تھا جسوقت کہ مرزا ابراہیم بیگخان دہونسہ اس نواح مین پہونچا۔ ادائی بالواجی سرکار مین اور بھی استغنائی پر آمادہ ہوگیا مرزا کو سرکاری ضرورت کے علاوہ غباری بے مروتی سابقہ اسی راؤ یعنے مرزا مذکور کو سیکاکول سے آتے وقت پالونچہ پر مقام کرنیکا اتفاق ہوا تھا تو بہ سبب قلت زادراہ کے مرزا نے زمیندار مذکور سے قرضہ مانگا زمیندار مذکور نے جواب خشک سے ٹالدیا تھا مرزا کے دل پر اہوا تھا اس غبار سے متثل ہولے کے اپنا عاقبت اندیش کے سپرد وڑبار کر روانہ جنگ وجدال عرصہ قلیل مین پالونچہ کو اپنی تسخیر مین لاکر زمیندار مخذول کا کل مال و اسباب جو کچھ ظروف طلا اور نقرہ اور نقدیات زر سرخ و سفید اور رقم جواہر اور مرصع اور ملبوس ابریشمی اور زربفت کی قسم سے تھے دستیاب کرکے سپاہ اور ملازمان کو بخشدیکر خوشدل اور شادکام کیا۔ زمیندار نابکار و ناہنجار تاب مقابلہ و مقاتلہ مرزا کا نہ لاکر پلوانی کیطرف فرار ہوگیا۔ مرزا اسد یار بیگ برادر کلان مرزا ابراہیم بیگخان دہونسہ زمیندار مفرور کا تعاقب کرکے ساتھ زد و ضرب خاطر خواہ کے زمیندا

خسران مآب کا سر کاٹ کر مرزا ابراہیم بیگخان کے پاس روانہ کردیا مرزا اللہ یار بیگ اس سعی لایق
آفرین کے صلہ مین بندگان حضور کی پیشگاہ سے ثابت جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ زمیندار
مذکور سے جنگ مین جانبین کے بہت لوگ مقتول ہوگئے **ذکر تسخیر ظفر گڈہ مقبوضہ جگیا پنڈت**
جس زمانہ مین کہ ظفر گڈہ کا قلعہ فیدگاہ حضور سے مرزا کو تفویض ہوا تھا اوسوقت جگیا پنڈت نامی زناردار
مدارکار اور معتمد علیہ سرکار مرزا مذکور تھا مرزا نے باعتماد دلی جگیا پنڈت کو قلعہ داری ظفر گڈہ کی حوالہ کیا تھا مگروہ
از راہ قساوت قلبی و شقاوت جبلی اس نواح کے زمیندارون سے رابطہ اور موافقت پیدا کر کے قلعہ مذکور کو
مستحکم اور پختہ کر لیا تا بعد ایسے مرزا مذکور کے باغی ہوکر مستعد بمقابلہ ہوگیا۔ لہذا کاروبار مین مرزا کے کساد
برپا ہوگیا چنانچہ بعضے تعلقداران اس ضلع کے طریق بغاوت اختیار کر کے تحصیل سرکار کے دخل مین
بے پروائی کئے مرزا مذکور اس کافر نعمت بکارام پر پہونچکر دو ماہ چند یوم تک قلعہ کا محاصرہ کر کے حسن تدبیر
سے قبضہ کر لیا۔ انہین ایام محاصرہ قلعہ ظفر گڈہ مین نواب قار الدولہ بنابر طلب مرزا کے پیشگاہ حضور سے آکر
ہرچند روانگی مین جلدی کئے لاکن مرزا مذکور نے تسخیر قلعہ تک وہان سے جنبش نہین کی بلکہ بجائے اپنے
فرخ مرزا نامی فرزند اپنے کو ہمراہ نواب مذکور کے روانہ حضور کیا نواب مذکور پیشگاہ حضور مین مرزا مذکور کا
ضامن ہوگیا بعد تسخیر قلعہ کے زناردار مذکور کو گرفتار کر کے اپنے ہمراہ حیدرآباد لیجا کر ہر ایک کوچہ مین بڑی
رسوائی اور خرابی سے گشت کروا کے مار ڈالا۔ بیان کرتے ہین کہ معرکہ محاصرہ قلعہ مذکور مین قریب ایکسو
آدمی کے ساکنین مچھلی بندر اور بجواڑہ اور بھیم وغیرہ ملازمین مرزا مذکور سے فوت ہوگئے۔ اونکی موت کی
کیفیت نادرہ سطر تحریر ہے کہ وہ لوگ قلعہ کے نیچے مورچہ کے مقام پر بیٹھے تھے اونکے مقابل نزدیک ایک
پتھر بہت بڑا تھا مخالف کے لوگون نے اس پتھر کے نیچے نقب لگا کر جگہ ہموار کر کے باروت کے خریطہ رکھے
ایک آواز شدت سے بلند ہوئی اوس آواز کی شدت سے وہ سنگ عظیم جو کہ بمقابلہ پہاڑ کے تھا اکھڑ کر اوس مورچہ
چالیس سو آدمی پر جا پڑا وہ سب کے سب یکدم سے جان بحق تسلیم ہوگئے ایک بھی اونمین جانبر نہوا جیسے

چکی مین اناج پیستا ہے پسکئے اونکی قبر کا نشان وہی تہپر ہے۔ (بعد فتح ہونے اس قلعہ کے مرزا مذکور کو شوق تیاری قلعہ جات کا بطور یادگار کے پیدا ہوا) اسی ظفر گدہ کے اطراف وجوانب کو خوب بنظر غور دیکہا تو ایک ٹیک ٹیلہ مثل چہوٹے سے پہاڑ کے دکہائی دیا اور وہ دیکہنے والونکو ایک مقام مستعد نظر آتا تہا اس ٹیلہ پر ایک قلعہ مع حصار اور تہر مین اور برج اور خندق کے تیار کرواکے ابراہیم گدہ نام رکہا بعد ازان اون ہر دو قلعجات کے نیچے سے ایک دیوار بطور حصار بہت پختگی کیساتہ بنوا دیا اور اوسکے تحت مین ایک فصیل تیار کرواکے اوسکے اندر ہر ایک قسم پیشہ ورونسے آبادی کرواکے شہر ابراہیم کے نام سے مشہور کیا ذکر مامور ہونے ابراہیم بیگخان دہونسہ کا واسطے تعاقب راگہوبا غنیکے حسب الحکم حضور ساتہہ سرکردگی افواج زبردست سرکار کے دریائے نربدہ تک اور ملاقات کرنے اہلیہ بائی رئیسہ مہیسر و کے اور قابض ہونا دولت آباد کے قلعہ پر۔ جسوقت کہ راگہو پنڈت پردہان بمدد سرکار کے قلعہ کے اطراف پہونچکر محاصرہ کیا آمد و شد مسدود اور غلہ اور لشکر کی مسدود ہوئی آخر کو ساتہہ سعی بہادران سرکار کے جس جانب سے کہ آئے تہے اوسی جانب مین آوارہ اور پراگندہ ہوگئے برین بنا بندگان حضور کا حکم مرزا مذکور کو پہونچا کہ تم باغیکے تعاقب مین سرکوب ورلکدزن رہو۔ مرزا ابراہیم بیگخان حسب الحکم حاکم وقت افواج سرکاری کو اپنے ہمراہ لیکر مانند شہباز بلند پرواز کے بگیر و بزن کرتا ہوا دریائے نربدا کے دوسیر بجانب مقام چولی مہیسر کے اس باغیکو ہانک دیا۔ چونکہ حکم بندگا نحضور کا اوس پار نربدا سے آگے جانیکا نہین تہا واپس ہونکلا ہنگام واپسی اہلیہ بائی رئیسہ مہیسر جو مرزا کی دلاوری اور علو ہمتی مطلع تہی نہایت خوشی سے ملاقات کی خواہش کی بعد استمزاج وغیرہ ملاقات سے فارغ ہوکر اسباب ضیافت وغیرہ کے سرور خاطر رخصت ہوکر دریائے نربدا پر چند مقام کیا اون مقاماتکے ہر شب مین روشن چراغان اور مہتاب اور آتشبازی سے دل شاد رہتا تہا اور اقسام کے طعام ہائے لذیذ سے محظوظ رہتا تہا۔ بس چندروز کے بعد وہانسے کوچ کرکے برہانپور کے راستہ سے خجستہ بنیاد اورنگ آباد

پہونچکر حضور کی ملاقات سے بہرہ مند ہوا۔ دولت آباد کا قلعہ اختیار آصفی سے چلا جا کر پنڈت پردہان کے
کے قبضہ مین آگیا تھا۔ مرزا مذکور حسب الارشاد بندگانحضور کے اوس قلعہ کو اپنی تدبیر اور دانشمندی سے سرکاری
قبضہ مین لے آیا۔ قلعداری اوس قلعہ کی مرزا ہی کو ملی۔ ایکروز خود بدولت اس قلعہ کے سیر و تماشا کیلئے تشریف
لیگئے تمام امرا اور اراکین دولت ہمراہ سواری کے تھے موقع دیکھکر مرزا مذکور نے عرض کیا کہ متصل اندہیری
قلعہ کے اسی قلعہ مین جس جگہ تابہ آہنی ہے (مترجم مین نے اس قلعہ کے اندر ۱۳۱۰ھ مین جا کر دیکھا ہے
وہ تو انہین ہی توے کی شکل تو مدور ہوتی ہے جسکا نام مولف نے تابہ لیا ہے وہ تو ایک تختہ مربع مستطیل
ہے لوہے کا بنا ہوا ہے تخمیناً طول اوسکا تین گز کا عرض مین دو درجہ بالا حصار کے قریب خزینونکے اوپر
رکہا ہوا ہے۔ اور وہ اس غرض سے رکہا ہوا ہے کہ اگر خصم قلعہ کے دروازہ کو کہولکر اوپر آنے فوراً اندر دوڑا
چستی اور ہوشیاری سے اس تختہ کو اس زینونکے رستہ پر بچھا کر اوس تختہ تہ آگ دہنکا دیوے تو اوس آگ سے
وہ تختہ سرخ آگ کا تختہ ہو جاتا ہے آنیوالا بہت دور سے رکجاتا ہے دولت آباد اورنگ آباد سے
چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ سلطان محی الدین عالمگیر بادشاہ ہند کی مزار خلد آباد مین ہے۔ ایک تبری کا
بنانا ضرور ہے۔ اگر حکم شرف نفاذ پاوے تو فدوی تیار کرتا ہے۔ حکم ہوا کہ تیار کرو۔ مرزا مذکور نے اسی
عرصہ مین معمار اور سنگ تراشونکو ہر ایک مقام سے طلب کرکے مامور بکار کیا۔ تیاری کے بعد اس تبری کا نام
ظفر تبری رکھا۔ اس تبری کی عمارت کو کارگزاران فیرس دانایان روزگار نے بھی پسند کیا جسوقت کہ تبری
تیار ہوگئی بندگانحضور کی سواری اوس تبری کے تحت مین فروکش تھی مرزا ابراہیم بیگخان نے حضور کی
ضیافت کی تیاری کی حضور نے بھی قبول فرمائے تیاری ضیافت مین ایک چبوترہ مبلغ ایک لاکھ روپیہ کا
اور دو زنجیر ہاتھی اور پانچ راس اسپ تیار بساز و سامان طلائی و نقروی اور جواہر نذر گذرانین ☆

ذکر متوجہ ہونا افواج سرکاری واسطے کمک کے ہری پنڈت پھڑکیا کے ساتھ سرکردگی
مرزا مذکور کے۔ ان ایام مین عرایض رئیس پونہ کے حضور مین پہونچے کہ رگہو پنڈت نامی باغی علاقہ

حضور سے آوارہ امدو سرگشتہ ہوکر سورتکے بندر پر اپنے تین پہونچاکر ساتھ صاحبان انگریز کے جہ انی تمام قلمرو پونہ مین دینا قبول کرکے معہ جمعیت بارا پٹالم ۱۲ یک لک ۴۲ ہزار انگریز یکے نواح کوکن مین پہونچکر ارادہ خرابی ملک اور جنگ کرنیکا رکہتا ہے یہ مین اتنی ہزار سوار ساتھ سرکردگی ہری پنڈت پہڑکیا کے اونکی مقابلہ کے لئے مامور کیا ہون شاید چندروز مین لڑائی ہوگی بندگان حضور سے بھی توقع ہے کہ پنڈت مذکور کی کمک پر کچہ فوج صادر ہووے تو بندگان حضور اس کیفیت کے سننے سے ایک لاک سوار اور پیادہ کو ساتھ سرکردگی مرزا مذکور کے واسطے امداد واعانت پنڈت مزبور کے روانہ فرمائے۔ مرزا مذکور موضع کسار یکے گہاٹی عبور کرکے سالیرا ور مولیرا اونکی ٹنکی کے رستہ سے قریب مین فوج پنڈت مزبور کی ضلع کوکن مین پہونچکر فروکش ہوا ہر دو فوجونکے درمیان چہ کوس کا فاصلہ تھا۔ اس موقع پر کبھی تو پنڈت واسطے ملاقات مرزا کے آتا تھا اور کبھی تو مرزا مذکور پنڈت کے مستقر پر حاضر ہوتا بہرحال باہم طریقہ اتحاد جاری رہا۔ اتفاقاً تقدیرات ربانیسے ہوائے نامخالف بہنے لگی یعنے لشکر مین ہمراہی مرزا کے روزانہ ہزارہا آدمی داخل ہونے لگے یعنے ہیضہ کی شکایت بڑی دہوم سے شایع ہوگئی لشکر کے پیر استقامت سے ڈگے مرزا اس کیفیت کو دیکہکر واقعات واقعی سے بندگانحضور مین اطلاع کردی بندگانحضور نے بعد دریافت اس واقعہ ارشاد شرف نفاذ فرمایا کہ تم اپنا قایم مقام اعتضاد الدولہ بہادر حشمت جنگ کو کرکے اور اونکے پاس دس ہزار لشکر چہوڑکر ہمارے پاس چلا آو۔ مرزا مذکور حسب الحکم حضور وہانسے کوچ کرکے متصل قلعہ کلیانی کے ملازمت سے حضور کے مشرف ہوا۔ ذکر متوجہ ہونا رایات عالیات بندگانحضور کا واسطے تنبیہ زمیندار سورپاپور کیساتھ سرکردگی مرزا مزبور وغیرہ حالاتکا جوکہ ان دنونمین واقع ہوئی۔ بعد مشرف ملازمت ہونے مرزا کو ارشاد ہوا کہ پالیکار سورپاپور جوکہ قوم بیدر سے ہے ازبسکہ رعونت اور تکبر اور ادائی مالواجبی سرکار مین بے پروائی کرتا ہے اوہر او سپر زرکشیر مبلغ خطیر باقی ہے اس قسم کو تدبیر مناسب سے ارسال سرکار کرو۔ مرزا مذکور حسب الامر حضور لشکر بڑا بہاری ہمراہ لیکر گلبرگہ کے راستہ سے دریا بہیمرا کا عبور کرکے مغندر پہ

کے سرپر نزدیک سوریاپور کے پہونچا۔ پالیکار مذکور نے اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی اپنی جانب سے
ایک شخص کو وکالتاً ساتھ زر نذرانہ و عرایض عاجزانہ کے بطور استقبال روانہ کیا۔ اور زر مالگذاری کی نسبت
ملتجی ہوا کہ آپکی حمایت اور عنایت دستگیر رہے تو زر سرکار کو اقساط کیساتھ تحایف اور پیش کش کے
روانہ کردونگا۔ مرزا مذکور اس انتظام کو غنیمت جانکر کامیابی کیساتھ مراجعت کر کے بہراوسی دریاے بہیمرا
پہونچکر مقام کیا چونکہ وہ موسم بارشکا اور رود دریاے بہیمرا طغیانی پر تھا بامداد حضور جو کہ کشتی وغیرہ بنابر عبور تیار
تھی بہ تدریج عبور کروایا اوس عبور کیوقت یک ضرب توپ بار اسیری غرق ہوگئی اور وہ توپ مرزا مذکور
کی ذاتی اور ہمراہی کی تھی اوس توپکے نکالنے مین بہت سے تدبیرین اور کوششین عمل مین آئے مگر کوئی تدبیر
کارگر نہوئی اور اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ رود بہیمرا بسبب موسم بارشکے طغیانی پر تھی چونکہ ہر ایک شئی اور
ہر ایک نشان پر اقبال ادبار لگا ہوا ہی مرزا کی حمیت اوس توپکو پانیمین چھوڑ جانا نہ چاہی ہرچند معتبرین
ہمراہی نے گذارش کی کہ بالفعل مقام غرق توپ کو ملاحونکی نظر مین محفوظ رکھکر بعد فرو ہونے بہیمرا کے
نکالیجائیگی۔ مگر حسن تقدیر سے مرزا کے ایک شخص غلام حبشی نے نو سو غلامان حبشی زر خرید مرزا سے جو کہ
تیرنے مین بڑا مشتاق تھا توپ نکالنے کا ذمہ لیا اور رسیان پختہ اور مضبوط بٹوا کر اون رسیونکے سرونکو اپنے
ساتھ لیکر غوطہ لگایا اور برابر توپ پر پہونچکر توپکے دنبالہ اور گلیمین اس رسیونکو باندھکر نکل آیا اور چرخونکے شکنجے
تیار رکھے اونمین ہوا بھر کے اون رسیونکو شکنجونسے باندھکر کھینچی اوس ترکیب سے توپ یکدم زمین سے جنبش مین
آکر دلدل مین اور غلامونکے قابو مین آگئی سب کے سب یک ساتھ کھینچکر کنارہ دریا پر لے لئے مرزا مذکور کمال خوشی سے
اللہ تعالیٰ کا شکریہ بجا لایا اور جملہ لشکریان اس تدبیر حبشی اور حسن اقبال مرزا پر ایک زبان ہوکر تحسین کیے
وہانسے کوچ کر کے کول کنڈہ پر مقام کیا گیا۔ حضور کا حکم صادر ہوا کہ کول کنڈہ پر چہاونیکا مقام ٹھہرا وہیں
وہان حسب الحکم حضور چہاونی ڈالی گئی۔ ذکر توجہ کرنا فوج آصفی کا کرناٹک کی سفر پر اور مقابلہ
ہونا حیدر علیخان بہادر والی سرنگ پٹن سے ساتھ سرکردگی مرزا ابراہیم بیگخان

دہونڈنے کے اور دوسرے واقعات جو اس موقع پر واقع ہوئے ہیں بعد گذرنے موسم بارش کے حسب الحکم بندگانحضور مرزا مذکور نے کرناٹک کے سفر پر دہونی کے راستہ سے راہی ہوا۔ اسوقت اس خطہ کے حاکم نواب بسالت جنگ بہادر شجاع الملک تہے انکی حکومت میں حیدر علیخان بہادر نے کئی دفعہ اس خطہ پر دہاوا مار کر وہانکی رعایا اور باشندونکو تباہ کر ڈالا۔ قضارا یہ کیفیت غارتگری حیدر علیخان بہادر بندگانحضور کو پہونچی لہذا مرزا ابراہیم بیگخان نے حسب الحکم حضور خود بدولت افواج قاہرہ سرکار فیض آثار اپنے ہمراہ لیکر حیدر علیخان کے علاقہ جات پر پہونچکر بمعاوضہ غارتگری قصبات گرگنہ اور منی ٹرگ اور کنجن گدہ وغیرہ علاقہ سرکار فیض آثار مین لے لیا اور خاطر خواہ سرکوبی کی اس معرکہ مین قریب پانسو شخص کے باغیونکو تیغ کر ڈالا اور بہت مال و اموال حاصل کرکے وہانسے آگے موضع اودل پاڑ پر پہونچکر مستعد اور منتظر مقابلہ کا ہوا مگر بہ سبب انتظام محکم اور واضح ہونے سامان حرب لوازم ضرب بوجہ معقول مرزا کے مخالف مقابل نہو سکا مرزا مذکور بہت سی نقد و جنس لوٹ مار مین بہدست کرکے واپس ہوا ساہوان گجراتی جو کہ اہل حرفہ سے اس نواح کے باشندے تہے معہ اونکے بال بچونکے ماخوذ کرکے نظر رکہکے نرمل ہیچکر ابراہیم باغ مین آباد کروایا۔ اور آپ معہ افواج اور ہری پنڈت پہڑکیا کے کہ وہ بھی معہ اپنے فوجکے حسب الحکم رئیس پونہ شریک سفر مرزا تھا اوس نواح مین گشت لگاکر واپس ہوا۔ اور تمام افواجکو دریاے کرشنا سے پار جانب حیدرآباد کروا کے حکم چہاونی کا دیا اور آپ عازم ظفرگدہ ہوا کہ اس اثنا مین عنایت نامجات حضور متواتر ورود ہوے کہ تم ملازمت حضور مین بہت جلد حاضر ہوجاؤ لیکن مرزا مذکور بیماری اور اختلاف طبیعت کا عذر پیش کرکے حاضر حضور نہو کر ظفرگدہ سے نرمل تک کہارونکو بسبیل ڈاک بٹہا کر پالکی پر سوار ہوکر داخل نرمل ہوا نرمل پہونچنے کے نرمل کی داخلت کے بعد بھی حضوری عنایت نامجات یکے بعد دیگرے صادر ہوے۔ اس مضمونسے بعض امور سرکاریکا انتظام تمہارے آنے پر منحصر ہے اور بہت سے مقدمات از بالمشافہ کہنے کے ہین لہذا تم بعجلت عجیلہ سے اپنے تئین یہان ہماری خدمت مین پہونچاؤ تاخیر ہونے نہ دو۔ اسی مین ہماری خوشنودی اور

تمہاری حسن مہربانی ہے۔ جوابمین بندگانحضور کے عرضداشت ابلاغ کیا کہ فدوی کو حصول ملازمت
بندگان والامین عین سعادت ہے قدمبوسی سرکارمین شرف فدوی ہے لیکن بباعث مشقت و تعب
سفر خارج الحد حرارت بخار دماغمین صعود کسی ہے اس سے بصارتمین ضعف آگیا لہذا اوسکے علاج
کیواسطے ناچار بے اختیار بلا اجازت حضور کے نرل پہونچکر شب روز اوسکی فکرمین مصروف ہون
انشاء اللہ تعالیٰ بفور حصول صحت جسمی اور کامل البصارتی کے بسر و چشم حاضر در دولت ہوکر سعادت اندوز
ملازمت ہوتا ہون اسکے بعد عنایت نامہ شرف نفاذ پایا کہ بالفعل تمہارے آنےمین عذر ہے تو تم اپنے
کسی معتمد علیہ اور امین اور خیرخواہ دولت کو جسپر بالکلیہ اپنا اطمینان رکہتے ہو منتخب کرکے اطلاع دو تا کہ انتظام
کار ریاست جو تم سے تعلق رکہتا ہے اس سے کرلیا جاوے۔ ذکر تجویز کرنا ابراہیم بیگخان دھونسہ کا
معتمد علیہ کو اپنی جانب سے نیابتًا اور سرفرازی پانا مرزا کا حضور سے اور فوت ہونا وقار الدولہ
بہادر کا اور آمدن غلام سعیدخان بہادر سہراب جنگ کا نرل کو اور روانہ ہونا بہادر کا مطلوب
باستصواب اور سعی مرزا ابراہیم بیگخان کے حضور آصفی مین جسوقت کہ احکام بندگانحضور کے
بطلب مرزا متواتر صادر ہوے۔ مرزا مذکور تنبیہ اور سرکوبی مین زمیندار یا لونچہ وغیرہ کے ایسی ترددات بیشمار
اور جانفشانیہاے بسیار عمل مین لایا کہ قلمرو سرکار آصفی مین بلکہ دور دور تک باغی اور فسادی لوگونمین
مرزا کا رعب ضرب المثل ہوگیا تھا ازین جہت سے مرزا مذکور ساتھ خطاب ابراہیم بیگخان بہادر ضابط جنگ
اور مرزا اللہ یار بیگ برادر کلان مرزا ساتھ خطاب ثابت جنگ بہادر اور اضافہ منصب سے سرفرازی
پائے اوسکی وجہ خاص علت مشخص یہی ہوئی کہ بڑے بڑے مہمات و مشکلات اس مرزا سے حل ہوگئی
اور انتظام ملکی پائے تا بحدیکہ حیدر علیخان بہادر کے مقابلہ کمر باندہنا اور پھر سلامتی کیساتھ بڑی شان
شوکت سے واپس آنا اور علاوہ اسکے سرکردہ افواج سرکار آصفیہ کا ہونا اور جملہ ملازمین کارگزاران سرکار
مین ہر ایک امر جزوی وکلی مین منتخب ہونا اس خطاب و تواب کے بعد اضافہ تحصیل منصب کے ساتھ ہفت ہزار

ذاتہ اور طبع اور علم اور ماہی مرتب اور خطاب فاضل بیگخان بہادر ضابطہ جنگ ظفر الدولہ مبارز الملک
سے سرفراز ہوا اور روز بروز انواع و اقسام کے عنایات سے ممتاز ہوکر مورد حسد حاسدین و مصدر رشک
مفسدین ہوا اور ہر ایک جزو کل امور ریاست بغیر صلاح و صوابدید مرزا کے انتظام نہین پاتا تھا۔
اس سبب سے واسطے آگہی ارشادات حضور کے ثابت جنگ بہادر بذریعہ نواب قارالدولہ حضور
حاضر رکہا اور اپنے کاروبار کا وکیل اور ابلاغ ارشادات حضور کا کفیل ٹہرا رکھا اگرچہ بظاہر انچہین
پزرٹت خدمت وکالت سے میر جمال الدین حسین خان کے پاس بغرض اجرائی امور اور داخل کرنے
تقدیرات تعلقات کے مامور و حاضر تھا لاکن مشار الیہما گزارش اور عرض معروض مین متابعت ثابت جنگ
بہادر کی کرتے تہے۔ مرزا ابراہیم بیگخان دہولسہ بذات خود خاص نرمل مین اقامت رکہا کرتا تھا۔
اور نوکری سرکار کو بجا لاتا تھا اور معاملات مالی و ملکی کو انتظام دیتا تھا اور تعمیر قلعہ جات جدید اور آراستگی
ابراہیم باغ اور درستی آلات حرب ضرب و استواری و استحکام عمارات بتیرین وغیرہ اور فراہم کرنے
ذخائر ضروری اور حاصل کرنے حلاوت کامرانی اور عیش و عشرت نشاط و مسرت مین مصروف اور دوسرے
لوازمات حظوظ انسانی اس جہان فانی مین مشغول ہر ایک کی تفصیل جداگانہ بحر طویل ہے اس اثنا
مین نواب قارالدولہ بہادر عارضہ سوداکے حدوث سے جو کہ دراصل سامان موت تھا چندروز علیل رہ کر
راہ فنا پر چل بسے۔ انکے انتقال سے بندگان حضور کو بھی محل تشویش ہوا اپنے ملک کے انتظام کیلیے بجائے
خود متامل ہوکر آغاز ارشاد و طلب زاصادر ہونے لگا۔ مرزا مذکور چونکہ مرد پختہ کار دقیقہ یاب وضاع زمانہ
اور نکتہ رس مضمون یگانہ و بیگانہ تھا حفظ ارشاد اپنے آقا و ولی نعمت اور پاس خودداری رنج و راحت کو
ملحوظ رکہکے متلاشی شخص کارگزار لایق دربار کا ہوا۔ اوسوقت غلام سید خان بہادر سہراب جنگ مدار المہامی
رکن الدولہ بہادر کے زمانہ مین خلاف مرضی سے بہادر مسطور کے مورد عتاب حضور کا ہوکر قلعہ داری اوسہ
مامور ہوکر اوسی قلعہ مین گوشہ گزین بکر منتظر افضال مفضل لایزال تھا مرزا ابراہیم بیگخان نے حضور مین عرض کیا

کہ بالفعل غلام سعید خان اس امر عظیم اور مہم فخیم کے لایق نظر آتے ہین حضور سے جواب صادر ہوا کہ خانمذکور سے حرکات ناگوار طبع مابدولت سرزد ہوے ہین ابتک جا شیہ غبار سے ہمارے مرتفع نہین ہوے ہین وہ شخص قابل صحبت حضور کے نہین کسی دوسرے کو تجویز کرنا قرین مصلحت ہے پھر مرزا مذکور نے بہت ہی عجز والحاح سے عرضی گذرانی کہ حضور اس معروضہ کو مان لئے اور حکم صادر فرماے کہ اگرچہ نامبردہ کو باریابی مین مابدولت کے مصلحت نہین تھی محض بپاس خاطر اوس فدوی راسخ الاعتقاد کے اس شخص معتوب کے لینے مین کچہ مضایقہ نہین جانتے۔ پس بعد ورود فرمان شاہ دکن خانمذکور کو مرزا مسطور نے قلعہ اوسہ سے طلب کر کے بہایت اعزاز و اکرام اور تواضع مالاکلام سے پیش آکر چار مہینے تک اپنے گلزار محل مین فروکش کروا کے روز و شب ضیافت اور مہمانداری امیرانہ مین بوجہ حسن خاطرداری خانمسطور کی گئی چنانچہ خانمسطور اوسہ سے طلب کیا گیا ایک منزل پالکی کہنہ کو جسکو دیمک چاٹ گیا تھا اور کپڑا کہا گیا تھا سنہری بانات سے درست کروا کے معہ ایک راس اسپ کُمیت نیلہ اور بہت سے شاگرد پیشہ اور چند خاصہ بردار اور ایک چوبدار محمد سمیع نامی اور ایک منشی مسمی لالہ بھگونت رائے اور ایک متصدی توشکخانہ سیرباجی پنڈت کو اپنے ہمراہ رکھا۔ مرزا ابراہیم بیگخان نے خانمذکور کو بعد عہد و پیمان محکم اور اقرارات واثق کی بنا بر اجرائی امورات نیابت اپنے بہت ہی شان شوکت اور تجمل و زینت امیرانہ سے فیل سواری کیتنا گھوڑے اور اونٹ باربرداری کے ہمراہ دیکر خلعت ہای فاخرہ اور جواہرات باہرہ سے مفتخر اور خواہ مخواہ مکرم کر کے عرایض سفارشی کیساتھ روانہ حضور جانب بلدہ حیدرآباد کیا۔ سفارش مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا ذکر عروج طالع ابراہیم بیگخان بہادر مبارز الملک اور علو ہمتی اور ذی جرأتی اور بلند حوصلگی اور بنائے ابراہیم باغ اور تیاری قلعہ جات اور حاصل کرنے لذات عیش اور فوائد راحت دنیوی اور فوت ہونا مین بہار مین۔ جسوقت کہ تعلقہ نرمل گنگاارا و سابق الذکر سے تغیر ہوکر جاگیر مصرف ذات مرزا مذکور کے لئے حضور سے سرفراز ہوا اس

روز سے روز بروز اقبال مزا ترقی پذیر ہوا۔ بدین وجہ خاص ہر ایک بنی نوع انسان انکا مرجع ٹھہرا چونکہ
مزا مذکور کی فطرتی بات بھی شان وشوکت اور بنائے عمارات رفیع اور مکانات بلند وقلعہ جات محکم
خصوص آبادی نرمل کی بہت سے زیادہ مدنظر ملحوظ خاطر مزا تھی بس نرمل مین سوائے درستی عمارات قدیم
کے بالا حصار اور قلعہ مبارزگڈہ اور لچھمن بتیری اور پوچیم بتیری اور ابراہیم بتیری اور ظفر بتیری بتیس گڈھ وغیرہ
قلعہ جھٹیال ورسبت سے خنادق اور بروج اور دیوار حصار ہر ایک مقام نرمل اور ہر ایک ٹیلہ وٹیک پر
نصب نیستان یعنے بانس بن اور خارستان یعنے کانٹی کا انبوہ اور درختان تاڑ کا ہجوم اور کثرت
ثمرستان یعنے ثمر مندیکے درخت اور فاضل گڈہ تیار شدہ باہتمام ناتھورام متصدی بذریعہ معماران چابکدست
وسنگتراشان خارا شکن یہ تمام سات سال کی مدت قلیل مین بہت ہی استحکام اور استواری مالا
کلام سے مکمل کرا دیا اور اسی مدت معدودہ مین ابراہیم باغ کو بھی عمارات پرتجمل سے مجلے کر دیا اور
بھی دوسرے محال ومساکن ومواطن دلکشا فرحت افزا مثل گلمدار محل اور مہتاب محل اور آئینہ محل
اور عشرت محل اور آبشار محل اور چار محل وغیرہ وسیع معہ رباطات اور حوضین ملبب آب بوضع مثمن شان
اور مربع باروشنہائے خوش قطع یہ جملہ باہتمام وانصرام میر نورالدین داروغہ اور نقش اندازی نقا
چین وکشمیر اور گلہائے رنگارنگ سے زیب وزینت دے دی اور کارخانہ توپ ریزی کا مسٹر دلفو
اور فراہم کرنا اوسکا مصالح مسٹر پینڈل اور مسٹر جیم اور ترتیب وتعلیم گولہ باری کرنا اور توپ اور
قواعد بندوق اندازی مسٹر الفینن وڈاکٹر سلیتر جو کہ اہل فرانیس سے تھے اور ہر ایک افسر عمدہ
قابل اور جوہر شناس ماہوار پاب لایق وبیش قرار پالکی نشین معززین با اعتبار تھے سپرد وتفویض
کیا۔ توپین تخمیناً سات سو خرد وکلان جنبن یکجرس اور بشدہعات تیار اور موجود جا بجا دیوارات فصیل
اور بتیریون پر قلعہ جات کے رکہے ہوے سازوسامان حرب ضرب کے تھے۔ اسکے علاوہ جگتیال کا
قلعہ بھی جو کہ مواضعات پرگنہ دی گنڈہ اور پولاس مضافات سے سرکار ایلگندل کے کہ نرمل سے

جانب مشرق تیس (۳۰) کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اسی مرزا کا بنا کیا ہوا ہے یہ تمام عمارات پختہ سنگ بستہ منظور نظر ناظرین اور مقبول چشم تماشا بین ہوئی ہین لہذا اکثر لوگ ساکنین نواح دریائے شور استحکام اور استواری اس قلعہ کو نئے طرز کی دیکھکر اس قلعہ کا نام جگتیال مندر رکھتے اور اس قلعہ مین بھی تیاری بنادیق چقماقی اور اسباب توپ ریزی آہنی کے اہتمام سے محمد قاسم کوکنی کے جاری تھی۔ محمد قاسم مذکور بعد تیار ہو جانے توپون وغیرہ کے جو زاید نظر آتے نزل کو روانہ کرتا۔ نزل مین ہر ایک مقام جنگی پر توپین نصب ہو گئے اونکی تعداد سوا سو (۱۲۵) چھوٹے بڑے تھے۔ سرکاری توپخانہ اسکے سوا تھا یہ سب کچھ سفر مین ہمراہ رکھتا تھا۔ اور ہر ایک اقلیم و دیار کے اخبار کیلئے گھوڑونکا اور قاصدونکا ٹپہ بٹھا رکھا تھا۔ اور طریق ترسیل رسل رسایل و ارسال تحف و ہدایا کا معتبر رئیسوں سے مثل لاہور اور دہلی اور چھوتانہ اور لکھنو اور گجرات اور سورت و بنگالہ اور بنارس اور ارکاٹ اور سیکاکول اور مچھلی بندر وغیرہ مرزا سے جاری تھا اور معاملہ پونہ والونکا بار بھائی اور ناگپور تک بغیر صلاح اور مشورہ مرزا بہادر کے انجام نہین پاتا تھا چنانچہ وکیل پونہ کا راوجی پنڈت اور ناگپور والے کیجانب سے گوپی ناتھ پنڈت اسکے سوائے دوسرے وکلا ہر ایک دیار کے نزل مین حاضر رہتے تھے۔ مرزا بہادر روزانہ معمول رکھتا تھا کہ سہ پہر دن کے بعد بنا بر ملاحظہ جملہ کارخانجات وغیرہ کی گشت لگاتا تھا دو ساعت شب گذرے بعد ابراہیم باغ مین داخل ہو کر ہر ایک سمت اور ہر ایک جہت کی اخبار نیک و بد کو بخوض دریافت کرتا اور اسی عرصہ مین معاملاتی سوال و جواب مین بھی متوجہ ہوتا پھر اسی جلسہ واحد مین دفع اشتہائے بالفعلیہ کے لئے ثمرات مفرحات کو نوش کرتا پھر دربار کا حکم دیتا جب نصف شب گذر جاتی طعام مرغوب خورش مطلوب کا قصد کرتا اس سے فراغت پاکر استماع سماع خوش آواز کی مجلس کو آراستہ کرتا اس محفل مین خاص خاص لوگ حاضر رہتے تھے یہ تمام مرزا کے عادات و معاملات سے تھے۔ اور نزل مین فوج اور لشکر اس حساب سے تھا کہ دس ہزار سوا ....

ایک لاکہ اٹہارہ ہزار پلٹن اور دس ہزار عرب اور حبشی اور سندہی اور روہیل ولایتی حاضر رکاب مرزا کے رہتے تہے
مترجم فارسی تذکرہ مین دس ہزار سوار کے بعد چہاردہ پٹالم بار لکہا ہے مین اپنی تحقیقات سے کہتا ہون کہ ہر ایک
پٹالم بار مرزا کی ہوتی ہے اور جوانان بارلین کے جوانونکو کہتے ہین۔ یہ جملہ جمعیت مذکورہ ایک لاکہ اٹہسی ہزار
ہر ایک قلعہ اور شہر کے نیچے ہر طرف مین نزل کے بیرون گروہ گروہ جماعت جماعت فروکش رہکر انتظار
حکم مین آمادہ اور مستعد رہتے تہے۔ اگر کبہی اتفاقاً سفر دور دراز کا پیش ہوتا علاوہ افواج مذکورہ بندگانحضور
سے امدادی فوج متعین ہوتی تہی۔ اور اسکے سوائے جمعیت قلعہ داری کی اور پیادہ سہ بندی اور نذکوری
وغیرہ احتشام ہر ایک تہانہ قلعہ جات ورہات تعلقات وغیرہ کے متعینہ کارخانہ جات عمارت کے
سمجہنا چاہئے چالیس ہزار کی تہی اور سوائے قلعہ جات نزل کے تیاری قلعہ ایدلاآباد کی اور قلعہ آہیر اور بعضے گڑہیون
اور مرمت تالابکے ضروریات کارکنان متعینہ لکہکر عرض کرتے رہتے تہے تقرر جدید اشخاص تعینات رہتے تہے
مرمت اور تیاری تالاب اور نہرونکی ہمیشہ مدنظر رکہا تہا ہر وقت اخبار سے ہر ایک تالاب نہر وغیرہ کا حال
دریافت کرکے اوسکا انتظام فوری کرتا علیٰ ہذا القیاس برج اور بتیری اور دیوار اور حصار وغیرہ کی بہی
درستی کرتا تہا اور پرانے پرانے عمارات کو ترمیم و تعمیر سے نئے کرتا تا یہ تمام باتین اوسکی فطرت اور پیدائش
مین مشیت ایزدی سے رکہی گئین تہین۔ یادگار روزگار کا بہی مرزا مذکور کو بہت شوق تہا۔ اوسکی فوجکے
افسر اور سپہ سالارونکے نام یہ ہین جوکہ مشہور ہین۔ بہکو مرزا ہمشیرہ زادہ فرید مرزا اور برادرزادہ شاہ مرزا
ابن ثابت جنگ بہادر اسکو مرزا نے بطور اپنے فرزند و بچے پرورش کرکے تربیت کیا۔ اسنے ہر ایک پٹالم
جوانان بار کا افسر تہا اور دولت رائے نامی زناردار بخشی تمام رسالہ جات بار کا اور منشی محرم راز اور
رفیق جان نثار تہا حکم انہین مختار کاروبار کا تہا اور سیدی فرہاد خان رسالہ دار بار اور دلاور جنگ
فرنگی ال فرانسیس سے ساتہ پٹالم جوانان بار کے اور شاہ صاحب کمندان اور بہیم ناٹک کمندان اور
غلام حیدر کمندان اور میر نواب اور محمد معظم اور رام سنگہ اور لچہمن سنگہ یہ لوگ ہر ایک عہدہ سرداری

رکھتے تھے انکے سوائے کمندان اور صوبہ دار نامی اور کار آزمودہ بہت لوگ تھے اور ہر ایک مرد الکا
دم بھرتا تھا اور جگناتھ پنڈت نائب بخشی گری لین کا اور اوسکا بھائی منی راؤ سررشتہ دار لین کا اور
ایشونت راؤ پیشکار تھا غرضکہ یہ تمام سردار اور کارپرداز فوق الذکر مختار اور سرکردہ چودہ پلٹن کے تھے
اور سید ولی محمد بخشی سوار و نکا اور لالہ بلاقی داس اور بلونت رائے راؤ پیشکار اور مددگار اور محرر متعدد
سررشتہ سوار و نمین تھے اور لالہ مرزا اور ابو میان مہدوی اور مرزا اسد اللہ بیگ اور ہدایت اللہ بیگ
اور مرزا مغل اور مرزا عاشور بیگ وغیرہ بڑے مرتبہ کے ہر ایک شان امیر کیے ساتھ زندگی بسر کرتے
تھے اور مرزا رحیم قلی بیگ عرف مغل صاحب جسکو ہمشیرہ حقیقی بھکو مرزا اور حاجی مرزا خان بہادر مبارز جنگ
کیساتھ اوسکے منسوب تھی اور منصبدار زادو لنسے قلعہ گولکنڈہ کے تھے پیشکاری پر لالہ دیوان سنگہ کے
ساتھ بخشی گری کے چالیس ہزار حشام قلعہ جات وغیرہ کا مختار تھا اور خواجہ مہدی اور میر عباس علی
اور عبد الرحیم خان روہیلہ اور فیض اللہ خان روہیلہ اور میر حیدر علی اور میر فتح علی اور محمد نقی اور
سید جعفر ملازمین سے اور غلامان حبشی سے ظفر لال اور ظفر یاقوت اور سیدی ریحان اور ظفر سعد
اور ظفر سرور اس قسم کی فوج پیادہ عرب اور حبشیونسے اور روہیلہ اور پنجابسے بے حساب کوئی بخدمت
سرداری ہر ایک جوق اور رسالہ کے مامور تھے ظفر عنبر قلعہ دار نرمل کنڈہ اور ظفر گڈہ کا اور ظفر الماس
قلعہ دار قلعہ جگتیال کا باوجود قلعہ داری کے صاحب رسالہ بھی تھے ۔ اور نایبین اراکین اور تعلقداران
عمدہ کے یہ ہین شیخ فیض اللہ اور خواجہ میر کمنہ اور میر داؤد علی اور غلام رضا بیگ اور ذوالفقار
بیگ اور محمد انوار اللہ اور شیخ حسام الدین اور مرزا حسینی بیگ اور کوناجی پنڈت نائب پرگنہ مونگی پیٹن
اور جالنہ پور وغیرہ کے امین خبردار اور نظر باز علحدہ اور اوکا ملی پنڈت واسطے دریافت معاملہ عمالان
کے کہ ہر ایک تعلقہ اور وہانکے رعایا پر کوئی ایذا وغیرہ نہین پہونچانے اور خورد و برد مال وغیرہ کو
دریافت کرے اور راجہ رام پنڈت پیشکار مالی دفاتر و اصلاحات ملکی کو ہمراہ لیکر اور مددگاران

اور متصدیان کچہری عام و دیوانخانہ ابراہیم باغ مین مامور اور سرگرم تحقیقات معاملات پر اور مرزا جان خانسامان پیشکاری لالہ لیکھراج وغیرہ متصدیان سر رشتہ خانسامانی اور خزانہ ہر ایک کچہری اور دیوانخانہ علحدہ مین سر انجام دیتے تھے اور دار الانشائی منشیان بلاغت نشانکی سب سے عزت دار لالہ خوشحال چند اور لالہ راجروپ اور غلام نبی اور غلام احمد اور عجب سنگھ وغیرہ مین شخص دوسرے خاص انشا پردازی اور مضمون طرازی کیواسطے مامور تھے منجملہ اونکے تین شخص منشیونسی پالکی نشین تھے اور میر نثار علیخان اور میر نیاز علیخان لتبتی برادر مرزا ابراہیم بیگخان بہادر کے اور فرزندان سید عزت خان کے ہین اور سید رضا علیخان ہم زلف بہادر مذکور کا جو نسبت خویشی خانہ مذکور سے رکھتا تھا اور نواب ابو الاکبر کاتبخان قرابتداران نواب ولاجاہ سے اور حفظ اللہ خان اور خانم زا خان اور سید لاور خان ساکن برہانپور اور میر حفیظ اللہ خلف میر امان اللہ جمعدار نامی اور صاحب فیل ساکن سیکاکول اور بعضی منصبداران متعینہ حضور کے جنسے بہادر مذکور ساتھ سلوک اور مدارا کے رہتا تھا رفاقت مین رکھتا تھا اور آقا صاحب داروغہ محلات او جمعیت عرب اور حبشی وغیرہ کی نجیب اور شریف دیانت جو کہ تھے بروز سہ شنبہ ہر ہفتہ مین داخلہ دیکھتا تھا اسم نویسی کے بموجب ہر ایک نظر سے مرزا کے گذرتا تھا اگر اونکی تفصیل لکھی جاوے تو ہر ایک کو طومار عظیم چاہیے لہذا اسیقدر پر اکتفا کیا گیا۔ اور سیوا نوکران اور ملازمان اعلی اور ادنے اور وکلا اور سپاہ دور دور اور تعلقداران اور زمینداران اور عمال ہر ایک علاقہ کے جداگانہ روشناس اور اپنی اپنی کار مفوضہ و مرجوعہ مامور منصوب تھے۔ حاصل کلام بہادر مذکور ساڑہی گیارہ سال آبادی ملک اور پرورش سپاہ اور رفع فساد زمینداران اور السداد خوف ہراس قطاع الطریق بلکہ شر وغیرہ درندگان صحرا سے مسافران دور و نزدیک کو امن و ملک اطمینان بکمال خوبی رونق دی اور انواع پرورش مرزا بہادر کی سنکر دور دور کے لوگ فائز مل ہوتے تھے ورتبرا اپنی رزق مقسوم سے کامیاب ہوکر چلا جاتا تھا اور جو کہ صاحب لیاقت و ذی شعور اور جوہر دار آدمی ہوتا عمدہ خدمت پر اوسکو مامور کرتا منزل اوسوقت ہر ایک جنس اور ہر ایک تجارت پیشہ ہند و دکن اور اہل حرفات اقسام سے

آما تھا اور مرزا بہادر کا طالع عروج پر تھا اور تمامی کاروبار مرزا روزانہ ترقی پر تھے مرزا ایک مرد ملازم
مشیر کار دکن کیطرف سے منتظم تھا مگر سوتل درطریقہ شاہانہ اور شان شوکت خسروانہ رکہتا تھا۔ الغرض اس گیارہ
سال چھ ماہ کی عرصہ قلیلہ مین بحکم الموت یاتی بغتۃ عین بہار اقبال اور ثروت حشمت و جلال مین پشت پر
مرزا کو ایک سرخی اور ایک شکل منجمد نمایان ہوئی گویا ابدال اقبال بہ ادبار مرزا واضح ہوا۔ وہ سرخی جب حد سے
زیادہ ہوئی ایک جراحت سخت کی صورت پیدا ہو کر مرزا کو فریش کر دی نقل و حرکت سے بند کر دیا جملہ اطبا حاذق نے
اپنے اپنے تشخیصات تجویز الستی اس قرح و جرح کا نام سرطان لکھا ہر چند معالجات مختلف و تداوی بیشمار
عمل مین لائے اور خون فاسد تصور کر کے نشتر سے اخراج مادہ فاسدہ کیا مگر بکلم (قضاے نبشتہ نشاید ستردن)
کوئی علاج کارگر اور کوئی دوا مفید نہ پڑی روزانہ شدت مرض سے پانچوین تاریخ ربیع الثانی ۱۱۹۵ھ کو انتقال
ہو گیا (سب ٹھاٹ پڑا رہجائیگا جب لاد چلیگا بنجارہ) چونکہ مرزا ابراہیم بیگ خان مرحوم مرد جسیم اور لحیم شحیم تھا
بوقت غسل میت غسالون نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شدت مرض سے جسم اگرچہ بظاہر پوست و استخوان
رہگیا تھا مگر گردن سے کمر تک اور ہاتھ کہنیون تک کا گوشت گل گیا تھا۔ الغرض بعد غسل میت حسب رائے اہلکاران
کے اوسی ابراہیم باغ مین دفن کیا گیا۔ ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود ذکر حکومت فرخ مرزا افغان
بہادر احتشام جنگ بہ جانشینی پدر واضح شائقین ہو کہ ابراہیم بیگ خان مرحوم کو اولاد نرینہ سے
چار فرزند تھے فرزند اکبر فرخ مرزا یہ سید غیرت خان کی دختر کے بطن سے دوسرے یعقوب مرزا تیسرے ابوتراب
مرزا چوتھے نور الدین علی مرزا عرف شہریار مرزا ان چارون کی والدہ علیحدہ علیحدہ تھین چونکہ فرخ مرزا
فرزند کلان تھا الغرض تربیت اور معلوم کرنے قواعد و ضوابط سرکاری کے دربار حیدرآباد مین چھوڑا
تھا جبکہ عمر اوسکی سولہ سال کی ہو چکی بتقریب تسمیہ خوانی ابوتراب ز لہ بہ عرضداشت حضور فرخ مرزا کو
طلب کر لیا بجائے اوسکی یعقوب مرزا کو حاضر باشی حضور کیلئے روانہ کیا تھا۔ فرخ مرزا جب حسب الطلب بدر
منزل پہونچا یہین ظل عاطفت والدین مین رہکر معاملات مالی و ملکی اور فنون برتری سرداری کے خوب

ترتیب دیا۔ ابراہیم بیگخان ہونے کو جب مرض موت لاحق ہوا یا دانایان ہمراہی رفقائے امور شاہی واہی تو انکو مرزا ابراہیم بیگخان
کے تعین سے سمجھکر آثار سعادت بخش غیر قادر داد خان منجم و مہندسین کے زائچہ کشی فرخ مرزا کو بعہد مستقل مرزا ابراہیم بیگخان
کا قرار دیکر قائمقام بپا کر دیا اور نذرین دلا دین۔ بعد انتقال ابراہیم بیگخان کی علی الاعلان سیار خاص عام
دیوانخانہ مین جلوس کر کے ہر ایک ملازم سے علے الترتیب حسب خواہان نذر ہوا پس ہر چہار طرف صدائے سرور ہندائے
غرور بلندی نذرین گذرتے تھے مگر بھکو مرزا اور فرید مرزا اور رحیم قلی بیگ بتصور قرابت قریبہ رعونت عجیبہ فرخ مرزا
کی اطاعت کو قبول نکر کے علیحدہ ہو بیٹھے بلکہ جلوس کو اور نذرونکے گذرنیکو اور کثرت آمد و رفت ملازمین کے دیکھکر
بھکو مرزا وغیرہ سہ برادر قریب مذکور صحن خانہ مین مقابل دیوانخانہ کے حاضر ہو کر ازراہ کنایہ و اشارہ با آواز بلند اس شعر کو
پڑہتے تھے۔ کلاہ خسروی و تاج شاہی ۔ بہر کل کے رسد حاشا و کلا۔ غل حب ابو تراب مرزا کو جو طفل صغیر تھا
اپنی گود مین لیکر ٹہلتا تھا اور تینوں اشخاص ان کو اپنی چند ہمراہیونکے ساتھ از دہان خاص عام سے سنتے تھی۔ اتفاقا
ساتوین روز انتقال ابراہیم بیگخان کے اسی ابراہیم باغ مین با قرابت مقربان خانہ برانداز تقسیم ملک و مال کی بطور خود ہو گئی
اور تدبیر مفسدین کی اسباب کی متمکن ہوی کہ ولی عہد اور اوسکی خیر خواہونکو قابو جو نپیسے مقید کرنی منظور تھی۔ جبکہ تمام
اعیان دولت ارکان مملکت اور دوسرے ملازمین بعد ادا کرنے نذرونکے اپنے کاروبار مرجوعہ خدمات مفوضہ پر چلی گئی
وہ مین شخص تربیت قریب جنکی تا نمین یہ مصرع صادق اور موزون ہے۔ الا ان الاقارب کالعقارب
ازراہ غرور اور خود پسندی بطرف اطاعت فرخ مرزا رجوع ہوکر کلمات مضحکہ اور ٹھٹھے کے کرتے تھے کہ بایمائے رئیس وقت
سید ولی محمد بخشی اور دوسرے ایک جماعت غلامان حبشی کی آپسمین متفق ہوکر سہ اشخاص نکبت زدہ کو آئینہ محل میں جو
کہ بہت ہی تکلف اور صفائی کے ساتھ بنا ہوا تھا تدبیر پسندیدہ اور حکمت عمدہ گیستا گرفتار کر کے تہ خانہ مین گلزار
محل کے نہایت ذلت و خواری سے مقید کر رکھے۔ پھر دس روز کی تہمین بعد گزرنے نصف شب کے اون سہ گرفتاران
نتیجہ تقدیر کو پھانسی سے مار ڈالا کہ جہپال کی ندی ناگ مین ڈبو کر گنج باد ہی بعض رفقا اور متوسلین سے انکی شریک
تدبیر و صلاح باسازہ غیر فلاح اونکی تھی وہ قریب چالیس آدمی کے اقربا اور رفقا اور شاگرد پیشہ وغیرہ تھے اور وہ

اور وہ اشخاص بہادر مذکور معہ اسباب حسب اوس جان ریاست سے تلاش و تفحص کر کے بعد مدت اور قبضہ کے جابجا
اون تماموں کو معلوم کر دیا تب ہمین شخص عدیم کار و بار حکومت کا قرار پایا اوس روز سے اعتبار اور اقتدار
ولی محمد بخشی کا فرخ مرزا کے پاس اور تمام اہل ریاست کے پاس روز افزون ہوا اور جمعیت ہمراہی اون محبوسان
معدوم کی پانچ چھ ہزار جوانان لین کے اور تین ہزار پیادہ احشام کے بے سردار کے ہو گئے تھے اون سبکو
تسلی و دلاسا دیکر اور ہر ایک سے اقرار وثیق لیکر سید مرتضیٰ اور سید و میاں نامی کو جو وہ دونون ہمشیرزادہ
بخشی مذکور کے تھے اس جمعیت مذکور الصدر کے سرکردہ اور افسر بنا کر خوش کیا اور باقی کارخانے بھی اون
معدوموں کے اپنے قبضہ قدرت مین لا کر لطور اور کارخانون پر امین اور کارپرداز مقرر کر کے انتظام کاروبار مالی
اور ملکی کا اپنی اختیار مین لے لیا بعد نظم و نسق معاملہ و رفع فساد خانگی کے اپنے خاص خیر خواہوں کے استصواب سے
بقبول قلب بخشی مذکور کو معہ مبلغ سات لاکھ کے باسند ہائے خلعت تعزیت سند بحالی اور سرفرازی تعلقات
کے میراث پدر کے بضمانت لچھمن پنڈت وکیل والا و میر جمال الدین حسین خان خانسامان کے ارسال حضور کیا
سرکار کا حضور نظر پر فدویت و جانفشانی مرزا ابراہیم بیگ خان کے فرما کر حسب العرض نامبردہ سند بحالی جاگیر
وغیرہ تعلقات کی بارشاد بحالی بدستور سابق اور اضافہ منصب پنجہزاری ذات اور پانچہزار سوار اور خطاب فرخ مرزا خان
بہادر احتشام جنگ کے اور عنایات خلعت تعزیت سے سرفراز فرما کر پنڈت مذکور کو تشریف رخصت سے عزت بخشی
جبکہ پنڈت مذکور ساتھ خلعت اور اسناد شاہی کے روانہ منزل ہوا فرخ مرزا کو خبر معلوم ہوئی فرخ مرزا یہ خبر
تہنیت اثر کے سنتے ہی احتشام کے گدہ سے دو ایک خیمہ بڑے بزرگ بان بارگاہ کے نام کے استادہ کر واکے ساتھ
لشکر اور حشم اور جمیع ارکان دولت کے سرکو قدم بنا کے استقبال عنایات اور تفضلات خداوندیہ مین دوڑ کر عنایات
نامجات شاہی کو بہت ہی زیبائش و آرائش کیساتھ تہنیت اور مبارکباد دیکے آوازونکو سنتا ہوا داخل منزل
ہوکر تمام ملازمین اور عامہ خلائق اور مساکین کو انعامات فائقہ اور خیرات لائقہ سے مسرور اور محظوظ کیا ذکر
مختاریت سید ولی محمد بخشی صداقت آہنگ کا اور مارا جانا اوسکا ہاتھ سے نواب

احتشام جنگ کے بعد مارے جانے جمیع اقربا اور رفقاے مبارز الملک مولنسہ کے قرعہ حکومت کا
بنام فرخ مرزا بہادر احتشام جنگ کے اور مختاریت سید ولی محمد بخشی کی مکمل ہوگئی تمامی لوگ فوج و سپاہ کے
اور متعلقان ان کا رخانجات کے انقیاد اور اطاعت مین اوسکے آگئے۔ اگر اتفاقاً کوئی خلاف طبیعت اوسکے
چلتا اوسکو بالکل نیست نابود کر ڈالتا مین بعد تین مہینے کے عرصہ مین ولی محمد بخشی استقدر زور پکڑا کہ بغیر
اطلاع بخشی کے ایک گماشتہ کی بھی حرکت نہین کرتی تھی جملہ سر کردہ ہاے فوج اور غیرہ دولت کے جو کہ مولنسہ نے
مبلغ لکھو کھا روپیہ صرف کرکے بغرض وقت ہوقت کام آنیکے فراہم کیا تھا اون تمام کو یک لخت معدوم کر ڈالا
غرور اور نخوت کی راہ اولی کارخانجات ریاست مولنسہ کو پراگندہ اور منتشر کر دیا احتشام جنگ تو اوسوقت اوٹھا
ساں کا تھا باقتضاے سن ناتجربہ کاری مولنست نسوان اور مجالست عاقبت اندیشان اور مخالطت
عیاشان مین مشغول ہوکر سر رشتہ کار کو بخشی بدخواہ کے حوالہ کر دیا اور آپ خواب غفلت مین رہ گیا جبکہ دربار مین آتا تھا
نشہ شراب زمانہ سے بے پروا دستی اور خرابیے کاروبار ذاتی اور صفاتی کے لاؤبالی ہو کہ آغاز شباب تھا مثل گرسنہ
خوان نعما کا حال رکھتا تھا بدین وجوہ نشست دربار یکساعت نجومی سے زیادہ رکھتا نہین تھا اوسی ساعت نجومی
مین جمیع حاضرین پر اپنے ملک نظر افروزی فرماکر سبکا سلام و مجرا لیکر فی الفور پھر داخل حرم النسوان ہو جاتا تھا بخشی
مذکور مرد گرگ کہن تھا روباہ بازیکی فکر مین رہتا تھا غفلت فرخ مرزا کی باعث فرصت موجب غنیمت خواہ کا
ہوگیا تمام انتظام تو اوسی بخشی کے ہاتھ مین تھا خیال باطل گمان عاطل گمراہی کا پیدا کرکے بندگان حضور کی
خدمت مین عرضداشت ارسال کیا کہ فرخ مرزا صرف طفل ناتجربہ کار ہے اپنے امورات مالی و ملکی سے کچھ خبر نہین رکھتا
ہے نا لائق دن و رات تمام مین شرب و در محو رہتا ہے۔ اور یہان تمام نرل بہت سے خزائن اور بیشمار جواہر اور اثاثہ
منکا شتر اور فیلان اور شتران و اسپان غیرہ ہزار ہا کارخانجات لکھوکھا مبلغ کی مالیت کے مہیا اور موجود ہین شخص قابل
کی بے اعتنائی سے تلف ہو جانیکا اندیشہ ہے نہ مالک کو اس سے کچھ حاصل ہوگا نہ حضور مین داخل ہونیکی امید ہے بدین مصلحت
اگر پیشگاہ حضور سے سند سرفرازی نرل غیرہ تعلقات متعلقہ مولنسہ کی بنام کمترین غلام غلامان شرف صدور

پاشے تو اس طفل نادان بے خرد جاہل بخت کو مقید کرکے روانہ حضور کردیتا ہون اور تعلقات متعلقہ کا انتظام پا مین
بہین کرتا ہون اس سے پہلے واقعات خونریزی اور ابتری کاروبار عملہ سرکل قایع نگارونکی عرضداشت سے بندگان
حضور کو اطلاع ہوتی تھی لاکن بخشی نمکحرام کی عرضداشت سے نقرہ مشار ہوگیا پس مزاج بندگانحضور کا مضامین
خباثت آئین اور شیوہ نمکحرامی اس نابکار پر دوراندیشی کے شار رسا ہوکر بجنس عرضی بخشی کو عنایت نامہ کے ہمراہ
ملفوف فرماکر احتشام جنگ کے پاس بذریعہ اشتفاق خسروانہ سے ارسال فرمایا - وہ نامہ حضور تیرہ ۱۳ تاریخ شعبان
سنہ ۱۱۹۵ ہجری ایک ہزار ایک سو پچانوے ہجری کو دوپہر کے وقت ورود فرمایا مضمون عنایت نامہ کا یہ تھا کہ واللہ فدوی دیرینہ دولت
پیشگاہ حضور ابد دولت و اقبال مین مدتہا بامیری و کاردانی اور تمردات جانفشانی بتلا کر اپنی عزت کو اس رتبہ پر
پہونچائے تھے کہ اسی لحاظ سے لیکن خانہ زاد کو بدستور سابق میرشاہی پر بحال و مامور فرمایا ہم اس حضور
ہم فدوی خانہ زاد کو جو کہ خلاف مراسم اطاعت گزاری کار کرکے ہوا اور ہمیشہ سایہ عنایت مین بدولت کے پرورش
اور تربیت پایا ہوا ہے بکو لازم اور ضرور تر ہے کہ نوکر کو اسکے حدود ادب رکھکے اپنے کاروبار کے انتظام کو اپنی ذات سے
متعلق رکھے اور کوئی دقیقہ حزم وہوشیاری کا فروگذاشت نکرے ورنہ لا قطعہ عرضی اس خانہ زاد کی نوکری کا بد دولت
لیکر متمین جو کچھ تجھ بجنس ارسال ہے اسکے مضمون سے مطلع ہوکر نوکر نمکحرام کو سزا معقول پہونچا وے تا دوسرے نمکحرام
نوکرونکو عبرت اور موجب غیرت ہو اور عنایات وپرورشات بندگانحضور کو ہمیشہ اپنے اوپر مبذول جانین

اثر ورود عنایتنامہ شاہ دکن جسوقت کہ عنایتنامہ شاہ دکن فرخ مرزا کو وصول ہوا اور
اسکے مضمون سے مطلع ہوا مانند ماہی بے آب کے بیقرار اور اپنی نادانی اور غفلت سے بہت نادم اور سراسیمہ ہوکر ہر آن
وہر زمان پیچ وتاب مین بیتاب ہوتا تھا دوپہر رات سے صبح تک بہ سیدم بیقراری مین گذرا جب صبح ہوچکی
جا بجا حکم فراہمی فوج کا نافذ فرمایا اسیوقت جمعیت حاضرہ سے قریب پانسو سوار وپیادہ اور حضوری اور
شاگرد پیشہ سے موجود جو وہ ماہند گورکو سمجھے پھر ان چربنا پر تنبیہ بخشی نا عاقبت اندیش سکے مامور کردیا بخشی
نابکار کے ہوا خواہونکو بھی کچھ بخشی کے دیوانخانہ مین تین ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت مع جمعداران و

١١٢٩٦١

و منصبداران وغیرہ بھی حاضر ہوکر فرخ مرزا کی جرات اور عالی ہمتی کو دیکھکر خندہ زن ہوکر وقت کے منتظر تھے کہ ناگہان جمعیت رئیس نرل کی بہ ہیئت قلیلہ معہ یکضرب توپ چلو یکے حسین بخش گولیکے خریطہ مار دیکا پیر گریستہ از ہیم باعث بخشی کی حویلی کیجانب روانہ ہوکر متصل ہوگئی بخشی ولی محمد بھی اٹھ بیٹھا اور مستعدی کیساتھ بارہ تفنگچیکو جمعدار معتبرین نامی مثل حسین بدن و رسول بدن و میر سید تقضے اور سید و میان اور رن خان اور چتوار خان اور امیر سنگھ اور لچمن سنگھ رو وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر دریچہ سے جو کہ حویلی کے عقب مین تھا نکلکر جماعت سلہ رئیس نرل پر حملہ کیا اور جماعہ رئیس نرل نے بخشی کے نکلنے کیساتھہی تو بندوقین دے مارے تو بخشی چلتے ہی بخشی نابکار کو دو زخم بندوق پہونچے پھر چھ زخم کھاکر بھی سبقت کیا اوسیوقت بعضے جمعداران سلہ رئیس نرل مثل رحیم داد خان خانہ روشانی ساکن نانڈہ مع برادران خود اور حیات جمعدار اور شاہ عطا کمیدان وغیرہ مقابلہ کرکے تلوار سے اوس بدسرانجام کا کام تمام کرکے سر وسکا رئیس نرل فرخ مرزا بہادر کی پیشی مین بھیجدیا بعد ازان وہ لشکر ایکے تنبیہ کیطرف متوجہ ہوے بعد مارے جانے بخشی کے اوسکی جمعیت مین پراگندگی آگئی ہر ایکنے راہ گریز لی رئیس نرل کے لوگ ہزیمت کھاے ہوونکو ہر ایک گلی کوچہ مین جہان پایا قتل کرڈالے بھیڑ بکریونکے ذبح کرڈالے یہ ہنگامہ غارت و قتل و نہب کا تین روز تک برابر مسلسل رہا اس خانہ جنگی مین سوار و پیادہ قریب تین سو معتبرین فوج بخشی سے مارے گئے اور رئیس نرل کے رفیق خاص سے رحیم داد خان جمعدار اور دو چار آدمی کام مین آئے جبکہ بندوبست قرار واقعی اور انتظام خاطر خواہ ہوچکا بندگان حضور سے عنایت نامجات استقلال کے بمضمون تحسین و آفرین معہ خلعت جواہر و سرپیچ مرصع اور چہار ہزار ریال سرفراز ہوے و انتظام ریاست کیلئے بلا لحاظ مانع و مزاحم غیر کے اختیار و اقتدار کلی دیا گیا

ذکر تیاری قلعہ احتشام گڈھ و سون گڈھ و بنگلہ جہان نما و فتح گڈھ عرف چٹیال و مسجد جامع نرل و مسجد موضع بنگوا بیٹھ

بنیاد اس قطعات تاریخی کیفیت اسطرح پر ہے کہ نواب مبارز الملک بہادر رہوسنے جب تیاری قلعہ جات سے فارغ ہوا قلعہ فتح گڈھ کی تیاری کا ارادہ کیا اس قلعہ کی بنا و اسجگہ تجویز کی کہ ایک پہاڑ نرل سے جانب شرق بنگات الا کے قریب مین واقع ہے اسی پہاڑ

تعمیر قلعہ کا نقشہ بنایا تھا بلکہ پایہ عمارت بلدیمین قد آدم برابر ہو چکا تھا اور بعض جا اس سے زیادہ تیار ہوا تھا کہ دفعتاً در سنہ ... بقضائے الٰہی فوت ہو گیا۔ کار پردازان عمارت نے بباعث غم و الم بے شمار بسبب فوت جہان پناہ کی تعمیر فاضل گڈھ کو نامیمون اور ناموزون تصور کر کے اسکی تیاری کو موقوف کر دیے چنانچہ اب تک نشان اوس بنیاد کا باقی ہے۔ بعد انتقال [illegible] فرزند اکبر فرخ مرزا احتشام جنگ اپنے باپ کا قایم مقام ہوا۔ اہل کاران عمارت نے عرض کیے کہ نواب ابراہیم بیگ خان بہادر اپنی زندگی مین اکثر کہتے تھے کہ بعد تکمیل تعمیر فاضل گڈھ ایک پشتہ کوہ باہین نزل ور موضع کیتال کے ملحق تہ دھوبی تالاب کے طرف جنوب مین واقع ہے بشرط وفائے زندگی خود انشاء اللہ تعالیٰ وہان ایک قلعہ بنایا جاوے گا۔ اب کارخانہ تیاری فاضل گڈھ کا مسدود ہے ہم کارگذارونکو کیا ارشاد ہے جیسا حکم ہوگا تعمیل کیجائیگی احتشام جنگ بہادر نے استدعائے اہلکاران عمارت کو قبول کر کے ایکروز اوس پشتہ کو بچشم خود ہر جانب بغور معاینہ کر کے تیاری قلعہ کا حکم دیا پس بفور حکم واجب الاذعان کاریگران عمارت نے جو پتھر اور اینٹ واسطے تیاری فاضل گڈھ کے جمع کیے تھے منتقل المقام کر کے بہت جستی و چالاکی سے نو مہینے کے عرصہ مین عمارت قلعہ کی ختم ہو گئی اس قلعہ جدیدہ کا نام احتشام گڈھ رکھا گیا

ذکر تیاری قلعہ سون گڈھ

بعد تیاری احتشام گڈھ کے ایکروز نواب صاحب سوار ہو کر واسطے سیر ظفر باغ کے جو کہ متصل موضع سون دریائے گنگ کے کنارے پر واقع تھا اور اس باغ مین درختان میوہ جات اور عمدہ عمدہ فواکہ کے مثل انجیر اور انار اور امرود اور فالسہ اور آم شیرین قابل تحسین ترتیب روش اور خیابان یعنے کیاریان عجیب کے موجود تھے اور اقسام کے میوہ جات اس باغ سے حاصل ہوتے تھے وہ باغ بھی لایق دید تھا اور داروغگی اس باغ کی شیخ محمد علی نامی کے نام سے نامزد تھی اکثر خاطر خواہ سیر اور تماشا کرتے تھے کہ اس اثنا مین نظر نواب فرخ مرزا احتشام جنگ کی اس پشتہ کوہ پر جا پڑی اس پہاڑ پر کوئی عمارت مثل قلعہ وغیرہ کے باندھنے کا خیال دل مین نواب کے بندھا رہا چند روز کے بعد بارادہ محکم حکم دیا کہ اس پہاڑ پر قلعہ مستحکم بنایا جاوے۔ بموجب ارشاد نواب ممدوح کے معماران چابکدست اسباب تعمیر ہر جگہ سے فراہم کر کے پانچ ماہ کی مدت مین اکثر عمارت پختہ کو مکمل کر دئے بعد تکمیل ہونے کے اس قلعہ کو سون گڈھ کے نام سے موسوم کیے۔ ذکر تیاری

بنگلہ ہفت منزلہ جہان نما جبکہ سون گڈہ بنگیا بنا بنگلہ ہفت منزلہ کا شوق پیش نہاد خاطر نواب صاحب
اس عمارتکا موقع اور محل ابراہیم باغ سونچا گیا وہ بنگلہ ہفت منزلہ بعد مقابل ہفت آسمان بخیال فاسد لقصد
کر رکھا اس عمارت بلند اور بنائے رفیع سے یہ غرض تھی کہ تماشائیونکا ہجوم ہوا اور اپنی شان و شوکت کی دھوم ہو
اور دوسرے عمارات اس آبادی کے پست نظر آوین بلکہ پہاڑ بھی چھوٹے چھوٹے معلوم ہون اور اوسکی
روبرو دوسرے مقامونکا سیر پذیر ہو۔ اس بنگلہ ہفت منزلہ کے نیچے ایک حوض بہت بڑا وسیع اور کشادہ مثل
تالاب کے یہ بھی جب بارش سے پر آب ہو جاوے تو اوسکے اطراف و جوانب شیشہ آلات اور قنادیل موقع اور
محل پر منصوب ہو۔ اور اس حوض مثل تالاب مین بطور سیر گشت لگانے ایک کشتی بنائی گئی تھی اس کشتی مین پری
رویان نازنین اور نغمہ سرایان زہرہ جبین سوار ہوتین پانی پر جوش کے موج حباب کی تیاری اگر دو گھڑی تو پوری
خواری اسطرح کا لطف عیش حاصل کرتا تھا جبکہ اتساب سے فرخ مرزا احتشام جنگ کو فراغت ملی قلعہ چپیان جو
ہیں ہنیاد ہونے کے نصف تیار ہوا تھا اوسکو مکمل کر کے فرخ گڈہ کے نام سے نامزد کیا ذکر تیاری
جامع مسجد نرمل سید احمد صاحب گنج بخش شیخ المشایخ مقامی نامی جو کہ ہر کس و ناکس ادنے و اعلیٰ انکا معتقد
تھا اور ارکان دولت بھی رجوع تھے حتے کہ رئیس بھی شب و روز ملازمت ہوتا اکثر و بیشتر صاحب موصوف کچھ نہ کچھ
نوابوں کو از روے اعتقاد بخیال استفادہ حاضر ہوا تھا وہ بزرگ بہمہ مریدین وطالبین کو ارشادات مشائخانہ
سے مستفید کرتے تھے بعد انفراغ ارشاد خواہش رئیس نرمل نے عرض کیا کہ مجھکو کسی امر کا ارشاد ہو جاتا کہ
اوسکی بجا آوری مین سعادت حاصل کرون۔ ارشاد ہوا کہ جامع مسجد قدیم کہنہ اور بوسیدہ ہو گئی اور چونکہ اوسکا نا وقت
ہوگیا اگر تمہارے اعتقاد و اہتمام سے یہ جامع مسجد نرمل پختہ بنجاوے تو باعث یادگار زمانہ اور حسنات دارین کا
ہو گا پس حسب الارشاد فیض بنیاد حضرت سید صاحب کے رئیس نرمل نے حکم تیاری مسجد کا فرمایا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین
مانند خرچی دروازہ کے متصل یہ چبوترہ اور حوض مربع تیار ہو گئی پہلے مسجد جو تھی سفال پوشی سے تھی۔ اس مسجد
پختہ کی تاریخ پتھر مین کندہ ہوکر متصل ممبر کے منصوب ہے وہ یہ ہے ؎ آن فخر الاحتشام ذی جرات +

کرد کا شانۂ خدا آباد ۞ حسنات ثواب تعمیرش ۞ گفت ہاتف بشاہ فرخ باد ۞ ۱۱۹۵ **ذکر تیاری مسجد**
موضع نیلگوا پٹھ انہین ایام مین رئیس نرمل نے واسطے ملاحظہ فیلخانہ کے جو کہ موضع مذکور کے قریب ہوا
مین بہ سبب **موافق** ہونے وہانکی آب ہوا ہاتیونکو متعین کیا گیا تھا اور فی نفسہ اوس سرزمین کا دانہ چارہ ہاتیونکو
مفید تھا عزم آنے کا کیا اور تمام سازوسامانکے ساتھ فیلونکو دیکھہ لیا اس اثنا مین واحد خان نامی فیلبان نے عرض
کیا کہ اس قریب مین ایک درویش تارک الدنیا ہندوستانی تین سال سے صحرا نشین ہے اور عزلت گزین
ہمیشہ درختونکے نیچے گذارہ کرتے ہین اور کبھی کبھی کسی فیلخانہ مین آکر جہان چاہتے ہین بیٹھکر چلے جاتے ہین
اور انکا یہ حال ہے کہ اگر کوئی کچھہ تواضع کردیتا ہے تو کہا لیتے ہین ورنہ ازخود سوال نہین کرتے ہین
اسباتکے سننے سے رئیس کمال اشتیاق سے خدمتمین درویش کے دوڑ آیا اور مطابق قاعدہ معتقدین کے بہت ہی
ادب سے پیش آکر عرض کیا کہ اس بندہ کو جو کچھہ کہ ارشاد ہوگا بجا لاکر سعادت حاصل کریگا۔ درویش نے ارشاد فرمایا کہ
ایک مسجد اور ایک کنوان اللہ تعالےٰ کے نام پر تیار کردے تاکہ تجھکو دنیا اور عاقبت مین بھلا ہوگا پس اس استدعا
درویش پر نواب فرخ مرزا بہادر نے فی الفور مبلغ تین ہزار روپے نقد اپنے خزانہ خاص سے بھیجکر باہتمام
فیلبان مذکور مسجد اور کنوان تیار کرادیا چنانچہ ابتک وہ مسجد اور کنوان باقی ہے آیندہ بھی جب تک خدا
چاہیگا رہیگا۔ بعد تیاری مسجد اور چاہ کے وہ درویش چونکہ سیاح اور صحرانشین تھے معلوم نہین کہان تشریف
لے گئے واللہ اعلم بالصواب **ذکر متوجہ ہونا بندگانحضور کا سفر کولاس اور طلب کیا جانا احتشام**
واسطے ملازمت حضور کے ۱۱۹۶ یکہزار یکسو چہیانوے ہجری مین نواب میر نظام علیخان بہادر رئیس دکن والی
حیدرآباد نے قلعہ کولاس کے سفر پر توجہ فرماکر فائز ہوگئے تھے کہ چند روز مین بارش کا موسم آن پہونچا ضرورتاً
وہان حکم چھاونیکا صادر ہوا۔ اس عرصہ مین کارپردازان سرکار و اعیان دربار بندگانحضور نے حضور
رئیس نرمل فرخ مرزا کو طلب کرنیکی درخواست کی۔ فرخ مرزا احتشام جنگ مرد نوجوان ناتجربہ کار و ناعاقبت
اندیش تھا مال و سپاہ کے غرور سے اور بہکانیسے مفسدین دولت کے ملازمت حضور کو ناپسند کرکے حیلہ حوالہ

ابتداً انکار بھی نہین کیا اقبال بھی نہین اس حرکت سے احتشام جنگ کے بندگانحضور کے پاس بغاوت
ثابت ہوگئی اس باغیکے استیصال و تنبیہ کا ارادہ تھا کہ میر عبدالحی خان بہادر صمصام الملک ثانی عمدہ
ترین امرا رفیع الشان حضور سے تھے بقضائے الٰہی فوت ہوگئے - بندگانحضور اس واقعہ ناگوار سے ملول
ہوکر تنبیہ احتشام جنگ کو وقت معینہ پر موقوف رکھکے خود بدولت جانب حیدرآباد مراجعت فرمائے - بعد وفات
صمصام الملک مذکور کے انتظام کاروبار دیوانیکا مشیر الملک سپہر جنگ بطور نیابت کے تفویض پایا - اس
انتظام کے بعد موافق ضابطہ سرکار کے رقم نذرانہ کی تمام جاگیرداروں اور منصبداروں نیز قلمرو سرکار کے پیشگاہ
حضور سے مقرر ہوئی منجملہ اوسکے موافق تقسیم محروسہ سرکار کے مبلغ نو لاکھ روپیے بطرف احتشام جنگ کہ تمام جاگیر
داران حضور مین معتبر تھا واجب الادا نکلے - اوس وقت میں والی دکن نواب میر نظام علیخان بہادر تھے حسب
احکام حضور طلب مبلغ مذکور صادر ہوئے - واقفان اخبار کہتے ہین احتشام جنگ نے عاقبت بینی جو نہین
والی دکن کے ازراہ گستاخی و بغاوت کے سبب سے اوسنے ایسا تحریر کیا کہ بجائے مبلغ مطلوبہ یہ جنس حاضر ہے جو فوت
کہ عرض بغاوت آہنگ احتشام جنگ کی بندگانحضور کے ملاحظہ مین گذرے ارادہ بغاوت و قصد فساد
بندگانحضور مین ثابت ہوا افواج حضوری واسطے تنبیہ و توبیخ کی اس مفسد احتشام جنگ کے مامور ہو
کر متعین ہونا افواج قاہرہ سرکاری بسرکردگی شمس الدولہ بہادر سردار جنگ عرف
گھانسی میاں کے اور قصبہ مین الا آنا تھانہ بودھن کا سنہ ۱۱۹۷ یکہزار یکسو ستانوے ہجری مین بنا بر تادیب
او چشم نمائی مفسدہ خیرہ سر کے پیشگاہ حضور سے محمد حسام الدینخان بہادر کامیاب جنگ دار الدولہ عرف
گھانسی میان جو کہ برادران نواب بو الفتح خان بہادر شمس الامرا کے علاقہ پائگاہ خاص مین شہرت
اختصاص رکھتے تھے معہ دو ہزار سوار جرار اور تین ہزار جوانان لین رسالہ نادر جنگ کلاہ پوش فرانسیس متعین
کرکے روانہ کیے - خانمذکور بعد طی منازل قطع مراحل قصبہ کوکمیر پر خیام قیام کو استادہ کئے قصبہ بودھن کوکمیر سے
چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اور یہ قصبہ متعلقہ مفسد تھا - بہادران سرکار نے فرصت کیکے قابو پر دوڑ مار کر

اولیاے دولت آصفیہ کے قبضہ و تصرف مین لی لیا۔ جو جماعت مفسدے مقابل ہوتا تھا اوسکو بے دریغ تہ تیغ کر دیتے۔ رستم خان نامی جمعدار ساتھ ایکسو سوار اور دوسو پیادہ کے باغی کیطرف سے تھانہ دار بودہن کا تھا بہادران کلہر کی یورش اور غلبہ آوری سے ہزیمت اور سستی پاکر راہ گریز کو غنیمت جانکر نرمل پہونچا اور گنگا نامی زمیندار بھانہ دار موضع رکاس پیٹھ متصلہ قصبہ بودہن کا منجانب باغی تھا بہادران سرکار نے اوسکے سرکو کاٹکے وہانکے دروازہ پر آویزان کردی ذکر روانہ ہونا افواج مفسد و باغی کا نرمل سے ساتھ سرگردگی دلاور جنگ فرانسیسی کے بنابر مقابلہ گھانسی میان اور شکست پانا افواج باغیکا ہاتھ سے بہادران سرکار کے جب آدمی کو جب نخوت اور غرور کسی باعث سے یا نسبی یا کسی کمال سے یا حکومت سے پیدا ہوجاتا ہے تو دانائی اوسکی بالکل نادانی سے مبدل ہوجاتی ہے۔ اقبال اوس سے منہ پھیر لیتا ہے ادبار چڑھ آتا ہے کوئی راہ فلاح و صلاح کی نہین سوجھتی اللہ بچاوے ایسے منقلبات سے خدا کی پناہ ایسے خطر نسے۔ اختتام جنگ نا عاقبت مین جبکہ سنا کہ بہادران سرکار نے تھانہ بودہن کا لے لیا بارہ ہزار سوار اور جوانان لین اور بیس ضرب توپ تمامی فوجین اپنی منتخب کر کے ساتھ سرگردگی دلاور جنگ گورا اور ابو میان مہدوی اور امان اللہ خان وغیرہ جمعداران و رسالہ داران مشہور اور دوسرے دوسرداران اچھی وار کے تہ تیتوں راجایان سیکا کول سے گھانسی میان کے مقابلہ پر روانہ کیا جمعیت مذکور کشنا پور کے گھاٹ سے عبور گنگ گوداوری کا کرکے بسبب جلد قریب بودہن کے پہونچے اندرون بودہن سے سرکاری فوج باہر آکر صف آرا ہو کر مقابل ہوئے فرنگی مذکور نے توپونکو مانند بجلی کے آتشبازی ایسی کی کہ فوج سرکار کے قدم استقامت لغزش مین آگیا قریب تھا کہ صورت انتشار و انفرار واقع ہووے سواران باغی نے جان لیا کہ فوج سرکار مین ہزیمت آگئی فتح و نصرت نصیب ہمارے ہے اس خیال بدمآل سے باوصف ممانعت دلاور جنگ فرانسیس کے اپنے مقام سے حرکت کر کے یورش اور حملہ کیئے اس اثنا مین گھانسی میان تھا چھوٹی سی جماعت کے یعنے دوسو سوار آزمودہ کار ایکطرف کھڑے رہکر فوج مخالف پر

کمین گاہ سے یکدم گہوڑونکو دوڑاکر بہادرونکی مانند رستمانہ جنگ کی بفضلہ وعونہ فوج باغی کو شکست فاش دیکر
بہگادی اور ابو میان مہدوی اور امان اللہ خان اور دوسرے سرداران وار ونکے سرونکو تن سے جدا کرکے نیزونپر
رکہکے خاص و عام کو تبلادیا اور دو زنجیر فیل معہ نشان و نقارہ کے جنکے ہودجونمین خریطے زر نقد کے رکہے ہوے تہے تسخیر
کرکے شادیانہ فتح و ظفر کا بجایا۔ فرانسیسی فرنگی جب رنگٹ ہنگ اپنی فوجکا دیکہا معہ اپنی پلٹن کے بطور قواعد قلعہ
محکم بناکر تمام روز میدان جنگ مین توپ اندازی کرتا رہا دہا نسی رات کے وقت راست کشتاپور پر آکر تمام بہاگے ہوے
ہزیمت کہائی ہوؤنکو ہمت دیکر فراہم کرکے پہر متوجہ مقابلہ جنگ کا ہوا فوج باغی سے چند سوار بہاگ نکلکر بالکنڈے
قلعہ مین پناہ لیکر پوشیدہ ہوے تہے ان لوگونکو ابراہیم منور خان مخاطب بخانزمان خان بہادر جو امراے بادشاہی سے تہے اس
قلعہ کی کنجی انکی ہاتہ مین تہے سواران مفرور کو آبادیکے اندر آنے نہین دیا بلکہ قریب تہا کہ سواران مذکور کے گہوڑے
اور ہتیارونکو حکم فتح مین داخل کرے کہ اس اثنا مین سواران منہزم و مخذول کو اسبات کی خبر لگی لہذا اوسیوقت بہزار
ندامت و پشیمانی دو د گہاٹ عبور گنگ گوداوری کا کرکے فایز نزل ہوگئی ذکر متوجہ ہونا افواج امراے حضور کا
واسطے تائید و امداد گہاسی میان کے اور دوسرے وقایع جنگ کشتاپور کا۔ جبکہ فوج مخالف
وبا عملے شکست پائی گہاسی میان اطلاعاً ایک عرضداشت متضمن نوید فتح و ظفر معہ دو زنجیر فیل اور نشان و نقارہ
اور احوال مارے جانے سرکردہ ہاے فوج مخالف کے خدمتمین بندگان حضور کے ارسال کیا حضور بملاحظہ عرضداشت
اور فتوحات اور مردانگی بہت آفرین و تحسین فرماکر خلعت جواہر و شمشیر کی معہ کمر بند کیساتہ خطاب مجمع حسام الدین خان
بہادر مذکور مثل شرف الدولہ بہادر اور زور آور جنگ اور حشمت جنگ اور ... جنگ اور امجد الدولہ وغیرہ کے
رسالے اور جاگیردارونکے قریب چالیس ہزار سوار و پیادہ کے روانہ فرمائے افواج امدادی پہونچنے تک بہادر
مذکور بود ہن کوچ کرکے بالکنڈہ پہونچکے تالاب مین حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی فرودگاہ ہوکے کشتاپور بالکنڈہ
سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اسیوقت یک امیری فوج لیکر شریک و شامل امداد وہان ہوا۔ فرنگی فرانسیسی
جو موضع کشتاپور پہ مقیم تہا افواج سرکاری کی آمد سنکر از راہ خیرگی اور شورہ پشتی کے اکثر لشکر سرکاری پر بطور غارتگری ونکے

آگرتا اور لوٹ لیجاتا تھا گہانسی میاں کے لشکر نے دوسرے امرائے نامدار سے مشورہ کرکے فرانسیسی کی تنبیہ کے
طرف متوجہ ہوا صبح سے شام تک فیمابین فریقین توپ و تفنگ کی شدت رہی اس لڑائی میں اختتام جنگ
نرمل سے آگے شریک لشکر فرانسیسی کا تھا فرانسیسی فوج سرکار کا غلبہ دیکھکر سامان جنگ کو طے کرکے معہ لشکر
خود گنگ گوداوری کے عبور کرکے موضع کانڈلی جو کہ نرمل سے پانچ کوس کی مسافت پر ہے پہونچکر مقام کیا فوج سرکار
بعد چشم نمائی قرار واقعی فرنگی مذکور کے بالکنڈہ پہونچکر عشرہ محرم کو وہین گزاردی **ذکر متوجہ ہونا خود بندگان عالی**
حضور کا حیدرآباد سے اور تسخیر کرنا قلعہ جگتیال وغیرہ کا اور دوسرے احوال جو وقت کہ خبر
فتحیابی سردار جنگ بہادر کی فوج مخالف پر نواب شمس الامرا بہادر نے سنی دوگانہ شکریہ کا جناب باری مین
ادا کئے اور فیل و فتوحات نشانات وغیرہ مال غنیمت کو معہ عرائض بہادر مذکور کے بندگان حضور کی نظر مین گذرانے
پس بعد روانہ ہونے افواج امرائے سابق الذکر کے بہادر مذکور کی کمک خود بندگان حضور نشان کوچ کا
بلند کرکے نزدیک باغ گوردمنڈ اس کے چند مقام فرماکر وہانسے منزل بمنزل رونق افروز قصبہ بیلواڑہ ہوئے
چونکہ عشرہ شریف محرم کا تھا شروع سال سنہ ۱۱۹۸ ایکہزار ایکسو اٹھانوے ہجری کا وہین گزار دیکر وہانسے نشانات فوج
حضور یکو روانہ کئے تو قلعہ جگتیال کے قریب پہونچکر قیام کئے اس قلعہ کا قلعدار سیدی ظفر الماس تھا باغی کے
طرفسے ابتدا حق قلعہ داری کو توپ و تفنگ سے ادا کیا آخرکار بندگان حضور کی ملازمت سے مشرف ہوا بندگان حضور نے
اسکی صلہ مین بدستور سابق قلعہ داری جگتیال کو اوسی پر بحال رکھکے سیدی مذکور ساتھ خطاب ظفر الماس خان
بہادر کے سرفرازی بخشی۔ بعد فتح ہونے قلعہ مذکور کے لشکر سرکاری ازراہ کورمیال اور کن کورٹلہ ورمٹ پلی
اور موضع پالم قلعہ بالکنڈہ کے نزدیک پہونچے سردار جنگ بہادر وغیرہ امرائے مسطور جو جائے مقام پر فروکش تھے
اپنے اپنے جماعات کیسا صف آرا ہوکر آداب و سلام رسمی بجالاکر ہمراہ رکاب ہو لئے ہر دو طرفسے افواج موافق
باہم ملاقی ہوکر موضع کشتاپور پر مقام کئے اوسوقت ودگلیگ نایاب تھی موضع کانڈلی پر پہونچے۔ **ذکر**
مقابلہ کرنا سیدی یاقوت کا ساتھ افواج سرکار کے اور پھر گرفتار ہونا اوسکا بہادران

سرکار کے ہاتھ مین میدان مین تا بچہ موضع کمرکا پور اور چٹیال کے سواران فوج سرکار کے
قریب قلعہ چٹیال بطور شیر شکار دور سے نمایان ہوے اور فوج مخالف کے پامین قلعہ مذکور کے اتری تھی واقف
کاران حال کہتے ہین کہ اوس روز احتشام جنگ واسطے بندوبست قلعہ جات اور شہر پناہ نرمل کے بہ سبب ہونے
فوج پر کوئی سردار کے سرکاری فوج کی آمد آمد سنکر ہوشیار ہو کے آپہونچا اور مقابلہ پر آمادہ ہوا قلعہ دار چٹیال کا
توپ و تفنگ کو چلانا شروع کیا تھا چنانچہ گولہ بازی توپ و تفنگ اندازی اس شدت سے ہوئی کہ اسکے صدمات سے
اکثر درختوں کے شاخین ٹوٹ کر گر پڑے افواج سرکاری اچھی طرح سے جنگ و جدال کر کے فتحیابی کیساتھ
واپس ہوگئی۔ اس ہنگامہ مین صولت جنگ بہادر و شرف الدولہ کا توپ کے گولہ کے صدمات سے مقتول ہو گئے چنانچہ
نشان مزار و تکانس پلی کے موضع مین واقع ہے اوسکے تیسرے روز رسالہ پائیگاہ نامی محمد معظم خان اور
غلام امام خان اور امجد الدولہ و سردار جنگ اور زبردست جنگ کا اور دوسرے افواج غلیہ کلاہ پوش اور دوسرے
امرائے عظام نے قلعہ مذکور پر آوازہ یورش کا سنا کے منتظر وقت تھے اوس وقت بندگانعالی بذات خود ایک ٹیلہ پر
محاذی قلعہ چٹیال کے برآمد ہو کر تمامی افواج کو ملاحظہ کرتے تھے اس اثنا مین شیدی یاقوت نامی مصاحب
و مقرب احتشام جنگ کا اور داروغہ توشکخانہ اور خزانہ اور دوسرے رسالہ جات عرب و روہیلہ و جمعیت و دیگر کا
اور اعتماد مین احتشام جنگ کے پاس کامل تھا۔ احتشام جنگ نے جبکہ قلعہ جلکیال کو شیدی ظفر الماس قلعہ دار
بندگانعالی کی تسخیر مین دیدیا سنا باوجود نمک پروردگی قدیم کے نمکحرامی کو سن پایا پھر تو اسکے
تمامی جمعیت و رعلامونپر بڑے عتاب سے بیوفائی پر انکے بہت سرزنش کی اور سخت سست کہا اوس وقت
سیدی یاقوت بھی نزد امیر المومنین حاضر تھا اسکے دل پر یہ الفاظ ناسزا بہت ناگوار گذرے اسی روز اگر قوت کا
اتفاقا سرکاری افواج میدان کارزار مین نمودار ہوئی پس اسکے ساتھ ہی شیدی یاقوت نے باتفاق سے غیرت
او جمعیت کے قلعہ چٹیال سے نکل عرب و جمعیت اور روہیلہ کو لیکر قلعہ کو چھوڑ دیکر سرکاری فوج کے مقابلہ
ہمت باندھی جبکہ نزدیک تالاب بچہ موضع کمرکا پور کے پہونچا سرکاری فوج بھی منتظر قابو کے تھی یکبارگی سرجا

طرفسے گھوڑونکو دوڑاکر باہم ایک ہو گئے سوار اور پیدلونکے درمیان بہت سخت لڑائی قابل یادگار ہوئی
آخرکار افواج سرکار غالب آکر سکو تہ تیغ کر ڈالی شیدی یاقوت اسوقت زخمی ہوکر میدان جنگ مین پڑا تھا اور
اسکے زخمونسے خون ٹپکتا تھا زندہ اسکو بندگانحضور کی پیشی مین پہونچاے ذکر ملازمت حاصل کرنا
احتشام جنگکا بتوسط مسماۃ ماماٹرن اصیل حضور کے اور رونق افزا ہونا بندگان
حضور کا تزل مین بتقریب سیر و تماشا ابراہیم باغ کے اور روانہ ہونا احتشام جنگکا
صوبہ داری پر بلدہ ایلچپور کے۔ بعد شکست اور ہزیمت اپنے فوج شیدی یاقوتکے داب رعب
اقبال عدو پامال بندگانحضور کا فوج مخالف پر ایسا غالب آگیا کہ بار دیگر کوئی نام مقابلہ کا زبان پر نہین
لاتا تھا۔ تمام اعیان دولت ارکان مملکت سرونگون رہکر ہوش حواس باختہ ہو گئی احتشام جنگ کی
والدہ اوسوقت ابراہیم باغ مین مقیم تھے اپنے خلف ناخلف کی بدکرداری سے اپنی تباہی کو معائنہ کرکے ایک عرضداشت
بہت عاجزی اور فدویت کے ساتھ بمضمون استدعا معافی تقصیرات فرزند لخت جگر اپنے اسطور لکھوا کر بندگان
حضور کی خدمت مین پیش کروائی کہ یہ فدوی زادہ خانہ زاد خردسالی سے پرورش یافتہ اور نمکخوار اسی سرکار فیض آثار کا ہے
یہ جو کچھ کہ نالائقی اور بے ادبی اس سے سرزد ہوئی محض از راہ خود پسندی اور ناتجربہ کاری اور مصاحبت ناعاقبت
اندیشونکے ہوئی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آخرکار ندامت و خجالت اوٹھانا پڑا اب اپنے بداعمالی کی سزا کو پہونچگیا لہذا امیدوار
فضل و کرم آقائے ولی نعمتی کا ہے کہ جرایم نادانی کو معاف فرماکر جان بخشی اس ذرہ بیمقدار کی فرماوین. تاکہ
والاجناب بندگانکا کرم و تفضل شہرہ آفاق ہو۔ بندگانحضور نے بعد ملاحظہ عرضی کے از راہ ترحم اور تابعدار
نوازی کے ماماٹرن اصیل کو بغرض نمایش تالیف قلوب خلایق اور خلایق کے تحفے پھولونکے ہار کا طرف احتشام جنگکے
روانہ فرمائے ماماٹرن ایک جہاندیدہ اور کار آزمودہ اور دیرینہ روزگار تھی پھولونکا ہار جیسا کہ حضور سے لیکر
احتشام جنگکے پاس پہونچکر دعا اور بلاستانی کیساتھ پھولونکا ہار احتشام جنگکے گلے مین ڈالدی۔ اسکے ساتھ
ہی دماغ نخوت ایاغ احتشام جنگ کا سرکار کا مبدل بہ خوشنودی اور فرمانبرداری کے ہوگیا ماما مذکور نے فہمایش

اور تسلی کے باتین مثل مادر مہربان کہکر اپنے آغوش مسرت ہوش دلجمعی مین لیکر مشتاق ملازمت بندگان
حضور کا کردیئے الغرض احتشام جنگ نے ایک سپ کی پر سوار ہوکر ماما مذکورہ کے ہمراہ عازم خدمت بندگان
حضور ہوا بندگان حضور تقصیرات سابقہ کو معاف فرما کے توجہات و عنایات جدیدہ مزیدہ کو مبذول
حال فرما کر تشفی کامل بکمال رخصت فرمائے۔ اسروز سے لڑائی اور جدال موقوف ہوگیا صلح کل آگئی
اور دوسرے روز بندگان حضور کا حکم احتشام جنگ کے نام پر صادر ہوا کہ تمہارے دادا ابراہیم باغ کی عمارت
بہت ہی خوش وضع اور خوشنما تیار کروائی ہے اسلئے ہمارا قصد ہے کہ معہ محلات اس باغ کی سیر کرین۔
نواب احتشام جنگ نے اسیوقت حسب الحکم شاہی اپنے تمامی مستورات اور علایق کو محلات سے باہر نکالکر
متصل عیدگاہ کے خیمے استادہ کروا کر اثر دار محلات باغ کو بالکل خالی کرکے بندگان حضور کی نظر مین پیش کیا
جبکہ باغ مذکور کا انتظام شاہی سے ہوا بندگان حضور خود بدولت بذات خاص رونق افزا ہوئے بعد ازان نواب
مشیر الملک بہادر کے نام حکم نفاذ پایا کہ جمع خرچ ملک مال و جواہر اور خزانے وغیرہ کارخانجات کو
متعہدیان تعلقہ نرمل سے دریافت کرکے بدولت کے ملاحظہ مین گذرانین حسب الارشاد حساب
طلب کیا گیا تو مبلغ ایک کروڑ روپیہ نقد سوائے جواہرات و زر وزیور وغیرہ کارخانجات فیل خانہ اور شتر خانے
اور اسپان اور مانند انکے اور توپین اور جنگی سامان اور انبار غلہ کا اور ذخیرہ سیسہ و باروت کا کل اثاث
البیت ایک کروڑ روپیہ کا برآمد ہوا اور باقی تمام بنائے عمارت اور مصارف افواج مین صرف ہوا الغرض بعد
فتح حصار نرمل و بندوبست تمامی قلعہ جات بیرونی کے چالیس روز مقام کرکے سیر و تماشائے باغات و عمارات
سے فارغ ہوکر فتحیاب جانب حیدرآباد مراجعت کی۔ کارپردازان کارخانہ حبشی کو حکم حضور ہوا کہ جسقدر عمدہ عمدہ
توپین قسم بیچ پرس اور کاسہ کے ہون داخل قلعہ گولکنڈہ کروا دو اور جو ہے کے توپونکو فصیل و برج توپونپر نرمل کے
بقدر ضرورت چھوڑ دین چنانچہ اہلکاران حبشی نے حسب الحکم حضور بامور کار رہ کر بتدریج حیدرآباد کو لیگیے
باقی ذخیرہ غیر ضروری مثل سیسہ و باروت اور گولہ ہائے آہنی اور اخیاس تانبے اور پیتل کے اور کاسے وغیرہ

کارخانجات توپین ڈہالنے اور بندوقین اور جزائلین اور رہکلے وغیرہ جو جو فراہم کئے ہوئے ہر ایک جنس کے
ہزارہا روپیہ سے تیار کئی ہوئے جابجا جو دائرہ حساب سے خارج تھے مقفل سربمہر رکہدیا۔ خدمت قلعداری
اور عملداری نرنل کی دوہزار جوانان بین اور تین ہزار پیادہ احتشام اور ساٹھ نفر منصبداروں کی ساتھ
بالاحصار پر قلعہ نرنل کے میرام علیخان بہادر برہان الدولہ کے نام سرفراز فرمائی اور احتشام جنگ کو وہاں سے لینے
بدل دیکر صوبہ داری ایلچپور پر روانہ کئی۔ **ذکر کھودے جانا محالات ابراہیم باغ کا اور روانہ ہونا
چوبینہ وغیرہ حیدرآباد کو** جسوقت کہ احتشام جنگ حضور سے رخصت ہوکر ایلچپور پہونچا بعد چند روز کے
ایک محل سرا بہت شاندار اور زینت کیساتھ بنانا شروع کیا۔ کہتے ہین کہ اس مقام کے پاس ایک بنگلہ قدیم سے
جسکا نام سنہر بنگلہ تھا اور وہ بنا کیا ہوا نواب آصفجاہ کا تھا اور وہ اس غرض سے بنوایا گیا تھا کہ خود بدولت انتظام
سے گرد و نواح کے اور دورہ سے صوبہ برار کے فارغ ہوکر چھاؤنیکے واسطے ایلچپور آتے تھے تو اوسی بنگلہ مین فروکش
ہوکر جلوس فرماتے تھے بدین نظر تمامی چھوٹے بڑے باشندہ شہر کے اس بنگلہ کو مقام بزرگ جانکر اوسکا ادب کرتے
تھے اور اوسکی حفاظت اور صفائی وغیرہ کے واسطے فراش وغیرہ مقرر تھے احتشام جنگ نے اس بنگلہ کو
اپنی عمارت محل سرا کا مخل اور مضر جانکر منہدم کرواکے اوسکے اینٹ پتھر اپنے مکانات تعمیر مین لگایا وقایع
نگاران سرکار نے صوبہ دار کی بے اعتدالی کو حضور مین عرض کر دئیے بندگانحضور نواب نظام علیخان بہادر اس
واقعہ کی اطلاع سے بہت ہی تاسف کئی اور کمال ملال بندگانحضور کے دلپر گذرا اوس زمانہ مین مشیر الملک بہادر
مدارالمہام تھے از راہ خیرخواہی عرض کئے کہ اس نالایق کی شرارت و بے اعتدالی کا عوض ابراہیم باغ مین بیٹا
ہون جو نرنل مین واقع ہے۔ بعد عرض کرنے کے اسیوقت میر زین العابدین خان زند برہان الدولہ تعلقدار نرنل کو
حکم دیا کہ نرنل پہونچکر وہانکے عمدہ عمدہ چوبینہ وغیرہ عمارات سے اوکہیڑ کے حیدرآباد کو پہونچاؤ اور زین العابدین
ہمراہ دوہزار کا ٹالی اور ایکہزار کا رسالہ سید فخرو کا دیا گیا زین العابدین مذکور نے فی الفور نرنل پہونچکر جملہ
عمارات مزین کو بیخ و بنیاد سے کندہ کرواکے چوبینہ وغیرہ حیدرآباد پہونچایا چنانچہ حیدرآباد مین روشن بنگلہ وغیرہ

محلہ جو مشہور ہے نرمل ہی کے جو بنیہ سے بنا ہوا ہی۔ **ذکر حکومت نواب ہان الدولہ بہادر بہرام جنگ**
سید عاقل خان لب پلک نامی ایک شخص منصبداران بادشاہی سے رہنے والے جالندر کے تھے تا فی الحال قصبہ سرکلی
مین بود و باش رکہتی تہی۔ بعد وفات انکی چار بیٹے انکے یادگار پدر باقی رہے فرزند اول سید اکبر خان دوسرے سید
اصغر خان تیسرے سید غیرت خان چوتھے میر امام علیخان۔ سید اکبر خان قابع لگاری سیکاکول پر مامور تھا
میر امام علیخان بندگان حضور آصفجاہ کی خدمت مین رہتا تھا۔ جبکہ دور حکومت نواب میر نظام علیخان بہادر کا
پہونچا بنظر عنایات حضور کی امام علیخان پر روزانہ ترقی تھی بعد تسخیر قلعہ نرمل کے سنہ ۱۱۹۸ ہجری ایک ہزار ایکسو اٹھانوے
ہجری مین بندگان حضور نے انکو ایلچپور سے طلب کرکے فرخ مرزا خان بہادر احتشام جنگ کو نرمل کی حکومت
سے معزول کرکے ساتھ عہدہ قلعداری اور نیابت پیش محل نرمل کی معہ جمعیت پانچہزار جوانان پیادہ اور
احشام اور منصبداران آبدار آسیان وغیرہ متعلقہ قلعہ نرمل کے سرفراز فرمائے۔ مشیر الملک مدار المہام خاطر سے
کدورت پیدا کیا تھا اس بنا پر حضور مین عرض کیا کہ تعلقہ نرمل قدیم سے آباد و سیر حاصل و شاداب ہے اگر
حکم ہو تو بعنوان تعہد اور اجارہ رقم سرکار قرار دیکے کسی مستاجر و تعہد دار کو روانہ کر دیتا ہون ارشاد حضور ہوا کہ
مناسب ہے۔ پس مشیر الملک مدار المہام نے ایک احکام حضوری خانمذکور کے نام اس مضمون سے جاری کیا کہ رقم
پیش محل نرمل کی تعہد کی مبلغ پانچ لاکھ روپیہ بھری ہے تمکو لازم ہے کہ زمینداران اور تعلقداران سے رقم
مبلغ مذکور کی قبولیت لکہوا کر بدولت کیجد مستمین ارسال کرو۔ خانمذکور تمام زمینداران تعلقہ مذکور کو طلب
کرکے مضمون احکام حضور سے مطلع اور آگاہ کیا اور کہا کہ اگر تمسے ممکن ہو تو بابت رقم کی کرو دیکر قبولیت لکہدیو
زمینداران مذکور بہادر مذکور کے کہنے کو سنکر آپسمین مشورہ کرکے فرد کیفیت محاصل تعلقہ بتعداد ساڑہے تین لاکھ
روپیہ لکہدیکر کہے کہ سوا اس رقم کے ایک حبہ زیادہ نہین ہو سکتا ہے بعد ازان زمینداران مذکور فی بجائے
خود یہ بات سونچی کہ اسکا کام انجام و انصرام نرسنگراو دوار نیکا جی پنڈت زناردار ایلچی دار سابق الذکر جو کہ
گلدا ایمین مبارز الملک کے پیشکاری دیوانی پر مامور تھا بعد تغیری احتشام جنگ کے منصبداران سرکار سے محاسبہ

کی عملت میں اسکو گرفتار کرکے حیدرآباد میں مقید کیہ رکھا اوس سے یہہ کہا کیونکر وہ تعلقہ نرمل کا حال بخوبی جانتا تہا اور ہر ایک جزو کل سے واقف تہا اور ہماری پرداخت بہی بوجہ احسن ہوگی۔ بلدیس سنچ ساہج کے مخفی راؤ ندکور سے بذریعہ خطوط و کتابت اطلاع دیکر آمادہ کئی کہ تم پنچ محل نرمل کے معاملہ سے آگاہ ہوا اور سرکار نے سوال تعہد لینے کا ہے بہرحال اس تعہد کو بعوض مبلغ پانچ لاکھ روپیہ کے قبول کرکے یہان آجاؤ یا بکاہی تم سرکار کی اچھی طرح سے ہوجاویگی۔ حاصل کرکے دغا بازی اور ہوشیاری دانی سے زمینداروں مکار کے آگاہ تہا انکے نوشتہ پر اعتبار کرکے فرد کیفیت ساڑہے تین لاکھ روپیہ کی خدمت میں بندگان حضور کے گذران دیا مدار المہام نے اوسکو دیکھکر راؤ مذکور کو اپنے پاس طلب کرکے کہا کہ تو واقف کار اس طرف کا ہے اگر تجکو تعلقہ نرمل کی حکومت دیجاوے تو کسقدر رقم وصول کریگا راؤ مذکور نے جواباً عرض کیا کہ سرکار کی عنایت کا ہاتہہ فدوی کے سر پر ہو تو مبلغ پانچ لاکھ روپیہ وصول کئے جاینگے۔ مدار المہام نے کہا کہ اگر تو سات لاکھ روپیہ وصول کریگا تو اسیوقت قید سے رہا کر دیتا ہوں اور خلعت سرفرازی تعلقہ نرمل کی بندگان حضور سے دلواتا ہوں۔ راؤ مذکور ہرچند اس بات سے انکار کرتا رہا مگر حکام والاقدر کی طبیعت خود پسند کب مانتی ہے جبراً و قہراً باقبال راؤ مذکور پر سکہلکے حضور میں اطلاع دیدی کہ برہان الدولہ باوصف دیانت و امانت کے رقم تعلقہ نرمل کی ساڑہے تین لاکھ روپیہ مقرر کرکے بہیجا ہے نرسنگراؤ نامی زمیندار قدیم و تعلقدار عرض کرتا ہی کہ مبلغ سات لاکھ روپیہ بنذرانہ سرکار سال بسال ادا کریگا حکم ہوا کہ طلب کروا اوسیوقت راؤ مذکور طلب کرکے تعلقہ نرمل کی خلعت سے سرفراز کرکے کیکر یا تسنکر و لوکیشور راؤ نامی زمیندار ان ساکن دہنگ آباد بطور ایں ہمراہ دیکر نرمل کو روانہ فرمایا برہان الدولہ جدا نے راؤ مذکور کے میرزین العابدین خان اپنے فرزند کو نرمل کی تعلقداری پر چہوڑ کر حیدرآباد چلے گئے اونکی حکومت نرمل پر کل چہہ ماہ رہی ذکر حکومت نرسنگراؤ بن ہنکاجی بندلت جس وقت کہ عمل نرسنگراؤ کا نرمل پہونچا تمام چہوٹے بڑونکو نرمل کے ایک آفت نئی

بیت چو خواہد کہ ویران کند عالمی + نہد ملک در پنجہ ظالمی

بر اوند کو نرمل کی رعایا کے حق میں ایک بلا اور مصیبت کا ورود تہا۔ الغرض راؤ مذکور نرمل کے ہر ایک تعلقدار و زمیندار و رعادار

کے حالسے واقف اور ماہر تھا جو رعیت و غیرہ نواب مبارز الملک دہونسہ کے عمل مین بے غل و غش آرام وچین سے پرورش پائے تھے مرفہ الحال رہتے تھے راو مذکور سکو شکنجہ بلا مین اسیر کرکے رقم مقررہ سرکار وصول کرنا شروع کیا زمیندار اور ادنی آدمی کی حکومت مردم آزاری کا باعث ہوتا ہے حاصل کلام ہر ایک رعیت اور زمیندار مرکوز خاطر سے نرسنگراو کے مطلع ہوے کہ بہر کیف تمام سرکار وصول کیجائیگی اسبات کی آگاہی سے تمام ہوش باختہ ہوکر قبولیت لکھدیئے ہین بہت معذرت اور حیلے پیش کئے لیکن نرسنگراو نے ایک کبھی کسی کی سنتا اور ملکو کو سال اول رقم سرکار بہزار شدت کامل طور پر وصول ہوئی دوسرے سال پٹیل پٹواری تعلقہ اور دوکاندار اور اہل حرفہ اور کارکنان کلالی اور محترفہ اون تمامو نکو مقید کرکے مال ور مویشی زر و زیور اونکے مکانونسے بطریق غارت وصول کرکے داخل سرکار کیا۔ راو مذکور بعض آسامیونکو بجائے زر سرکار کیلئے درختونپر لٹکا کر ماسے قمچیون کے جلد ادہیڑ دیتا تھا بیچاری رعایا ایسی ایسی سختیان و عذاب سے مرگئے اور بہت سارے اثاثہ اور گہر لٹ جانیسے محتاج نان شبینہ ہوکر گدائی کا پیالہ ہاتھ مین لیلئے ڈھنڈوتا وان مگر سیر روپیہ سرکار کا بہر دیا تیسرے سال جمیع رعایا تاب عذاب نلاکر جلاوطنی طرف ایدلآباد اور بہاری اور کاپرا او بوری اور چاندا اور ناگپور اور جہان جہان موقع اور امن ملا رہ گئے سکونت اختیار کئے۔ چوتھے اور پانچوین سال مین تمام دیہات اور قریات تعلقہ نرمل کے ظلم و تعدی سے راو مذکور کے ویران تحت ہوجاکر باقی رعایا پس ماندہ سے بجز غارت اور لوٹنے کے ایک فلوس وصول نہین ہوتا تہا بدین وجوہ ظلم و تعدی محاصل سرکار کے مبلغ دو لک روپیہ وصول ہونیکی نوبت پہونچی تھا یا سرکار کا زیادہ رہنے لگا بندگان حضور کو بھی اس ظالم کے ظلم کی خبر پہونچی بلکہ رعایا کے ذریعہ سے ہی نکر نالش سرکار مین پہنچی متصدیان سرکار نے یہ تجویز نکالی کہ زر تنخواہ محمد حسین خان نامی داروغہ مشعلچیان کو نرمل پر مقرر و محول کیا جاوے یہ تجویز سونیکر محمد حسین خان مذکور کو بذریعہ حکم سرکاری نرمل بھیجدئے خان مذکور نرمل پہونچتے ہی راو مذکور پر زر تنخواہ کے واسطے سختی اور سزا اولی شروع کی راو مذکور نے ہرچند یا بجائی زر تنخواہ کیلئے تگا پوئی اور دوڑ دہوپ کی مگر

بہ سبب برائگی تعلقہ کے کوئی تجویزین نہ پڑی آخر کار محاسبہ کے جھگڑے مین ماخوذ ہوا محمد کور نے اس ظلم سے
پا بجائی زر تنخواہ مذ دیکھکر اوسکو اپنے ہمراہ حیدر آباد لیجا کر داخل محبس کر دیا نرمل کے دیہات و مردود کے
ویران کئے ہوے ابتک آباد نہین ہے پنج محل نرمل سوریا راو اور گنگا راو کے زمانہ سے مبارز الملک
و ہونسہ کے زمانہ تک آباد و سیر حاصل تہی کوئی حادثہ اور کوئی آفت نہین پہونچی تہی سوریا راو اور گنگا راو
اور دہونسہ کے عمل مین کسیکو مجال نہین تہی باوجود کثرت افواج و ہجوم حشم کے کسی سے ایک پرکاہ بلا
ادائی قیمت اذیت سے یا جبر سے لے اور خلاف قول یک حبہ زیادہ لیوے اسی سبب سے تمامی رعایا
امن و چین مین مرفہ الحال و فارغ البال ہوکر کثیر زراعت اور تو قیر عمارت مین دلگار بنتے تھے اور مال واجبی سرکار کو
بروقت تحصیل بھیجدیتے تھے۔ راونڈ کور مدت نے اس گلزار کا تماشہ دیکھکر اور فنا ہونیکو بچشم خود معائنہ
کرکے مصدر اذیت خلایق ہوکر عذاب جاوید مین مبتلا ہوگیا اور زمانہ کے لوگونمین بدنام و رسوا
رہا بیت خرابی و بدنامی آید بجوید رسد پیش مین این سخن را بغور بہ را و مردود چار سال و چند ماہ بید از نسبے
حکومت کرکے تنخواہ داران حضور کے ہمراہ روانہ حیدر آباد ہوا۔ **ذکر حکومت راجہ شنکر نائک بن**
گوبند نائک بھونگ ۔ کہتے ہین نایک ہجوم قوم برہمن سے باشندہ قدیم قصبہ آرمور پرگنہ بالکنڈہ
پیشہ تجارت کا رکہتا تھا اور دوکان ساہوکاری کی لگایا تھا اور یہ شخص آدم رسا اور نیک نیت تھا
بلمنڈہ و ورنگل آباد و نندیڑ و حیدر آباد وغیرہ مقامات پر دوکان ساہوکاری کی جمایا تھا جبکہ تعلقہ آرمور مبارز الملک
کو تفویض ہوا نائک مذکور کو مبارز الملک کا آزمودہ اور ذیحوصلہ تصور کرکے اس سے کہا کہ تمہاری دوکان نرمل مین بہی ہو اسیطرحکو
قبول کرکے اپنے گماشتہ کو نرمل بھیجکر معاملہ لین دین کا شروع کر دیا جس وقت کہ دہونسہ سفر کر نائک
سے نرمل آیا نایک مذکور کو آرمور سے طلب کرکے فوطہ داری خزانہ سرکار کی خدمت پر مامور کیا۔
یہ ماموری نایک مذکور کی اس زمانہ مین ہوئی جبکہ غلام سعید خان بہادر سہراب جنگ قلعہ و سے
نرمل کو پہنچا غلام سعید خان بہادر کا اوسے نرملکو پہنچنے کا ذکر اوپر لکھا گیا ہے فوطہ داری مبارز الملک نے بمشورہ

خانہ کو اوسکو دی تھی نائک کو بعد [illegible] قلعہ داری کے بقدر حوصلہ بہت ہی ہوشیاری اور احتیاط سے
فرض منصبی کو ادا کرتا تھا لہذا منظور نظر سردار آمد گردین ہوکر مورد تحسین ہر ایک ہوا اور ہر دو امرا اتفاق
الذکر قدر دانی اور قدر شناسی سے اسکی تعریف کرتے تھے جب وقت سہراب جنگ بہادر مبارز الملک بہادر در دہولسکے
نیابت پر حیدرآباد گیا چند روز کے عرصہ مین سہراب جنگ نے خدمت دیوانی سے سرفرازی پائی اسی عرصہ مین
یہان پہونسلے کا انتقال ہوا۔ نائک مذکور نے عہد حکومت مین احتشام جنگ کے خونریزی خلایق سے نقشہ ابتر
دیکھکر ہمراہ جمال الدین خان اور بہمن سنگ کے حیدرآباد دیکھ بھالا جو کچھ کہ بندوبست اور بعض تعدیات بابتہ نذرانہ
حضور کے اسکی تحویل مین تھے داخل خزانہ حضور کرکے بعد سپردات نرل بیچکر محاسبہ سے بیفکر ہوکر حیدرآباد کی دوکان
اپنی اقامت اختیار کی چند روز کے بعد دیوان مدار المہام کی ملازمت سے مشرف ہوا دیوان مسطور نے
تعرف سابقہ اور وقعیت لاحقہ بجا آوری خدمت بطرز فائقہ اور ادائی اطاعت بہج سابقہ بعنوان
شیدائی اپنے دربار مین آمد ورفت کی اجازت دیکے اوسکو سرفراز کیا اور جب کام کی حضور سے فرمایش ہوتی اسی
نائک کو تفویض ہوتی بہ احسن الوجوہ اوسکو انجام دیکر حضور مین پہونچاتا تھا چنانچہ اسی سو سے نرل کے سفر مین نائک
مذکور ہمراہ رکاب بندگان حضور کے انبیا محبیہ ہر روزہ کو بسمع حضور پہونچاتا تھا بعضے کہتے ہین کہ تسخیر نرل
کی مصلحت مین یہ نائک شریک تھا جبکہ قلعہ نرل اور غیرہ مقبوضہ دہونسلہ تصرف مین لیا دولت آصفی
کے آگے دیوانہ کو نائک مذکور کو دیانت اور کفایت شعار تصور کر کے درو بست ملک تسخیر کو سیوائے
پنج محل نرل کے کہ محاصل اوسکا مبلغ باون لاکھ روپیہ کا تھا اوس نائک کے سپرد کیا نائک مذکور دو سال تک ملک
و مال کا انتظام اچھی طرح سے کیا اور جملہ رعایا کو تسلی و تشفی کے ساتھ رکھکر خوشدل اور شاد کام رکھتا تھا
دو سال کی مدت کے بعد اجل موجل پر فوت ہو گیا فکر حکومت راجہ شنکر نائک مخاطب براجہ بخونت بہادر
یہ راجہ شنکر نائک ثانی فرزند شنکر نائک اول کا۔ یہ شخص اپنے باپ کے حین حیات ہر طرح سے فکر معیشت مین عقل
رسا رکھتا تھا اچھی طرح سے تربیت پاکر قابل و مستعد ہو گیا تھا معاملات مالی و ملکی مین دور اندیش اور جو رس تھا

لہذا اہکاربرداران حضور نے راجہ مذکور کو مرد لائق و رفاقتی کہکر سند بحالی تعلقات کے ساتھ خطاب شجاعت جنگ بہادر
خطاب جہ بجونت بہادر کے دلوا دیا بعد مذکور جبکہ سرفراز ہوگیا تمامی عمال و نائبان باپ کیوقت کو تسلی
اور دلاسا دیکر خطوط اور پروانے استقلالی کے اجرا کئے ہر ایک کو اپنے اپنے کام پر بحال کر رکہا او پنج قرجہ
اور برادران حقیقی او چچا کو مثل بالکشن او سیوا او جبا او رگہناتہ راو کو خدمات عمدہ اور لائق پر مامور
صد پیشکاری و بخشی گری فوج و احتشام و تحویلداری پر مامور کرکے آپ امور مین ملکی انتظام تمام
ملک کا کرتا تہا سنہ ۱۲۳۱ الہجری از دو سو دو جبربین مومن و بیگلیہ کو جو کہ منصبداران قدیم سے طلب تنخواہ
جمعیت تین سو سوار او پانچسو پیادہ تعلقات ودور پوچل او کاسر ملی بطور جاگیر بشرط حضور سے
ملی تہی بوقت بندگانحضور سیتہ تسخیر نرمل باشتراک افواج راو بندت پردہانی ریلین تقریب انتظام او انجام
مہم بلاوای اور کنجد رگڑہ کے متوجہ ہوے اس سفر مین راجہ مذکور کی اپنی جمعیت حاضر ہونا تہا معلوم
نہین کس سبب سے نوکری سرکار مین حاضر نہو سکا سفر مذکور سے جب مراجعت ہوئی تہی تب [illegible] الملک بہادر مذکور سے خطر جلی
رنجش آگئی اس سبب سے اسکی جاگیر کے تعلقات کو اس سے بازگشت کرکے سکرنائک مذکور کے نام حکم بہیجا کہ مین ہمن کے
تعلقات جاگیر مذکور جو مین لئے جا کر تمہاری تفویض ہوتے ہین تم اسکا بندوبست کر لیکر شرکنیا القصہ کرو دیتے ہین بنابر
راجہ مذکور حسب الحکم حضور اپنی جمعیت اتی اور تعیناتی کے ساتھ جو کہ تعداد پانچہزار سوار اور جوانان پیدل اور
توپین وغیرہ سامان جنگی کے عازم ردور ہوا بعد فایز ہونیکے محاصرہ کر لیا اور توانہ توپوں کی گولاباری کی بنیاد ڈالی مگر چونکہ
قلعہ ردور کا محکم و مضبوط تہا اس جمعیت موجودہ سے کوئی سبیل اور کوئی صورت کامیابی کی نظر نہین
آئی اسکا انتظار کیا گیا بعد اسکے احکام حضور سے تمامی جاگیرداروں کے نام اجرا ہوئے کہ [illegible] ردور وغیرہ مین ہر ایک مومن
بیگلیہ نکالی جاکر راجہ بجونت جنگ بہادر کو تفویض ہوے ہین تم تمامی کو احکام سرکاری پہنچتے ہی قلعہ و در کو تسخیر کرکے
سپرد راجہ کو کر دین پس حسب الحکم حضور جملہ جاگیرداروں کی افواج یعنے امیر سنگہ جان بہادر وحشمت جنگ او تہور جنگ
او نور آور جنگ او روشن خان او دولت خان وغیرہ امرایان بلند مرتب اور دوسرے افواج راجہ کو لائق تہند ر

اور راہی ہوا کے تخمیناً پچاس ہزار سوار و پیادہ ہر طرف سے پہونچکر قلعہ مذکور کو محاصرہ کر لیئے اور توپوں اور
گرنال کے گولا باری سے دہوم مچا دی اور نقب کی کارروائی بہی شروع کئے۔ راو مذکور کی حزم و ہوشیاری سے کوئی
تدبیر راو مذکور کی کارگر نہوئی۔ پانچ مہینے کئی دن توپ تفنگ راو مذکور نے خوب جواب بہی کی مگر آخرکار بسبب کمی غلہ
اور عدم موجودگی سیسہ اور بارود کے تاب مقابلہ کی نہ لا کر ساتھ کے وقت مورچہ توڑ بڑی بہادری سے قلعہ سے باہر ہوکر
جانب قلمرو پنڈت پردہان کے جا کر پناہ لیا بعد ازاں راجہ مذکور قلعہ و تعلقہ کا انتظام کرکے حضور میں عرض کیا
کہ باقبال سرکار اس فدوی کو تعلقات بہت ہو گئے ان سبکی عہدہ برائی اور انتظام مجھ اکیلے سے ممکن نہیں دشوار
ہے میرے حوصلہ کے موافق بحال فرمائے جائیں اس کی عرضداشت ملاحظہ میں حضور کے پہونچکر منظور اور مقبول ہو گئے
منجملہ باون لاکھ روپیہ کے تعلقات بعض تعلقات اس سے علحدہ کرکے صرف تعلقہ نرمل معہ پنج محل
محاصلی بیس لاکھ روپیہ کا بحال رکھدیا گیا اسی سال میں مسمی رکمار یڈی دیسمکھ مضع انکاپور کی گڈی میں جو کہ
متصل قصبہ آرمور کے واقع ہے اسباب بغاوت کے بہم پہونچا کر اداے مالواجبی سرکار کے انکار کیا۔ یہ واقعہ راجہ مذکور
نے بندگان حضور کی خدمت میں اطلاعاً عرض کرکے دیسمکھ مذکور کی تنبیہ کی طرف متوجہ ہو کر گوشمالی واجبی سے مطیع
فرمان سرکار کیا تعلقہ نرمل بر سنگراو مذکور الصدر سے تغییر پا کر راجہ مذکور کو تفویض ہوا۔ لنگو پنڈت نامی زناردار
کہ آدم خوش خلق اور نیک نیت اور خیرخواہ سرکار کا اور رعیت پرور تھا اور ہرگز کوئی سخن دلشکنی کا اور گفتگو
ترش اور تند مزاجی کی کسی سے نہیں کرتا تھا نیابت نرمل پر مامور ہوا پنڈت مذکور تمام رعایا کے ستم رسیدہ ظلم
کشیدہ عمل معزول کو جہاں جہاں متفرق اور پراگندہ اور جلاوطن ہو گئے تھے ساتھ قول و قرار معتبر و تجمعی و تقاوی
کے بلا لا کر از سر نو تعلقہ آباد کرکے رقم مالواجبی سرکار کو بتدریج وصول کرکے ارسال سرکار کرنیلگا۔ اندنوں میں
راجہ مذکور بند و بست تمامی مورات جزوی و کلی اور معاملات سرکار سے فارغ البال ہو کر موضع کو دو پرگنہ بالکنڈہ
آرمور سے جانب مشرق چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے وہاں ایک گڑہی معہ برج و غیرہ اسکے
متعلق تیار کرکے اپنے باپ کے نام سے موسوم مکو پنڈ پیٹھ کیا اور موضع مذکور و تعلقہ مذکور کی بحال انتظام آبادی سے نظر دہ ہوا وہاں ایک

گڈہی اور شہر پناہ طول و عرض اور دروازہ اور یکطرف راستے بازار کے متعدد دکانات پختہ اور عالیشان تیرہ نئے تیار کروا کر شنکر
پیٹھ کے نام سے مشہور کیا۔ اکثر ان ہر دو مقامات مین آمد و رفت اور اقامت رکھتا تھا اور موضع پرکیر کے نزدیک
آرمور سے ایک کروہ کی مسافت پر دوکانات دو طرفہ بنا کر کے سیوم پیٹھ اپنی ماں کے نام سے موسوم کیا اندنون
مین ایکبار اوسکی محفلمین خبر پہونچی کہ نائب گنہ اندور کا موضع سرنا بلی اور رام مڑگ اور کوٹ بلی وغیرہ دیہات
علاقہ استمرار زمینداری مذکور پر ایک کمائیشدار کو سرکار کیجانب سے جسکو اس دور مین گرداور کہتے متعین بہیجا
تھا۔ رام مڑگ کے مقام پر علاقہ داران زمینداری نے راہ بغاوت اور خیرہ سری کمائیشدار مذکور کو قتل کر کے اسکے
سر کو کاٹ ڈالے اور کمائیشدار کے ہمراہی کے بعض لوگون کو قتل کر ڈالے اور بعضکو لوٹ لئے یہ خبر راجہ کو سنکر پانچہزار
سوار و پیادہ وغیرہ مین گرنال اپنے ہمراہ لیکر آرموڑ کو کوچ کر کے موضع رام مڑگ پہنچکر محاصرہ کرلیا جمعیت زمینداران گڑھی کے
اندر سے بہاگنے کا مین آ کر راجہ کی فوجپر تفنگ اندازی شروع کی فوج سرکار نے ہر چہار طرف سے یورش و حملہ
کر کے جماعت مفسد کو جو کہ قریب دو سو شخص پیادہ کے تھے اون تماموں کو تہ تیغ کر کے گڑھی کو تسخیر
کر کے بیخ و بنیاد سے کہود ڈالے پہر وہان سے کوچ کر کے موضع سرنابلی مقام اقامت زمینداری کو پہونچکر
محاصرہ کرلی کامل ایکماہ تک جنگ و جدال رہا آخر الامر اہالیان گڑھی تاب مقابلہ نہ لا کر شب کے وقت فرار ہوگئے
سواران طلایہ سرکار سد راہ ہو کر بعضونکو قتل کئے اور بعضونکو اسیر کہتے ہین کہ لڑائی کے وقت
گڑھی مین زمیندار موجود نہین تھی پیشتر از محاصرہ فوج سرکار ہی جانب سے فوج اعتمادی گڑھی مین چہوڑ کر
آپ کہین جا کر روپوش ہوگئے تھے حاصل کلام راجہ مذکور اس گڑھی کو تسخیر کر کے دوسرے مفسدین کی تنبیہ
و تادیب کرتا ہوا فتحیابی کے ساتھ داخل آرموڑ ہوا بعد ازین جبکہ زمانہ نکبت اور ادبار راجہ مذکور کا پہونچا
دو سال متواتر اور مسلسل بارش خاطرخواہ برسی نہین تمامی تعلقات گڑہوال مین بسبب خشک
سالی کے شور و غل مچا اور آمدنی تحصیل زر سرکار مین نقصان خطیر پیدا ہوا علاوہ برین ایسی حالت ابتری
کیفیت نہایت عسرت تنگی و ورنیوتی تنخواہ اہلکار حضور کی تعلقداران و سپاہ کے بہر آئی کہ زرسے بقایا زر سرکار بیشمار ہوگیا راجہ

راجہ مذکور نے یہ کیفیت دیکھکر ہر ایک سے صلاح اور مشورہ پوچھا ہر ایک نے اپنی اپنی رائے اور رسائی کے موافق صلاح دیتا تھا اور تدبیر بتلاتا تھا اسموقع مین ہمنت راو نامی زناردار ساکن گنڈلواڑی جو کہ فی الحقیقت دشمن دولت راجہ مذکور کا تھا اسکو بنا بر تدبیر اور یا بجائی زر سرکار کے آدم معاملہ فہم اور دیانتدار تصور کرکے صدپیکاری پر مامور کیا وہ خانہ برانداز تھوڑے ہی عرصہ مین تملق اور چاپلوسی سے راجہ مذکور کے مزاجکو اپنی جانب کر لیا وہ جو کہتا راجہ اسکو عمل مین لاتا آہستہ آہستہ راجہ کے بھائی بندونمین بگاڑ ڈالدیا اسموقع مین شیخ محمد خان قلمبردار نواب مشیر الملک بہادر اعظم الامرا ساعنہ جمعیت ڈیڑھ سو سوار کے بنا بر مبلغ پانچ لاکھ روپیہ بابتہ تنخواہ حضور کے وارد ہوا اور تقاضا شدید شروع کیا اس تقاضے سے بہر حال مبلغ دو لاکھ روپیہ کی تجویز کرکے پہونچا دیا باقی تین لاکھ روپیہ پر تجویز رہے حصول مین تعویق ہوئی مدہنت خان مذکور نے تقاضائے شدید بقدر کرنے لگا کہ دانا پانی موقوف کردیا اور خود بھی گائی کا گوشت راجہ کے روبرو علی الاعلان لاکر رکھدیا راجہ مذکور متحمل نشد تا تہ اٹھانہو کر حکمت عملی [illegible] آمدو سے موضع گوبند پیٹھ آپہونچا اور تمامی اپنے احباب و اصحاب سے مشورہ لیا تو سبکے سب رائے دئے کہ عزت و آبرو کے بچانے کیلئے چندروز [illegible] کہٹیر کی طرف جو کہ علاقہ راوپنڈیر دہا ان چلاجانا مناسب ہے وہانسے عنایتنامجات حضور متضمن اطمینان اور دلجمعی کے طلب کرکے پھر کو آجانا راجہ کو حوادثات زمانہ سے مجبور تھا لاکھ روپیہ کا مال و متاع رکھتا تھا اگر تمام اثاثہ اور عوض ہر کانکا بیچکر تین لاکھ روپیہ بہنچایا جاتا تو ممکن تھا اور ان خرابیوں میں مبتلا نہوتا آخر کار صلاح و صواب سے اپنے دوستونکے اپنی متعلقین کو ہمراہ لیکر شباشب گوبند پیٹھ سے کوچ کرکے دو دگاونکی گھاٹ سے گنگ گوداوری سے عبور کرکے پار اور پرگنہ [illegible] مین جو کہ پنج محل [illegible] سے جا پہونچا وہان راجہ رام نامی پٹیل موضع جام ملک سیو نے اور [illegible] گاونکی راہ سے موضع داتلی و سومیٹ پرگنہ ام کہیٹر کیطرف راستہ بتلادیا یہان تنخواہ داران حضور خبر فرار سنکر ہر طرف بغرض تلاش دوڑے اور لندون ابو بھائی نامی جمعدار عرف چوریکھیا کے اوائل سفر مین سرنگ پٹن کے ہمراہ رکاب نواب اعظم الامرا بہادر کے رہکر بہت محنت اور جانفشانی اور جانفشانی کئے تھے بعد ازان آنے حیدرآباد کے ازراہ قدردانی و عنایات سرداری کے حکم نگہداشت تین سو سوار کا

دیگر طرف بھجنیسہ کے بھیجا تھا اور تنخواہ مبلغ بیس ہزار روپیہ کی بطور موافقت سواران جمعدار مسطور راجہ مذکور کے
حوالہ کیا تھا جمعدار مذکور چند اپنی سواروں کو واسطے وصول تنخواہ کی آرمور کو بھیجکر سا جمعیت قدیم اور سواران
نو ملازم کے واسطے قصبہ بھجنیسہ میں اقامت رکھتا تھا فراری ہونے سے راجہ مذکور کے خبر پاکر درپے سراغ ہوا اور یلغار
اپنی فوج موجودہ کو ہمراہ لیکر موضع دہانکی پر پہونچکر محاصرہ کیا۔ امرکھیڑ کا نائب استیٹ نے بار جمعدار مذکور کو کہلا
بھیجا کہ تعلقات ہر دو سرکار کو واحد ہیں اگر اسامی تمہارے سرکار کا ہمارے سرکار کی علاقہ میں آکر رہا کیا مضائقہ تم
اپنے آقا کو تحریر کرو میں بھی اپنے آقا کو لکھکر پوچھتا ہوں اسکی بعد طرفین سی جو حکم ہوگا حسبہ عمل کیا جائیگا بس
جمعدار مذکور اسامیوں کو انہیں کے ذمہ کرکے ایک دستاویز امرکھیڑ کے نائب سے حاصل کرکے حضور کو بند میں عرضداشت
اکہا غرض راجہ مذکور کی فراری ہونیسی اسکے علاقہ کے تمامی نائبان پراگندہ ہوکر بعض تو مقید ہوگئی اور بعض بھاگ
جاکر دور نکل گئی۔ اس ہنگامہ راہمین لنگو پنڈت مل کی نیابت موقوف ہوگیا۔ اس نیابت نے یہ غرض ہے کہ
راجہ مذکور کی حکومت چھ سال رہی **ذکر حکومت میر بدر الدین حسین خان بہادر اکرم جنگ**
بدر الدین حسین خان منصبدار سرکار آصفی ساکن نواح گلبرگہ کے خاندان مشائخی سی تھی اور ایک مدت سے شمس الامرا
بہادر کے علاقہ میں تعلقہ اندا و ہنجولی کی نیابت رکھتے تھے جسوقت کہ تعلقات سرکار کے شنکرنا ایک سے ضلع خالصہ میں
داخل ہوے میر مذکور بذریعہ متصدیان سرکار وصول سابق پر مبلغ پچاس ہزار روپیہ زیادہ قبول کرکے نیابت عمل
کی نیابت پر مامور ہوا چونکہ میر مذکور طریقہ مشائخی سی عقل رسا رکھتا تھا لہذا طوائف خوش آواز پر زیادہ
متوجہ تھا سنہ یکہزار دوسو ستاون ہجری میں عمل کی عملداری پر پہونچا اور انتظام تعلقات بھی قرار واقعی کیا۔ بعد
دو سال کے بندگان حضور خود بدولت کہرڑہ کی سفر پر گئی میر مسطور بھی اپنی فرزند میر احمد نامی کو تعلقہ میں چھوڑکر خود
اپنی جمعیت موجودہ کے ساتھ لشکر سرکاری میں جا ملا جبکہ بندگان حضور سفر مذکور سے مراجعت فرمائے۔ اعظم الامرا بہادر
مدار المہام غنیم کی ہاتھ میں ہو گئے تھے اور میر مسطور متوسلین مدار المہام سی تھا اس تلاطم اور نشیب و فراز میں اپنے
علاقہ وارد ہو کر علحدگی اختیار کرکے ملبوس درویشی فائز نزل ہوا۔ بعد چند روز کے بعض تعدیہ الہی و مشیت ایزدی

رئیس کیچ نہ ہوا دہورا ؤنامی اپنی مکان کی مہاڑ سیے گر کے ہلاک ہو گیا اس سبب سے پونہ کی ریاست مین تخلل
واقع ہو گیا اور تمام ارکین دولت اپنی اپنی فلاح دہونڈہ رہی تھے مدار المہام مذکور ایک مکان مین بلا علّے مقید تھا ایک
گوشہ مین مکانکے پوشیدہ رہا قابو جو تھا اور اس واقعہ کو فتوحات غیبی جانکر ارکین سلطنت سے بطاعت اور ضبط
موافقت پیدا کرکے اونکی جملہ امور اپنے مشورہ مین شریک کرکے اپنی رہائی کے تصور دہونڈہ رہا تھا خفیۃً اپنے آقا
نامدار بندگان حضور کو اطلاع دی کہ یہانکی یہ کیفیت ہوگئی پس اس اطلاع دہی پر مدار المہام کی تہوڑی
تہوڑی فوج حیدرآباد سے پونہ جا پہونچی اندنون مدار المہام کا ایک مکاتبہ میر مذکور کی نام پہونچا کہ انشاء اللہ تعالے
اینجانب اندک مین حیدرآباد آتا ہی چنانچہ حسب الحکم حضور افواج استقبال کے واسطے پہونچکر فراہم ہوگئی ہین
لہذا بنابر اخراجات افواج سرکاری مبلغ دو لاک روپیہ تحصیل پرگنہ نرمل سے جلد ارسال کرو تاکہ تمہاری حسن کار روائی
سے ہو میر مسطور حسب الحکم مدار المہام مبلغ مذکور بہمراہی و ذمہ داری پچاس سوار اور ایکسو جوانان پیشتون کی
سرکردگی میر روشن علی جمعدار پونہ کو روانہ کیا جبکہ مبلغ مطلوبہ پہونچگئے مدار المہام نے ایک عنایت نامہ
رسید مبلغ مذکور کے باب مین آفرین اور امیدواری فضل و کرم کی خوشنود کیا۔ بعد ازین مدار المہام مع الخیر
العافیہ فائز حیدرآباد ہوگئی میر مذکور عریضہ معہ نذر شکریہ کے روانہ خدمت مدار المہام کرکے اپنی رسوخ کا اظہار کیا
اندنونہین تعلقہ اندور اور بودہن اور بھینسہ جو کہ قبضہ سے مرہٹونسی پونیکے لے لئے تھی بعد ضبط کار کرکے جب دو سال
گذر گئی معہ درخواست میر مذکور سند ابانی تعلقہ بھینسہ میر مسطور کو مرحمت ہوئی بعد بندوبست و عمل بھینسہ کے چند روز نرمل مین
اور چند روز بھینسہ مین آمد و رفت اور اقامت رکھتا تھا۔ آمر لو نامی بقال سفر مین کہر لیکے برفاقت میر مسطور حاضر
رہکر خرچ خانگی علاقہ جات وغیرہ کا اپنی دو لسی اجرا کرتا تھا میر مسطور نا مبرہ کو محنتی اور جفا کش اور خیر خواہ دیکہکر
متوقع فضل و کرم کیا تھا جبکہ وا پس نرمل کو آیا بقال مذکور کو اپنا نائب بنا کر مختار اور ممتاز کیا بقال مذکور چونکہ
کومٹی بچہ تھا شب و روز اپنی ہی بہبودی اور خلائق کی بربادی مین کوشش اور سعی شروع کی ظلم اور تعدی
کومٹی کے وصول اموال اواجبی مین کار سرکے یہ نوبت پہونچی کہ جو پٹیل یا اسامی خوشحال نظر آتا ظالم کومٹی فوج

بہیجکر کٹوایا اور علی ہذا زمینداروں کو اور ناموروں کو تاراج کرکے سرکاری رقم کی تکمیل کرتا جب ایسی صورت اور ایسی شکل پیدا ہوئی رعایا تباہ ہوگئی دو سال کے عرصہ مین تمام تعلقہ ویران ہوگیا۔ زمینداران تعلقہ کو مٹی کی ستم اور غارتگری سے عاجز اور پریشان ہوکر حضور میں فریاد کی متصدیان سرکار نے دریافت احوال کرکے دیانتداری اور اعتبار مین میر مسطور کی فرق جانا لئے۔ بعد اوس واقعہ کے حضور سے میر رستم علیخان نامی تنخواہ دار پچیس سوارون کی سا نرمل پہونچکر تنخواہ کا تقاضا شروع کئی اور تعلقہ کی عیوض سے دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ بجز آہ و فریاد غربا کوئی زر نقد نہین آخرکار چار ناچار میر مذکور کو ہمراہ اپنی حیدرآباد لیگیا۔ اسطور سے میر مذکور نے سات سال نرمل کی حکومت کی ایک دیا نہ چاہ اور ایک سرای پختہ گویا اوسکے باغ مین اپنی طرف سے یادگار چھوڑا۔ ذکر حکومت عبد الرحیم خان روہیلہ۔

خانمذکور قوم افاغنہ سے ساکن ولایت کابل و قندہار تھا مرد متقی اور پرہیزگار تھا نماز پنجگانہ کا پابند تھا اور خیرات و حسنات کا شایق تھا اور ہر پنجشنبہ کو بزرگونکی نام کی نذر و نیاز کا طعام عمدہ پخت ولکے اپنی تمامی رفقا اور ساکنین نرمل کو کھلاتا اور تقسیم کرداتا اور علما اور فضلا کی تعظیم و توقیر بہت کرتا تھا۔ یہ شخص بزمانہ حکومت نواب مبارز الملک بہادر دہونسہ ایکسو جوانان ولایتی اپنی وطن کے ساتھ نرمل مین نوکر بھی تھا۔ بعد انقلاب اور حلالحم کارخانہ احتشام جنگ کے نواب مشیر الملک کے علاقہ مین نوکر ہوگیا تھا لہذا باوامی اور کجندر گڈہ کی سفر مین ہمراہ رہکر لوازم محبت و جانفشانی کے ادا کیا جبکہ سفر سے واپس ہوئی اوسکی صلہ و عیوض مین اوس خانمذکور کی گذر کیلئے تعلقہ بہیر دیا گیا اوسی تعلق کی آمدنی مین بسر کیا از انجاکہ اوسکا بخت یاور ترقی پر تھا محمد وزیر خان نامی جاگیرکی رفاقت اوسکو نصیب ہوئی ایک عرصہ تک ارتباط خلوص قایم کرکر کہرلی کے سفر مین بھی شریک تھا جسوقت کہ فیما بین افواج سرکاری اور راؤ پندت پردہان کے مقابلہ جنگ کا ہوا اس معرکہ مین محمد وزیر خانمذکور بہ ضرب بندوق اعدا تین ہلاک ہوگیا۔ معظم خان نامی بجائے اوسکے قایم مقام ہوگیا ان معارکے کے بعد جانبین مین صلح ہوئی بندگانحضور حیدرآباد کو واپس تشریف لائے اور جملہ جاگیرداروں کی افواجکو ہر ایک کے مقامات پر رخصت کی دی خانمذکور معظم خانکے ساتھ بائمم کو آکر چند روز رفاقت مین رہے بعد چند روز قدردانی اور عہدہ سابقہ مین تفرقہ دیکھکر سوال بر طرفی پیش کرکے تنخواہ وغیرہ بر آئندہ حاصل کرکے

پونہ چلا گیا وہان نوابت مشیر الملک بہادر پونہ سے نکلنے کی فکر مین تھے اس خانمذکور کی پہونچنے سے بہت خوشنود ہوئی
موقع نیک ہو گیا کہ خانمذکور کو ساتھ فوج انگریزی ارجوان اہل کے بموجب فی جوان بارہ روپیہ اور دو سو سوار رسالہ باتنخواہ
مختلف کی نوکر رکھ لیا جبکہ بہادر مذکور نے پونہ سے حیدرآباد پہونچکی تیغ محل نرمل کو بکرم جنگ سے واپس لیکر اس خانمذکور کو
تنخواہ فوجمین تفویض کیا گیا جب خانمذکور رفاہ نرمل مہاراج نامی زنار دار کو اپنا دیوان اور مختار کار کر دیکر آپ
عبادات الہیہ مین مصروف ہو بیٹھا دو سال تک عمل کر کے بقضائے الہی فوت ہو کر بموجب وصیت وسکی شخص صاحب کے
قبرستان مین بقاعدہ تفویض امانتہ دفن ہو کر چھ ماہ کے بعد نکالکر قصبہ سٹر لیجا کر شاہ بابا صاحب بزرگ کی پائین
مدفون ہوا مترجم کہتا ہی تفویض تو طریقہ شیعہ کا ہی اور بعد میت ہو اور دفن کر ایک مقام سے دوسرے مقام پر لیجا کر
دفن کرنا یہ مسلک مخالفین سنت مولفین بدعت کا ہی خدا کی پناہ ایسی حیات و ممات جاہلیہ سے۔ بعد فوت متوفی
مذکور کے اسکا قائمقام اسلم خان نامی تر استبداد اسکا مقرر ہو گیا لاکن انتظام کا زمانہ مین جسطرح کہ عبدالرحیم خان کے
زمانہ مین تھا نہ رہا بقول الملک مردہ پس مردہ۔ تفرقہ پیدا ہو کر تعدیر سے مخالفت اپ ہوا سقیم دو سو اس اسپ
سلحداران بارگاہ کے سقط ہو گئے اور یہ خالف نامرد ناتجربہ کار اور مختاریت ناردار پس بخیال خام زنار دار کو کچھ
چیز نہ سمجھکر اسکی خاطر داری اور مدارات سے بے پروائی کی لہذا تحصیل زر سرکار مین بدعملی واقع ہوئی تمام رعایا اور
زمیندار و دست ہمت کو اپنی کہینچلی ہر چند بہت کچھ کوشش کی مگر کوئی بات مفید نہ پڑی غرض ایسی نا اہلیت سے
اسکا عمل کل چھ ماہ رہا پھر معزول ہو گیا ذکر حکومت **محمد علیخان لوہانی** بزرگان خانمذکور کے پنجاب کے
معززین و عمائد سے باشندہ قصبہ بیون اور ہوشیار پور اور اولاد سید شاہ حسین صاحب کے سلسلہ انکا از روی تاریخ و سیر
محمد حنیف تک پہنچتا ہی۔ اور بزرگان خانمذکور کے شاہان سلف کے پاس رسوخ پیدا کر کے بڑی جانفشانی سے
زمینداری اُن سرحدوں کے اپنے ہمچشموں اور ہمعصروں مین بڑی عزت اور شان کیساتھ مکرم و منعم تھی جبکہ
سربلندخان بارسال کن ہوشیار پور بجواڑہ من مضافات یعنے علاقہ پنجاب کے وارد دکن ہو کر سرکار آصفی مین نوکر
ہو کر محال الاسد باسم اور پانچ دیہات بجواڑہ اور سہام وغیرہ جنکا محاصل تمام نو لاکھ روپیہ کا تھا بعوض تنخواہ جاگیر اور مشروط

جمعیت ڈیڑھ ہزار سوار اور پیادہ سے سرفراز تھے منصب ملا کو پہونچے تھے اور ہمیشہ سرکاری خدمتمین بڑی شجاعت
اور مردانگی کیساتھ مشہور تھے ان دنونمین خانہ کور کو شوق فراہم کرنے اپنے اہل کا پیدا ہوا طلب کرنا شروع کیا
جو جو برادری سے آتا بہ عزت اور خرمی کیساتھ بیش از بیش قرار ماہوار سے حضور مین نوکر رکھوا کر اپنی رفاقت مین
رکھتا تھا اور دوسرے اہل وطن کو بھی نامے و پیام بھیجکر ترغیب آنیکی دیتا رہا چنانچہ شہباز خان اور جمال خان
روہانی ہر دو برادران حقیقی خانہ کور کے قصبہ بہومین خانہ نشین رہکر خوش گذران تھے اور قصبہ مذکور ہوشیار پور سے
تین کوس کے فاصلہ پر ہے بمقتضائے اتحاد و قرب جوار خانہ کور کو تمنا طلب کی دو خانان مذکورین کی پیدا ہوئی اس
سبب سے بنا بر زاد و راحلہ کچھ خرچ بھیجکر طلب کیا ہر دو کسان خانہ کور با شان و شوکت ایکسو سوار اور نالکی نجیر ہاتی
اور رکھنے ایک پالکی وغیرہ لوازمات ضروریہ فایز دکن ہو کر خانہ کور کی ملاقات سے مسرور ہوئے چند روز بعد ان کو
حضور سے مشرف کروایا اور انکو روزگار کا انتظام کروایا۔ خانہ کور اپنی چند فیوتون کے ساتھ پیشی مین حضور کے رہکر
ان ہر دو خانان کور کو اپنے فرزند مسمی محبوب خان کی رفاقت مین جاگیرات کیطرف روانہ کیا۔ از انجا
خانہ کور کو نواب شمس الامرا بہادر سے بدرجہ کمال اتحاد اور یگانیت تھی اکثر اوقات ملاقات کو نواب ممدوح کے
جا کر اختلاط و ارتباط بڑہاتا تھا مشیر الملک بہادر کو اسکی اطلاع ہوئی نواب مشیر الملک بہادر اسبات کے سننے سے بہت
ناخوش اور بیدل ہوئے چنانچہ بعض اشخاص خیر خواہ سے خانہ کور کو ایما کرتے رہے کہ تمہارا جانا نواب شمس الامرا
بہادر کے پاس خلاف مرضی مشیر الملک بہادر کے پایا جاتا ہے موقوف کر دینا مناسب ہے لیکن یہ بات بہ سبب ناراضی اور
بے پروائی کے خانہ کور کے دلپر کچھ اثر نہین کی اسکی وجہ خاص یہ ہے کہ بعد تسخیر قلعہ نرمل کے بندگان حضور پر نور تمام
جاگیرداروں کو مع انکے افواج کو جاگیرات پر رخصت فرمایا منجملہ انکے محبوب خان بہادر مسطور اضافہ کی بابت جاگیری
جوانب لغیر ضمانہ اور نگانہ اور سپاہانہ دیگر روانہ ہوا تھا اس سبب سے غبار ملال بہادر مذکور کے دلپر بیٹھ گیا
تھا قابو جو اور منتظر وقت تھا۔ ان دنونمین راجہ مودہوجی بھونسلہ حسب الطلب سرکار و پنڈت پردھان ناگپور سے
راہی پونہ ہو کر کالا پانی کے مقام پر قیام رکھکر مورد عتاب بندگان حضور کا تھا اور اسوقت جاگیرداران اور

منصبداران محالات صوبہ برار کی نام سے دربار داخل کرنے مبلغ بابت سوم کاہ ودانہ باستصواب ایکاجی نامی وکیل احکام بندگانحضور مدظلہ العالی جاگیرداروں کی منجملہ محبوب خان بھی جاگیرداران محالات صوبہ برار کی تھا عنایت نامہ حضور والی دکن کا خانمذکور کی نام صادر ہوا غرض کہ وکیل مذکور تمام عنایت نامجات والی دکن کو مصحوب ایک شتر سوار حیدرآباد سی طرف راجہ بھونسلہ کیا بعد وصول عنایت نامجات کے اٹھل پنڈت صوبہ دار برار کو ساتھ جمعیت بیس ہزار سوار کے واسطے وصول کرنے مبلغ مذکور کے مامور اور مقرر کیا پنڈت مذکور ہر ایک جاگیردار اور منصبدار کو عنایت نامجات حضور کے پہونچاکر مبلغ معمولی اپنی وصول کرتا رہا جبکہ جاگیرات محبوب خان سی مبلغ طلب کئے گئے تو خانمذکور بمقتضائے نشہ شباب جوانمردی جسقدر کہ دماغ مین رکھتا تھا بغیر احکام حضور کے خلاف قیاس جانکر مستعد جنگ کا ہوگیا۔ پنڈت مذکور نے فہمایش کرکے کہا کہ مجھکو سربلند خان بہادر کے طریقہ اتحاد مثل طریق برادری کے ہی تمسے جنگ کرنا سزاوار نہین بہتر کہ بالفعل نصف رقم ادا کردین اور نصف دیگر آیندہ رکھین۔ غرضکہ دو روز اسی رد وقدح مین گذر گئی ایک شخص جس کہ پنڈت مذکور کیطرف سے بنابر سوال وجواب کے آمد ورفت کہتا تھا خانمذکور نے اوسکو بہت ہی تنبیہ اور ذلت کے ساتھ اپنی دربار سی نکالدیا اور تیسرے روز از راہ جہالت اور خودپسندی کے ڈیڑھ سو سوار لیکر میدان مین قصبہ پنچ گڈیہ کے مقابلہ کرکے پنڈت مذکور کی فوج پر گھوڑے ونکو ڈالکر ایسی لڑائی لڑی کہ پنڈت مذکور کی فوج مین انتشار پیدا ہوگیا بعضے مقابلہ سی پہلوتہی اختیار کئے اس اثنا مین ایک جماعت فاغنہ ساکن سیونی اور جہاڑہ اور بہوپال کی جو کہ ایکہزار سوار کی جمعیت تھی مقابل ہوکر بڑی شدت سی داد شجاعت اور جوانمردی کی دیکر ہر طرف سی خانمذکور کو معہ ہمراہیان اسکی محاصرہ کرکے داخل ہوگئے اس معرکہ شمشیربازی اور تفنگ اندازی اور تیربازی مین قریب تین سو آدمی جانبین کے زخمی اور ہلاک ہوگئے چنانچہ محبوب خان مغرور کی مزار اوسی قصبہ مین ہی بیت مغرور کو ذلیل بھی ہونا ضرور ہے اسکی سزا یہی ہے کہ جسکو غرور ہے الغرض اس جنگ مین شہباز خان لوہانی بڑی بہادری سی مقابلہ کرکے مرگیا۔ اور محمد علیخان اور شاکر خان

ہر دو فرزندان خانمذکور خردسال تھی موضع مہاگاؤن مین معہ جملہ قرابتداران قریبہ کے ظل عاطفت مین
اپنی چچا کے یعنی جمال خان لوہانی آفت آسمانی سے امان پاکر وہان رہتے تھے چندے اقامت رکھکے جمعیت خاطر
سے تعلیم اطفال پرورتدبیر خورد و نوش مین متوجہ ہو گئے بعد چند سال کے خود محمد علیخان اور شاکر خان حیدرآباد
اکر بذریعہ نواب شمس الامرا بہادر بندگانحضور کی ملازمت سے مشرف ہو کر معہ جمعیت ایکسو سوار اور دو زنجیر
ہاتھی اور ایک منصب پالکی ملازم سرکار ہو گئی محمد علیخان باریابان حضور مین منسلک ہو کر ہمراہ مشیر الملک بہادر
کے آمد و رفت دربار مین حضور کے جاری رکھا چندروز کے بعد تنخواہ کی جاگیر مین تعلقہ جوگل اور کہت گاؤن
خانمذکور کے نام سے مقرر اور مفوض ہو گئی تعلقات مذکور ہی خانمذکور کو تفویض ہو گئی گویند ا یک بھونگ سے
واپس لیکر اونکو دی گئی جسوقت کہ افواج قاہرہ سرکاری شاہزادی و سرکردگی نواب سکندر جاہ بہادر اور مشیر الملک
مدار المہام کی بنا بر تنبیہ اور استیصال سیرنگ پٹن کی مامور ہوے خانمذکور اس سفر مین بہت جانفشانی بجالا
مقرب و معزز ہو گیا۔ بعد واپسی سفر کے کرنل اسٹور صاحب بہادر اور میر منشی میران نبی صاحب کی سفارش سے
سرکار مین ممدوح علیہ ہو کر نظر مین بندگانحضور کے قرب جوار مین ٹہراہے معزز و مکرم ہوا۔ بعد ایسی عنایات
بندگانحضور کے قرب منزلت پیدا کیا ایک مدت تک ایسا ہی کام چلایا اور بندگانحضور خود بھی
سنہ ۱۲۰۹ مین خود سفر مذکور کا عزم فرمایا۔ خانمذکور بھی اسوقت اپنی جمعیت چار سو سوار کی ہمراہ لیکر رکاب
بندگانحضور کے حاضر رہکر مقابلہ جنگ کے وقت بہت ہی سے بہادرانہ تبلایا۔ چنانچہ محمد علیخان لوہانی
خانمذکور کا برادرزادہ بھی اسی معرکہ مین بڑی جوانمردی سے لڑ بھڑ کر مجروح ہو گیا حاصل کلام اوس ہنگامہ
مین افواج لشکر نظام پونہ کی مرہٹونکی محاصرہ مین کامل اکیس روز گھری رہی بعد ازان فیمابین جانبین صلح
واقع ہوئی بعد وقوع صلح کی بندگانحضور حیدرآباد کو مراجعت فرمائے مشیر الملک پونہ مین بھیجکر عزلت
نشین کر دی گئی۔ چند روز مین پونہ کا رئیس فوت ہو گیا اس خبر کے استماع سے افواج لشکر نظام بخوشی
تمام مشیر الملک کے استقبال پونہ آئی خانمذکور بھی موقع خیر محل حسن دیکھکر اپنی ہمراہی کی فوج سے حاضر ہو کر

سب سے پیشتر سبقت باستقبال لیجا کر مورد عنایات مدار المہام ہوا جبکہ مدار المہام نے پونہ سے مع الخیر فایز حیدرآباد ہوا
خانمذکور باطلاع حضور محمد علیخان لوہانی اور محمد شاکر خان اپنے ہر دو برادرزادوں کو وقت ساعت مجوزہ و معینہ
پر گرفتار کر ڈالا اوسوقت تعلقہ نرمل محمد اسلم خان نامی منصوب سے تغیر پا کر خانمذکور کو بطریق امانی تفویض ہوا خانمذکور
خود بنفسہ پیشگاہ حضور میں حاضر رہکر محمد علیخان کو ۱۲۱۸ سنہ یکہزار دوسو اٹھارہ ہجری میں بنا بر بندوبست و انتظام
تعلقہ کے روانہ کر دیا محمد علیخان نرمل آنیکے زمانہ میں بالکل نوجوان یعنی بروت آغاز تھا لاکن حسن قبح زمانہ
اور رد و قدح معاملات مین دقیقہ رس مثل دیرینہ سال عقلا کے تھا نرمل پہونچتے ہی واقعات نرمل کو اپنی چشم دید
پا لیا بعضے زمینداران جو کہ سابق برہمزن معاملات سرکاری مفسد خیز کاروبار حکام تھے بعوض تامل دریافت کر کے
حکمت عملی سے تحقیق کر کے دلایل میں ریز گذرا وار اونسے اغماض کر کے در جو جوانی مین بظاہر تابعدار اور باطنا
روادار نقصان زر سرکار تھے تدبیر مناسب سے طلب کر کے خفیہ مفسد اور فساد انگیز کو مع جماعہ شاملین سوار پیادہ بیس
آدمیونکو گرفتار کر کے پا بزنجیر موضع نرساپور پرگنہ تیمورنی کے گڑھی میں مقید رکھ دیا جو لوگ معاملات سرکاری
اور داخل کرنے میں مالگذاری سرکار کی راست باز […] سمجھے تھے اونکو تسلی اور تشفی دیکر مستاجری قرار دیکر
ہر ایک کو اپنی اپنی قدر ناموری […] بحال رکھ چھوڑا بعد کئی چند روز کے بذات خود بغرض استفسار احوال رعایا
وار و نادار و مفلس معمول تعلقہ اور ملاحظہ کرنے تمامی رقبہ آبادی اور زراعت ایک قسم تعلقہ کے متوجہ ہو کر
جس جس موضع میں جس جس جگہ کی رعایا عاملان سابق و حکام ان سلف ظالم پیشہ کی تشدد اور تعدی سے پراگندہ
تباہ ہو گئی تھی اپنی قدیم اوطان جلا وطن ہوئے تھے اون سبکو تسکین دیکر جلد آبادی دیتا گیا ہر ایک
موضع ویران لوگوں کی دادخواہی اپنا فرض منصبی بنا لیا غرض اسیطرح سے تمام تعلقہ کا دورہ کر کے
مبلغ ہزارہا روپیہ رعایا غریب بے سرسامان کو واسطے تخم ریزی کے بعنوان تقاوی دیکر رعایا کو خوش رکھتا تھا
اور اس عرصہ میں تھوڑا سا وقت وہ بذات خود تالیف میں بھی مشغول رہتا تھا اس اثنا میں بالاجی پنڈت
نامی دیسپانڈیہ پرگنہ کھم مٹ تعلقہ نرمل کا از راہ فتنہ انگیزی تفرقہ اندازی انتظام کلیا میں خانمذکور کے

اپنے ٹھکانے سے بارادہ شرکت و شمول مرہٹوں و ناریکان مفسدہ جا سید گریز کرکے جاتا تھا جوانان تھانہ دار وہان نے ناصبرہ کو
گرفتار کرکے خانہ زاد کو روبرو لا کے پہونچا اور بیان کیا کہ باوجود لینے اقرار و قول کے سرکشی یا یہ فساد گنجینہ غنا اپنی تعلقہ سے دوسرے
تعلقہ کو بھاگتا ہے تا بوجہ بین گریز کرتا ہے اطلاعا عرض کیا گیا آیندہ اختیار بدست مختار۔ خانہ زاد کو بیجا ہی خود برہم ہو کر
دلیسیا نڈیہ نکور سے کہا کہ مین تو ہزار روپیہ زمین ملک عطا کیا واسطے دیا ہون اور دیتا ہون تو باوجود قول لینے کے سرکشے
اپنے ٹھکانے سے کیون بھاگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ شرارت کا رکھتا ہے تو بعد اس گفتگو کے دلیسیا نڈیہ کو چند روز زیر
دریافت بنا بر جرم ثبوت کے مقید رکھا ایک روز بعد نوروز کے چوک مین منہ کالا کرکے اوسکو سر کو ہاتی کے پیر سے
بندھوا کر مروا دیا اس کیفیت کی تشہیر سے دوسرے مفسدین بہل کو عبرت کر ٹھہرا لگی پھر تو خانہ زاد کو رنی دیکھ لیا فساد
مفسدین بہل بالکل صاف ہوگیا در و بست پنج محل بہل ضبطی سرکار مین داخل ہوگیا مبلغ مالواجبی سرکار رعایا
تعلقہ بخوشنودی بلا دستک مال داخل کرتے تھے چونکہ زمانہ کا انقلاب مشیت ایزدی سے لگا ہوا ہے اس عرصہ مین بابا پھڑکیہ
نامی ایک سرکردہ جماعت پنڈاریان سے خود بدولت نظام مین بغرض سوال و جواب نسبت وکالت حیدرآباد مین
رہتا تھا کسی موقع مین عرض معروض کیوقت ناصبرہ اور مشیر الملک کے باہم کدورت آگئی تھی ناصبرہ حیدرآباد دبارہ
غارتگری پر کمر بستہ ہوا۔ اثنائے راہ جمعیت بقدر کافی مفسدین غارتگر و لٹیرے فراہم کرکے دیہات زیر قلمرو
سرکار نظام کو لوٹنا شروع کیا۔ اندرین تقدیر پٹیلان محبوسین گڈہی نرساپور خبر آمد پھر کراہیہ سنکر بہل زمیندار دلیسیا نڈیہ
اور دوسرے زمینداروں کی معرفت خط و کتابت مخفی جاری کرکے پیام بھیجی کہ محمد علیخان لوہانی کا عمل ہمارے تعلقین بہت سخت
اور درشت آگیا نرساپور کی گڈہی مین مقید رہے ہین اگر تمہاری توجہ خاص و سعی عالی ہمتی سے اس قید سے نجات ملجاوے
تو تمہارے خرچ زاد و راحلہ کیلیے اسقدر مبلغ گذران دیتے ہین ہم۔ خاصہ بر حسب درخواست پٹیلان مقیدین سات ہزار سوار
و پیادہ لیکر اسیر کپیری کو چلکر موضع نرساپور پر پہونچکر لوٹ مار شروع کردی اور سربرداروں کی جلدی بیباکانہ کرکے
شہر پناہ کو آگ لگا کر اپنا مورچل گڈہی کے نزدیک پہونچایا۔ امید سنگہ نامی تھانہ دار گڈہی ناموس تھا جمعیت کے آنے سے کسی
طرح کا اندیشہ و فکر نکرکے توپ و تفنگ سے مقابلہ مردانہ کرکے اس مخالف کی جماعت کے دانتوں کو کھٹے کرڈالا آخرکار

مخالفان کی جماعت مقہور و منہزم ہو کر موضع نرکہوڑہ پرگنہ بالکنڈہ کی آوارگی کیساتھ چلی گئی اندنون بالکنڈہ فوجدار خان
نامی کو تفویض تھا اور نواب مقرب خان جاگیردار قلعہ بالکنڈہ باغیونکی طاغیونکی جماعت آنیکی خبر سنکر اپنی جمعیت خاص
اور دو پٹالم کلکٹر نظام کی متعینہ پرگنہ مذکور کی باہم متفق ہو کر مقابلہ کیئے اور بضرب توپ و تفنگ شکست دیکر بھگا دیئے
اور لشکر مخالفین ہانسی ناکام امرکہیڑ کی طرف چلا گیا بعد رفع فساد واقعہ نواب مستطاب بندگانکا حضور ولکن کلیجہ متعین عشرت نما
ارسال کرکے اعلا عدوی بندگانکا حضور از راہ عنایات خسروانہ چھ ہزار روپیہ انعام فوج سبندی کو مرحمت فرمایا اور
پٹالم کی سرگروہ نکو بہت ہی آفرین و تحسین اور انعام لائقہ سے خوش کئی محمد علیخان لوہانی کو نام ہی عنایت نامہ
شاہی صادر ہوا کہ وہ باغی مخالف جس جگہ ہو تعاقب کرکے تنبیہ پہونچاوی پس خانمذکور احکام کلکٹری کا مضمون
نرمل ہی کوچ کرکے نرساپور سی پہونچکر وہانکے پٹیلان مقید کو وہان رکہنا مناسب نجانکر ان تمامونکو اوسکے
بہاد نیر سبہاکر کیچپل اور انکیسو پیادہ ساتھ دیکر تعلقہ رکہیتی بیٹہ کو جو کہ سابق خانمذکور کو سپرد تھا وہان روانہ کرکے
مقید کو وہاں اور قیدیان رکہیتی بیٹہ کو نرساپور کو طلب کیا تاکہ اس انتظام میں کوئی فتنہ اور فساد نہ اوٹھی پھر آپ
نرساپور سی کوچ کرکی راہی امرکہیڑ ہوا اسکی پہونچنی کے پہلے نواب محمد سجانخان اور جمعیت نواب رفعت الملک بہادر
نانڈیڑ کے بلپر فسیم اس باغیکی سیر ڈرارام امرکہیڑ کی گڈہی میں پہونچکر محاصرہ کیئے تھے انہین ساتھ خانمذکور بھی شریک
حال ہوگیا جمعیت پہرکیہ معہ جلدی راؤ وغیرہ نا رکان مفسدین نکلی باہر آکر سرکاری فوج مقابلہ کی بہادران نے
بھی توپ و تفنگ سے مفسدین کا ہلکا کردی سخت مقابلہ بہادران سرکار کی افواج باغیان تاب نلاکر شکست
کہا کر بھاگ گئی دوسرے روز تھانہ امرکہیڑ کی گڈہی کا فتح کرلیکر مال مویشی اور غلہ و نقد وجنس فوجہا فوج ظفر موج کے
آگئی اس لڑائی میں ایک جاتی کا سرکاری معوضہ محمد سجانخان کا توپچی گولہ سی ضایع ہوگیا بعد ازان افواج سرکار کا نیا
کیسا و پیش نہ ہوئی خانمذکور کی فتحیابی کیساتھ داخل نرمل ہوگیا مگر اثنای راہ کی بارہ موضع تعلقہ امرکہیڑ
کے بعوض پامالی نرساپور لوٹ کر وہان مال و اسباب و مویشی جو کچھ ہم پہونچا بہ دست کرکی نرمل پہونچایا اور
تعلقہ کی رعایا کو تر دوات و تعکرات مفسدین غارتگر سی بچاکر مطمئن کر دیا محمد علیخان لوہانی کی انتظام سے

تعلقہ کی آبادی روز بروز ترقی پر ہو گئی ازانجا کہ خانمذکور مرد عاقل وزیرک تھا کسی کے کہنے پر اعتماد کرکے اپنی مجرد رائے سے عمل کرتا تھا جو اپنی دلمین آتا کر گذرتا اور راتدن فکر و تدبیر میں چوروں اور مفسدین کے اپنی اوقات کو بسر کرتا تھا۔ اگر کوئی چور کسی مسروقہ تعلقہ یا تعلقہ مذکور میں آکر چوری کرتا تو بتدریج اوسکا پتہ پیدا کر اوس موضع اور قصبہ پر دھاوا مار کر عوض اپنی تعلقہ کی چوری کا لیتا غرض خانمذکور کے عمل میں مفسدین گرد و نواح سندیلہ وغیرہ کے بالکل گوشہ نشین عزلت گزین ہو گئے اور رعایا تعلقہ مامون و مصئون کر یا واہی کو خود ہی لا کر حاضر کرتی تھی کوئی عذر و حیلہ نہیں کرتے تھے محمد علیخان لوہانی کی ہیبت و دبدبہ اور رعب و داب اور تہور اور مردانگی کا شہرہ آفاق میں پھیل گیا اس محمد علیخان لوہانی کا مبارز الملک و نسبیہ ہو کے عمل کے برابر ہو گیا بلکہ بقول بعض خانمذکور کا انتظام تمدن ہونے کی انتظام سے بدرجہا ترجیح رکھتا تھا چنانچہ مختصر کامیابی اور فتحیابی اوسکی یہ بھی ہو کہ زمینداران مفسدین کے گڈھین فتح کرنا اور بعضوں کے گڈھ کو منہدم کرنا مثل گڈھی موضع مرلاپلی پرگنہ بونت کا اور ظفر پار راجہ پدم سنگھ کا جمعیت اور بار ہا جا کر تاخت کرنا سنگھ [illegible] جمعیت جمعہ مذکور کا لوٹ لینا موضع اینوتی اور دیہہ گاؤن پرگنہ مدایہ کا اور آوارہ ہو جانا ناکاسی زمیندار موضع مذکور کا اور سزا کو پہنچانا نمبانا یک وغیرہ مفسدین تعلقہ ایدلاباد وغیرہ کا اور تسخیر کرنا قلعہ سنواٹہ کا راجہ نارہی سنگھ اور چھین لینا گڈھی جھوالی بیٹھیہ پرگنہ ساتولی کا اور بار ہا جنگ و جدل کرنا جمعیت ہیرا رام گماشتہ زمینداری تعلقہ بہونسی اور نواح کہنجی میٹھ اور ناگر گوال وغیرہ میں اگر تفصیل ہر ایک مہم کی لکھی جاوے تو ہر ایک کا دفتر علحدہ ہو جاوے اسلئے مختصر پر حوالہ دیا (مشتے نمونہ از خروارے) جب وقت زوال کا آتا ہے تو کوئی نہ کوئی علت واسطے پیدا ہو جاتی ہے کوئی لازوال [illegible] نہیں بحسب اقتضای زوال ناپایدار خانمذکور از راہ غرور ناپایدار بیگم علاقے کے تجبر اور تکبر کو دیکھکر خودسری اختیار کی رعایا پر ستم شروع کئے ہر ایک خانہ برانداز ہو کر پریشان ہو گئے اور رعایا زیادہ طلبی کرنے لگے محمد علیخان [illegible] خواہ مخواہ [illegible] دیگر مستاجر نکا کام کرتے تھے لہذا رعایا ستم رسیدہ متفق ہو کر [illegible] متفرق ہو گئے [illegible] بعد رعایا بلا استصفا محمد علیخان سے تعلقہ سندیلی [illegible] انقضا مسترحم کیا بہر حال [illegible] کا نام انقلاب۔ اور محمد علیخان کا عمل بہت کم ہو کے [illegible] منتظم تھا آٹھ سال [illegible] ۱۲۲۰ میں خانمذکور کی معزولی [illegible] ہو گئی۔ ذکر حکومت نواب

شرف الدولہ بہادر نو بہمذکور میر محمود خان بہادر مؤتمن الدولہ مدار المہام ریاست آصفیہ کے اولاد سے ہوا تو میں محمد علیخان صاحب بہادر
کی معزولی کے بعد تعلقہ نرمل پنچ محل کی حکومت اس شرف الدولہ کو نصیب ہوئی بلکہ علاوہ پنچ محل کے اندور اور بودھن بھی
دیا گیا پھر جب حکومت کا بندا شرف الدولہ کو ملا خود تو بندگان حضور کی حضور میں رہا تعلقہ کی نیابت پر میر حشمت علیخان کو
اور تعلقداری پر میر قمر علیخان اور میر حیدر علیخان کو مامور کر کے روانہ کیا تین برس کی مدت میں بندوبست اور انتظام واقعی ان سے
خاطر خواہ نہ ہو سکا تو میر ولی اللہ خان عرف میان لعل نامی ایک بزرگ ور دیرینہ تھا بنا بر دریافت احوال رعایا اور انتظام
تعلقہ کی روانہ کیا مشار الیہ بعد داخل ہونیکے دوسری تجویز مناسب میں مشغول ہوا سیتما راو نامی زناردار جو کہ عمل
معزولی محمد علیخان بہادر لوہانی میں چند روز نرمل کی نیابتی کا کام بھی کیا تھا اور یہی باعث ظلم اور مصدر اذیت رعایا کا
ہوکر بڑی سختی سے کام کرتا تھا محمد علیخان اور معاش کو بدرویہ و بدسلوک جانکر موقوف کیا تھا تو اب موقع دیکھکر حیدرآباد
پہونچکر اپنا روباہ و بازی سے تین وقف کا تعلقہ اور ماہرنکا معاملات ظاہر کر کے مزاج نواب شرف الدولہ کا جو کہ پیر مکاروں کی اور
گیدی زناردارونکے مائل الذہن تھا اور بعض فقرہ (زناردارانکی گردن زدنی) کی نتیجہ تھا اپنی جانب راغب کرکے معرفت
انکی دبیر دیرینہ سالکے نیابتی نرمل پر مامور ہوکر پہونچا۔ ایکسال کامل جیسی کی اس دو دو کی عملداری کی جبکہ نواب شرف الدولہ
نے ایکسال کا حساب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ تم بشکرین مبلغ سات ہزار کا نقصان ہوا آخر کار زناردار مذکور کو ساقط الاعتبار
کر کے نقصان سرکار کا تکملہ کرین داخل کرکے تعلقہ نرمل ٹھیکہ پر دیا پس اس نوع سے تدبیر کا عمل ایکسال ایک ماہ رہا

ذکر حکومت نواب محمد علیخان بہادر لوہانی بار ثانی بہ نیابتی میر محمود بزرگان میر مذکور کے پاکن جالندھر اولاد سے
سید احمد کبیر تھے بسبب اتفاقات تقدیر اور اقتضائے کشش آب خورد وارد دکن ہو کر بمقام قصبہ [illegible] ہو کر بسبب بزرگزادگی
امرا اور رؤسا متقامی نیکروشناس ہوکر اعزاز او اتنا گذران کیا کرتے تھے بعد ایکمدت کے انقلابسے زمانہ کی عسرت کی حالت
تمام ہوگئی بدین نجیبانہ عملداری [illegible] آصف جاہ [illegible] بہادر [illegible] ہوکر بخدمت منشی نوکر ہوگئے بعد ملنے نکے نوکری اپنے
متعلقین کو بلوانے کے طلب کے متوطن ہوگئے جسوقت کہ نرمل کا قلعہ اور ریاست دولت آصفیہ کے قبضہ تصرف مین آگیا اس
زمانہ میں میر [illegible] نامی [illegible] کی رفاقت میں ہوکر باقتضائے وقت خیرخواہ بنکر ایسا ربط و ضبط پیدا کیا کہ نوکری کی تمام

برادری کی کیفیت ہو گئی میر داؤد علی کلکرنی آب احتشام جنگ سے نیابتی پر تعلقہ ایدلاباد اور کابر اعدلوری غیرہ خوش محل پر مامور
تھے پس میر داؤد علی نے میر محمود کو نرمل سے طلب کی معاملہ چند دیہات اور قصبہ نرمل وغیرہ کا تفویض کیا۔ الغرض اسی طور سے شیر
کام چلا چند روز کی بعد ایدلاباد وغیرہ واگذاشت ہو گیا میر محمود بھی اس انقلاب کے بعد حیدرآباد ہو کر اعتصام الملک بہادر
منشی بندگان عالی کی سفارش سے تعلقہ ایلولہ علاقہ جات سرکار ایلگندل کی نیابت پر مامور ہو گیا اور یہ بھی جب وہ گئے
تو بہ توسل منشی ملیل نبی صاحب سرکار کپتان جانشین جناب عیسا صاحب میں منشی گری کی خدمت پر مامور ہے اسکے بعد روزگار
سے بیکار ہو کر پھر حیدرآباد پہونچے اور یہ وقت یا وری تقدیر سے تعلقہ پنج محل مراجپیٹ کا حصہ سے بار ثانی نواب محمد علی خان
صاحب بہادر کو تفویض ہوا تھا میر مسطور بسبب اقتضای آب و خواب حکیم محمد حسن خان کی سفارش سے نواب اندر کورکی کی سرشتہ میں
نوکر ہو کر تعلقہ بونت کی نیابت پر مامور ہو گئے چند روز کے بعد محمد حسن خان دادر کار روائی میر مسطور کی دیکھ کر بار اسواضع جو اسکے
ساتھ قلعداری نرمل سے سرفراز کیا۔ دفعہ اولی میں عمل نواب اندر کورکا تھا میر مسطور بھی بیکار رہا کہیں دوسرے جا ہی نوکری
نکر کے نواب اندر کورکی رفاقت میں بکمال خیرخواہی سے رہا جبکہ بار ثانی تعلقہ نرمل تفویض محمد علی خان ہوا بھائی محمد علی خان
نے از راہ قدر دانی اور جوہر شناسی خیرخواہ قدیم دل سوز سمجھ کر نرمل کی نیابت مع قلعداری نرمل و رماٹرہ پر مامور
کر کے روانہ فرمایا نرمل آ کر بعد تمامی رعایا منتشر رعایات سابقہ نے بہت خوش نصیبی جانکر جناب باری میں سجدات شکریہ کے
بجا لائے جو پٹیلان کہ اس محمد علی خان کے عمل میں مقید تھے اور اشرف الدولہ کی زمانہ میں بعد انقضای مدت بیس سال کے
کہ جیتے رہے قید سے رہائی پا کر نرمل کی کاروبار میں دخیل ہو گئے تھے میر مسطور کے آنے کی خبر سنکر بطرف نرملہ و رسپٹی
آوارگی اختیار کر کے گونا ٹرو تمامی پیسانی کی پناہ میں جا کر مامون ہو گئے۔ اسکے بعد انتظام معاملہ میر مسطور کا بخوبی ہو گیا اور
آبادی تعلقہ کی روز بروز حسب دلخواہ ہو گئی۔ میر مسطور بجا خود بہت خبردار انداز دلگاہ رکھتے دار و دور اندیش اور اپنی آقا کے
خیرخواہ اور کفایت شعار تھے بگسری ہر ایک کام میں از جز تا کل بے اطلاع اور بغیر دیکھنے اپنے کسی کا اعتبار نہیں کرتے
اور میر مذکور شخص بسبب راست باز صادق المعاملہ درست کہتا تھا فریبی و مکار کو دشمن جانتا تھا۔ اور اپنی قول کی
پاس بہت کہتا تھا۔ اچھے لوگوں سے اخلاق اور اشفاق سے پیش آتا بجز اور زمینداران کے ساتھ درشتی سے

سخت کوشی تعمیر و ترمیم مجاری تالاب اور دہانہ ہای شکستہ اور خراب اجرای انہار نو ایجاد و ورکندیدگی ٹیکہ ہای کہ
سخت دراو نیچی کیطرف مزارعین پرینہ سال و زمانقین پارینہ خیال و زمینداران اندیزاو رتیعین سے دریافت
کر کے توجہ کامل رکہتا تھا۔ اور میر مسطور زراعت اراضی مزروع اور غیر مزروع مین بدطولی رکہتے تھے جہان پانی نہ پہونچتا
اپنی رسائی عقل سے وہان پانی پہونچا کر کشتکار کراتا تھا۔ اور زمین افتادہ کو اندک محاصل سے قول پر زراعت
کروا دیتے تھے۔ میر مذکور اس فن کاشتکاری مین ممتاز تھے اور میر مسطور کی طبیعت مین باوجود حکومت کے تکلف و تشیخت نہین
تہا یا تہا ان شوکت ظاہری اور لباس فاخرہ سے احتراز و اجتناب کلی تھا اور ایسا سادہ رویہ رکہتے تھے کہ عمارات و ترددات
زراعتی اور کاشتکاری دورہ کے وقت کوئی سنا ہو نہ رہتی تہا گشت کرتے تھے ایسی وقت اگر کوئی میر مذکور سے کہتا کہ آپ
جناب بہ مقدمہ مرمت اپنی رہائش کیون گوارا کرتے ہو۔ جواب مین کہتا تہا کہ تعمیر مرمت کا تہیہ راحت کے طعام سے حکومت تک تاج
ایک ہی سے کچھ نہین رہتی ہی اور اس بارے عمارت پر اعتبار کرنا بڑی نادانی ہی۔ اور ایک جاگہ بیٹہے سے
غفلت و سستی بڑہتی ہی اور نقل و حرکت سے مقامات مختلفہ پر طبیعت مین جودت اور تیزی اور ہوشیاری آجاتی ہی۔
ارسطو کا سا کہ کامی انتظام تعلقہ سمجہ پرا قاسر پسر دہو البتہ شرط انسانی لازمہ بعد اسکی وفا شعاری ہے جملہ کاروبار
سرکار اپنی ذاتی سمجہتا ہون الغرض خیر سے اور برداشت گفتاری سخت کرداری و دیانت رہی کہ سامنے میر مسطور کی
اسی ضلع مین مشہور ہے چند سال اچہی طرح سے کام چلا دفعتہ نائبان خاندوری یعنی محمد علیخان لوہانی کی نسل بالکنڈہ اور
بہیکل اور اندوار و بودہن و درچپل اور پہٹ گاونکی رعایا پر دست تعدی دراز کرکی زر تحصیل مقررہ سے زیادہ
وصول کرنا شروع کیا۔ اس حالت مین خان مذکور کا ایک حکم میر مسطور کے نام پہونچا کہ تم اپنے تعلقہ نرمل سے جسقدر ممکن ہو
رقم کثیر بعنوان کفایت کی فکر کرو۔ میر مسطور نے جواب مین لکہہ بہیجا کہ یہ کام مجہہ سے نہین ہوتا ہے مجہے تو تعلقہ کی آبادی
البتہ ہو سکتی ہے غارتگری کے واسطے کسی اور کو بہیجئے مین تو اس کام سے دست بردار ہون پس اس تحریر پر میر مذکور کی خانہ
زاد ایک شخص مندو میان نامی ساکن کوڑپلی کو بہیجکر زر کثیر بطور خواہ طلب کیا سا مندو میان مذکور تمام رعایا کو نرمل کے
قلعہ مین مقید کرکے انواع و اقسام کی سختی اور صعوبات سے زر کثیر وصول کرکی روانہ حیدرآباد ہوا چنانچہ اس ہنگامہ

تین آدمی قوم کو مشی سے تاب ظلم کی نہ لاکر کنوین مین گر کر مر گئے باقی تمام رعایا نے تعلقات حیدر آباد جا کر
حضور مین فریاد کی ہو۔ علاوہ اسکے فاقہ کشی اور رہزنی رام راؤ نایک اثر کی دوالہ خانہ کور کی شہرت سے کرتا تھا
وہ خبر بھی حضور مین تحقیق سے پہنچی لہذا سرکار کے حضور سے خانہ کو رہو رو جتنا ہو کر جملہ تعلقات سے معزول کیا گیا چنانچہ
میر سطور بھی اسی سال لیمن مل کی جماعت سے بطرف ہو گیا۔ یہ بار ثانی کی حکومت محمد علیخان لوہانی کی نیابت پر
کل چار سال رہی اول کی اور یہ ثانی کی حکومت جملہ بارہ برس کی رہی۔ رعبدالرزاق مؤلف نے محمد علیخان
لوہانی کی ذکر یہانتک لکھ کر کے آخر میں کہتا ہے کہ بعد حکومت منصور خان بہادر اور نواب نعمت الملک بہادر اور
راجہ بھوجپال شمشیر بہادر کے لکھنے کا رکھتا تھا مگر چونکہ پیری کے اور مرض یا تعلقہ بالغ تحریر نہ کرتا محمد علیخان لوہانی کا
قصہ پر ختم کیا۔ سنہ ۱۲۴۰ میں اہل حدیث کا ورود دکن مین ہوا تھا اہل حدیث کے ورود مین بعد مولوی سلیم صاحب جو
مرد عالم فاضل ہندوستانی تھے نزیل تشریف لائے قیام کیا اور یہین بعض صاحب کے متقاضی ہو کر عقد بیاہ کیا
چند روز کے بعد یہ واقعہ وقت عہد حکومت نواب ناصر الدولہ بہادر حیدر آباد کا انصرام پذیر رہا اسوقت یہین مشہور
عالم مولوی کرامت علی صاحب جو حیدر آباد مین تھے اونکی قدر افزائی دربار مین تھی جامع مسجد مین درس طلبا
دیا کرتے تھے اکثر مسافرین حافظین ہو کر جامع مسجد مین فروکش ہوتے تھے مولوی سلیم صاحب بھی بحالت
مسافری اسی مسجد مین فروکش ہوے مولوی کرامت علی صاحب جس طلباء کو درس دیتے تھے [illegible] اونسے
کسیطرح کی غلطی تلقین ہو رہی تھی تو اونکو مولوی سلیم صاحب نے تنہائی مین بڑی عجز و عاجزی سے مولوی صاحب ممدوح کو
انکشاف و تصحیح فرمایا اونہون نے تسلیم کیا اور یہی شاگرد و نیز معلم ان ہی کو مقرر کر دیا اوس زمانہ مین مبارز الدولہ
بہادر کو عربی تعلیم کیلئے ایک نئے عالم معلم کی ضرورت محسوس ہوئی تو مولوی کرامت علی صاحب نے اونکی تعریف کی
جسکی وجہ مولوی سلیم صاحب کی رسائی مبارز الدولہ بہادر تک ہو کر وہ اونکے معلم خاص مقرر ہو مامور ہوے نواب
مبارز الدولہ بہادر برادر نواب ناصر الدولہ بہادر اور پابند شریعت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوگئے اور اونکی قدر
افزائی مبارز الدولہ بہادر کے پاس زیادہ بڑھ گئی تو مولوی صاحب موصوف حنفی المذہب کے پابند تھے۔ دلی۔ پشاور

لاہور۔ مدراس۔ بمبئی۔ سورت مین اس طریقہ کے پیرو لوگ کم از کم دو لاکھ آدمی تھے قاہرہ ہندوستان مین آتش
فتنہ مشتعل ہونیسے اونکی اوپر چند اتہامات کا اطلاق قایم ہوا اونکی خبر نواب ناصر الدولہ بہادر کو معلوم ہوئی نواب
ممدوح انتظام کی حکم سے جمعیت کار عالی نے نواب مبارز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ مین نظر بند کیا اور مولوی سلیم صاحب
مقید کئے گئے زمانہ قید مین مولوی صاحب ممدوح نے کلام اللہ حفظ کر لیا چند عہدہ داروں نے اونکی علم وفضل کے لحاظ سے
اونکو قید سے رہائی کر دیا پھر اونکے چند اعادی ارکان دولت عہد حکومت شاہی تک شکایت کی مگر حکم گرفتاری
مولوی صاحب ممدوح جاری ہوا قبل از ورود حکم مولوی صاحب ممدوح کامٹی ناگپور علاقہ انگریزی مین چلا گئے۔ اگرچہ کہ تمہید
وفروعات تذکرہ نزل کے سوانحات مین اون متاخرین کا ذکر اذکار مندرج نہین ہی اونکا حال بھی بہ اختصار
تسوید کیا جاتا ہے حضرت سیدی محی الدین صاحب جنکو عوام سید سوکھو کہتے ہین وہ غلط ہی بلکہ اونکا اصل نام سیدی
محی الدین صاحب ہی وہ تارک الدنیا اوسی مقام پر ۱۲۸۰ سنہ رحلت کئی جہان مزار کمان دروازہ کی متصل موجود ہے
کملپوش شاہ صاحب مجذوب تھے وہ ہمیشہ نزل مین رہتی تھی اطراف واکناف صحرا مین پھرا کرتے تھے موضع
لکھمن چاندہ جو نزل سے چھ کروہ کا فاصلہ ہے وہان ۱۲۵۷ سنہ مین رحلت کئی وہانسی اونکو لاکر جو لی نالا جو اندرون
آبادی نزل جاری ہے اوسکے کناری پر اونکا مزار ایک حصار کے اندر واقع ہے نواب صاحب مجذوب پرگنہ
سکرنڈہ جو جکتیال کے قریب ہے۔ وہانسے بطور سیاحت نزل آگئے تھے وہ ہمیشہ برہنہ تن جسم پر کوئی کپڑا
نہین رکھتے تھے ۱۳۱۸ سنہ مین رحلت ہوا میر محمد خان دوم تعلقدار سے انکی تجہیز وتکفین کرایا تھا اونکا
گنبد اندرون قلعہ واقع ہے۔
تمت الرحمتہ بتاریخ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۷ سنہ ہجری مترجم کہتا ہے کہ ابتدائے آبادی قصبہ
نزل سے زمانہ اور ہم حکام اقسام کے آتے گئے جنکی تعداد ہر ایک کے عنوان سے ہویدا ہے تا قیام
قیامت صدہا بلکہ ہزارہا کار فرما در کام روا ہوتے جائینگے کچھ خصوصیت اس نزل کی نہین بلکہ تمامی
ولایات روئے زمین کی یہی کیفیت ہے کیا چھوٹی آبادی اور کیا بڑی۔ حضرت خالق الارض والسموات

نے اس دار دنیا مین بڑے بڑے انقلابات لگا رکھا ہے مقدرات ایزدی مین کسی بشر کو نہ
کسی ملک کو نہ کسی جن کو طاقت تغیری ہے الا ما شاء اللہ ۔ یہ مترجم اسوقت تاریخ مذکور پر
بہ عمر ۴۷ سال کی پہونچا ہے بدو شعور سے دیکھ رہا ہے ملک غیری چشم دید حالت یہ ہے کہ مرزا ابراہیم بیگ
مبارز الملک ظفر الدولہ دہونسہ کے عہد حکومت مین تو بہت کچھ رونق اور شوکت کیا تھا آبادی
نرمل کی ہوگئی میرے ایام طفلی مین اس مقام نرمل پر ہزار دو ہزار کی فوج رہتی تھی چنانچہ بہ تفصیل
یعنی معہ توپخانہ ایکہزار سوار یا پانسو روہیل دو سو خاص افغانستان کے اعراب خاص عرب حضرموت
اور یمن کے پانسو اور متفرق دکن کے دو تین سو ۔ باین ہمہ اس ناچیز کو نرمل بہت ہی عزیز و شاداب
و آباد دیکھتا تھا نرمل بلحاظ اپنے قلعجات اور آبادی و آثار قدیم کے ایک ایسا مقام ہے کہ بمقابلہ
اسکے شاید ہی اور دوسرے کسی مقام کو تاریخی حیثیت حاصل ہو تو ہو اہل فرنگ ابتک اس کے
قلعجات اور عمدہ مواقع جنگ کے خوبیون پر ریجھے ہوے ہین ۔

نرمل ضلع کا ہیڈ کوارٹر ہونیکے قابل ہے ۔ مگر نہ معلوم جدید ضلع بندی کی رو سے (جن گا دن)
مستقر ضلع بنایا کس وجہ سے قرار دیا گیا ہے ۔

ویران جگہ پر نئی آبادی اور وہ آبادی بھی ضلع کی حیثیت سے قایم کرنا بمقابلہ ایک ایسے شہر کے جسکے دو
نام سے تاریخی وقعت ٹپک رہی ہے اور ادنی و اعلی متفق اللسان اسکو رفعت لینے پر زور دے
رہا ہے سچ ہے نرمل کے گرداگرد خندق پانی سے لبالب اور اسکے حوالے کہین میل دو میل کے فاصلہ پر
کل بارہ ۱۲ تالاب پانی سے بھرے ہوے ۔ ارزانی بھی ہر شئے کی خاطر خواہ ایک صرف روپیہ
پیسے کی قلت اور قحط تھا اب اسوقت یہ ہین نہ تو ایک جوان نہین پانسو عرب سے پچیس عرب
دو سو روہیل سے دو روہیلہ پانسو سوار سے پانچ سوار رہ گئے اس قلت تنخواہ گرانی ہر شئی کی بدرجہ کمال
اسکو انقلاب کہتی مین فی الوقت نرمل کی حالت و ترک حشمت دہونسہ جان اللہ اسوقت ۱۳۲۷ سنہ

نرمل کی آبادی کی قطع اور وضع دیکھ آبادی لینے قابل تحسین ہے مین نے اس عرصہ مدت عمر مین اپنے
بہت سارے شہر اور قصبات دیکھے ہین مگر ایسی آبادی کہین نہین دیکھی اسکی صورت آبادی سے عیان
ہے کہ یہ مقام بہت ہی محکم اور جنگی ہے دور دور اطراف مین قلعہ جات برپا کر رکھا ہے۔ دیکھنے سے
تعلق ہے (شنیدہ کے بود مانند دیدہ) اسکے دروازہ شہر پناہ کے قابل دید ہین۔ اسکی زمین مردانہ خیز
ہے۔ اسکے پہاڑونکے دیکھنے سے بہادری نمایان ہے مگر ایسا مقام اسوقت انقلاب مین آگیا ؛
ان للہ وان الیہ راجعون سچ ہے قال اللہ تعالےٰ تلک الایام نداولہا بین الناس۔ اس
دار فانی مین ہر ایک شی کو تغیر تبدل لگا ہے بلکہ فنا بحکم قال اللہ تعالیٰ کل من علیہا فان کیا انسان اور
کیا حیوان اور کیا آسمان اور کیا زمین اور کیا زمان سب فانی اللہ باقی۔ دکن ارض دکن چونکہ دار السلطنت
دلی سے جانب جنوب واقع ہے اور زبان ہند مین سمت جنوب کو دکن کہتے ہین لہذا یہ خطہ دکن ہمارا
ملک دکن کے نام سے تمامی اقالیم دنیا مین مشہور اور زبان زد خلایق ہو گیا اقسام ارض دکن یہ
تین قسم او وصف ثلاثہ پر مشیت ایزدی قضا نے سرمدی سے منقسم ہے (۱) ایک تو مرہٹواڑی اس خطہ
کی زبان مرہٹی دوسرے تلنگانہ یہان کی زبان تلنگی تیسرا کرناٹک اسکی بولی کنڑی جیسے یہ ہر سہ خطے مختلف
اللسان ہین علےٰ ہذا تخلیق انسانی اور وضع اور لباس اور غذا بھی ہر ایک کے باہم متباین اور متضادہ ہے
مرہٹواڑی کے اضلاع مین پیداوار بکثرت گیہون اور جوار اور چنا اور لاک۔ اور بنانا۔ اور نور اس سرزمین کا
آدمی تنومند اور قوی جثہ مرد اور عورت ہر دو بدرجہ مساوی ملاحت صورت یک لخت کا فور علیٰ ہذا
(۲) کرناٹک کے انسان بھی کیا عورت کیا مرد درشت اور سخت زبان اس خطہ کی زمین مین
پیداوار بافراط باجرا اور جوار۔ اور موٹ اور تور وغیرہ۔ ان ہر دو خطون مین شالی کی پیدایش
بہت کم (۳) خاص یا موسم بارش مین کسیقدر ہو جاتی ہے تلنگانہ مین پیداوار زیادہ شالی کی او
اس خطے مین ذریعہ آب پاشی کے بہت اچھی طرح سے ہین زمانہ سلف کی مدبرین و موجدین

معاش نے صدہا بلکہ ہزارہا تالاب تیار کروا کے بارش کے پانی کو روک لیا اور زمین اس خطہ
تلنگ کی ریتیلی ہے لہذا یہانکے زمین زراعت دو فصلہ ہوتی ہے بارشکی زراعت کو آبی کہتے ہین
گرما کی کاشت کو تابی اس قسم کی کشاورزی سے یہانکے دہاقین و مزارعین کو سالکے بارہ مہینے مشقت
زراعت سے فرصت نہین بغیر اسکے مفر نہین اور یہان باغات کا رواج کم ہے ترکاری اور بقولات
جو بو لیتے ہین اسی کو باغات کہکر شاد رہتے ہین۔ جسکو فی الحقیقت باغات کہتے ہین اسم بامسمیٰ
جسمین فواکہ اور میوہ جات ہوتے ہین کوسون باغ لگانے کا رسم مرہٹواڑہ مین ہے جام اور انگور اور
کونلے اور سنترے اور انار اور ترپونا اور بہی اور زعین الناس اور لیمون یہ مرہٹواڑہ مین اور کسی قدر
کرناٹک مین تلنگانہ مین بہت ہی کم۔ کرناٹک اور مرہٹواڑہ مین ترشی تمر ہندی کی نہین کھاتے ہین
کیونکہ ان ہر دو خطوں مین روٹی کی غذا ہے پس اس روٹی کے ساتھ ترش کی ترکاری موزون اور مناسب
نہین اور ان ہر دو خطوں مین پانیکے ذرایع ندی نالے ہین زمین سیاہ رنگ کی مگر زرخیز اور
ایک قطعہ تلنگانہ کی زمین صفراوی ہے اسلئے بہ حکمت کاملہ الٰہی تمر ہندی کے اشجار بکثرت
بغیر اوسکے استعمال کے گریز نہین بڑے بڑے مدعیان ولایت ترشی سے نفرت کرنیوالون کو
ترش کھائے بن چارہ نہین اور یہان کی صلعقت بحکم آیہ شریف خلق الانسان ضعیفا
ضعیف زنان تلنگ کی تخلیق پر صرف ضعف ہے ضعف نہین صباحت و ملاحت بیشتر رنگت
میں ہر سہ خطے مساوی کوئی سرخ رنگ کوئی سبز رنگ کوئی سیاہ فام مگر سیاہی ایسی نہین
جیسے زنگستان اور حبشستان کی سرخی اور سفیدی ایسی نہین جیسے ولایت چین اور فرنگ کی
مسترجم مین نے چند سال کے پہلے اس اپنے اقلیم دکن کی حالات اور وطن کے
واقعات کو بہت ہی بسط کے ساتھ قلم بند کرکے اسکو نثر دکن کے نام سے موسوم کیا ہون
چند نقول بھی اوسکے ہو چکے تھے مگر کہ باعث میری بے استطاعتی کے طبع نہ ہو سکا اسلئے

اس مقام پر بہت

خطوں کی حالات کی تفصیل کو

ضرور نہیں جانا کیونکہ ؎

کار دنیا کسی تمام نکرد ہر چہ گیر مختصر گیرد

الحمد للہ حسب عدہ یہ تذکرہ کا ترجمہ ختم ہوا ورنہ عادات

منافقانہ سے بحکم حدیث شریف اذا وعد خلف

نہو۔

تمت تمام شد

بقلم نجابت علی غفرلہ